سلسلۂ مطبوعات ۱۵

اِنَّ الْحُكْمَ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ

(القصص)

ردِّ بدعت
کے لیے
سُنّت کے رہنما اُصول

عمدۃ المفسرین، قدوۃ [illegible] ماحی البدعۃ

شیخ القرآن حضرۃ العـ[illegible] محمد طاہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

مولانا محمد عبدالبر بن محمد سکرگاہی رحمہ اللہ تعالیٰ

نشر و اشاعت
دار التصنیف دار العلوم سعیدیہ

اوگی، مانسہرہ، ہزارہ، صوبہ سرحد، پاکستان

عظیم الشان خوشخبری

★ اب مکتبہ اشاعت آپ کے جیب میں ★

دنیا میں کسی بھی جگہ علماء جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام تصانیف Play Store اور Website سے بالکل فری انسٹال / ڈاؤن لوڈ کریں۔

انسٹال / ڈاؤن لوڈ کرنے کا طریقہ

Play Store سے " مکتبۃ الاشاعت " انسٹال کرنے کے بعد ایپ میں مطلوبہ کتاب ڈاؤن لوڈ کریں نیز اپنی کتاب کو Website / Play Store پر مفت شائع کرنے کے لیے بھی رابطہ کریں۔

نوٹ

ویب سائٹ پر جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام تصانیف مثلاً تفاسیر، فتاویٰ جات، شروح، سوانح حیات، نوٹس، درس نظامی کے کتب وغیرہ دستیاب ہیں آپ وقتاً فوقتاً Play Store اور website پر چیک کیا کریں مزید معلومات کے لیے دیے گئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں۔ وہاں آپ کو آسانی کے لئے مطلوبہ کتاب کا link دیا جائے گا اور آپ کو بہترین رہنمائی دی جائے گی جس سے آپ کو مطلوبہ کتاب آسانی سے ملے گا۔ پلے سٹور پر ترجمہ و تفسیر یا سورتوں کے نوعیت والے تصانیف دستیاب ہوں ہیں کیونکہ ایک PDF میں اس کا مطالعہ مشکل ہوتا ہے تو ہم نے آسانی کے لیے ہر ایک پارے کے لیے الگ الگ بٹن بنایا ہے تاکہ قارئین کے لیے پڑھنے میں آسانی ہو باقی تمام نوعیت کے تصانیف مندرجہ ذیل ویب سائیٹ پر دستیاب ہوں گے۔ جو Goggle پر مزکورہ ویب سائیٹ میں سرچ کرنے سے یا ہمارے مندرجہ بالا app " مکتبۃ الاشاعت " کو پلے سٹور سے انسٹال کرنے کے بعد ایپ میں سرچ کرنے سے ملیں گے۔ آسانی کے لیے ویب سائیٹ پر links ملاحظہ کیجئے۔ جزاکم اللہ

WhatsApp:0320-1914145

ویب سائیٹ **maktabatulishaat.com** (مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام)

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

سلسلۂ مطبوعات (۱۵)

أَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ

(القصص)

ردِّ بدعت کے لیے سنّت کے رہنما اصول

تألیف

عمدۃ المفسرین، قدوۃ المحدثین، محی السنۃ، ماحی البدعۃ

شیخ القرآن حضرۃ العلامہ مولانا محمد طاہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

مولانا محمد عبد الرحمٰن بن محمد سکرگاہی رحمہ اللہ تعالیٰ

شعبہ نشر و اشاعت

دار التصنیف دار العلوم سعیدیہ

اوگی، مانسہرہ، ہزارہ، صوبہ سرحد، پاکستان

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

نام کتاب .... رد بدعت کے لیے سنت کے رہنما اُصول

مؤلف .... شیخ القرآن مولانا محمد طاہر رحمہ اللہ

مترجم .... مولانا محمد عبدالبر الشہید رحمہ اللہ

ناشر .... دارالتصنیف دارالعلوم سعیدیہ، اُوگی ضلع مانسہرہ

مقام اشاعت .... دارالتصنیف دارالعلوم سعیدیہ، اُوگی ضلع مانسہرہ

ملنے کے لیے

1۔ لمکتبۃ العلمیہ نزد دارالعلوم سعیدیہ، اُوگی۔ نسہرہ ہزارہ
2۔ دارالقرآن پنج پیر ضلع صوابی صوبہ سرحد
3۔ کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
4۔ المکتبۃ العلمیہ سجاد مارکیٹ بالمقابل ویگن اڈا اُوگی

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

تقریظ

از امیر محترم اشاعت التوحید والسنہ کل پاکستان حضرت الشیخ مولانا محمد طیب صاحب مدظلہم ابن شیخ القرآن والحدیث مرشد العلماء علامہ محمد طاہر (رحمہ اللہ)

چودھویں صدی بیت گئی۔ لیکن وہ بھی دعوت وعزیمت کے کارزار میں، حق وباطل کی اس خوفناک جنگ کا "فیصلہ" دیکھے بغیر ختم ہوگئی، جو تاریخ ادیان کی ابتداء سے شروع ہوئی تھی۔

گرفتارانِ ہوا وہوس نے بدعتوں اور "اشراک باللہ" کی نت نئی ایجادات کو ترجمان بنا کر ان کا ایسا دفاع کرنے کی کوشش کی کہ گویا یہی "اصل دین" ہے لیکن علماءِ حق نے ان کے دفاعی حصار پر ایسے تابڑ توڑ حملے کئے کہ ان کے دلائل کے "قلعے" مکڑی کے جالے کی طرح تار تار ہو کر بکھر گئے ـــــــ

وإنّ أوهن البيوت لبيت العنكبوت

اس صدی کے کارکنانِ دعوت وعزیمت میں سے، حضرت والد ماجد، شیخ القرآن والحدیث مولانا محمد طاہر الحنفی الدیوبندی (رحمہ اللہ) کو اللہ تعالیٰ نے نہایت بلند اور نمایاں مقام عطا فرمایا، جو زندگی کے آخری لمحات تک اپنے کاروانِ دعوت وعزیمت کے قافلہ سالار رہے۔

حضرت والد ماجد رحمہ اللہ نے درس وتدریس، تحریر وتقریر، مبارزہ ومناظرہ۔ الغرض ہر میدان میں دینِ حق اور اہلِ حق کا دفاع کیا اور قمعِ شرک وبدعت اور دحضِ فسق وفجور میں نمایاں کردار ادا کیا اور اسی وجہ سے ان کے ناقدین کی تعداد بہت بڑی تھی جو ہر دور میں کسی داعیٔ حق کی حقانیت کی بڑی علامت رہی ہے۔

اس میدان میں تحریری طور پر آپ نے جو خدمات انجام دیں اور مختلف موضوعات پر آپ کی جو مصنفات ہیں وہ آپ کے کام کے ایسے گواہ ہیں جو تا قیام قیامت اہلِ شرک وبدعت کیلئے سوہانِ روح بنے رہیں گے۔

انہی مصنفات میں سے آپ کی ایک تصنیف "اصول السُّنّة لرد البدعة" ہے جو اپنے طرز اور اسلوب کے اعتبار سے ـــ اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں نہایت امتیازی شان کی حامل ہے۔

ہمارے رفیق محترم اور حضرت والد ماجدؒ کے تلمیذ رشید مولانا محمد عبد البر سکرگاہی (شکر اللہ مساعیہ) نے اس کتاب کا عمدہ اور سلیس اردو میں ترجمہ کیا۔ موصوف نے اس کام کا آغاز حضرت والد صاحب کی زندگی میں ان کے حکم سے کیا تھا لیکن اس کا اختتام انکی وفات کے بعد ہی ممکن ہوا چنانچہ انہوں نے مجھ سے اس ترجمہ کے بارہ میں اظہارِ خیال کی فرمائش کی ـــ مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ انہوں نے اس کتاب کے ترجمہ کا حق ادا کیا ہے اور مضامینِ کتاب کو سلیس اردو میں نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ منتقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی طرف سے مترجم کو ان کی محنت کا اجر عطا فرمائیں۔ (آمین ثم آمین)

طیب طاہر عفی عنہ

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

تقریظ

(د)

از استاذ العلماء، بقیۃ السلف، جامع المنقول و المعقولات، مبلغ دین و مناظر اسلام، داعیٔ توحید و سنت، ماحیٔ شرک و بدعت زینتِ مسندِ درس و تدریس، جامع محاسن حضرت شیخ الحدیث مولانا علامہ محمد حسین نیلوی مدظلہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد احقر محمد حسین نے اصول السنۃ لرد البدعۃ مصنفہ فخر العلماء شیخ التفسیر والحدیث والقرآن جامع المحاسن حضرت العلام الفہام جبریل عصر بقیۃ السلف لوذعی مولانا محمد طاہر صاحب پنج پیری رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ کاملۃ سابغۃ وافیہ کافیۃ کے اردو سلیس اور بامحاورہ ترجمہ کے چند اوراق دیکھے ہیں جو صحیح فہم دین کے مالک تلمیذ مصنف مولانا محمد عبد البر لازالت شموس فیوضہ علینا بازغۃ نزیل جامع مسجد الحمراء الحمراء سوسائٹی کراچی ۵ نے احسن انداز کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔

ماشاء اللہ مضمون کتاب کو عوام کو سمجھانے کے لیے ایسے انداز میں ادا کیا کہ کسی قسم کا شک شبہ وارد نہ ہوسکے اور پڑھنے والا اس کو شوق سے پڑھے۔ ہر اس شخص کو جسے سعادت ابدیہ حاصل کرنے کی شوق ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرزِ زندگی اپنا معمول بنانا چاہتا ہے اور غیر قوموں اور مبتدعین کے پھندوں سے اپنی جان چھڑانا چاہتا ہے تو اسے شکریہ کے ساتھ ان انمول موتیوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے پھر ان کا مطالعہ کرکے اپنے آپ بھی ان پر عمل کرے اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دے اور دوسرے لوگوں کو ان انمول موتیوں کے حاصل کرنے کی ترغیب دے۔ اللہ تعالیٰ مترجم کی اس محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور سب کو اس کتاب سے مستفید و مستفیض فرمائے آمین یا رب العلمین

محمد حسین عفی عنہ جامعہ ضیاء العلوم سرگودھا پنجاب پاکستان

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کے چلا ہوں
صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

کہی اَن کہی

تاریخ انسانی شاہد ہے کہ —— جید، بلند پایہ اور نابغۂ روزگار قسم کی شخصیات.... اس دھرتی پر ہمیشہ کے لئے مظلوم اور محسود رہی ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے لے کر، ایسے درجہ کے علماء کرام تک، جو اس ملّت کی نیّا کو کنارے لگانے کی کوشش میں کچھ نہ کچھ کردار ادا کر سکے ہیں —— اعلیٰ درجہ کے واعظ و ناصح، بہترین مقرر اور خطیب، یگانۂ روزگار مصنف اور محقق.... آخر کون ہیں۔ جو ان لوگوں کے سنان طرئے مذمت اور نشتر ہائے طعن و تشنیع سے محفوظ رہے ہوں.... جن کی دنیا و آخرت سنوارنے کی خاطر ان حضرات نے اپنی زندگیاں داؤ پہ لگا دی تھیں؟

جور و جفا کے اس انداز پر سوچئے سوچئے، سوچنے والا اس ایک ہی نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ داستانِ ظلم و تعدی کا یہ رُخ نہ ہوتا، تو "دعوت و عزیمت" کی تاریخ کا تابناک اور لازوال رنگ و اثر کہاں سے پیدا ہوتا؟ ذرا گہرائی سے دیکھا جائے تو یہی نیشن زنی اور سنگ باری، دراصل ان رشکِ سماو عُلا بزرگوں کے مراتب عظمیٰ کی عمارت کا سنگِ بنیاد ہے۔

ان لوگوں کے —— اسی قسم کا ایک "ہدف" حضرت عارف باللہ شیخ القرآن والحدیث علامہ محمد طاہر الحنفی مسلکاً الدیو بندی مشرباً و تلمیذاً و پنج پیری مولداً رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً بھی تھے۔ جو حضرت رئیس المفسرین، قدوۃ العارفین مولانا حسین علیؒ (واں بھچراں) کے ان ممتاز تلامذہ کے مسلّمہ سرخیل تھے، جنہوں نے برصغیر ہی نہیں، پورے عالم کو اپنی ضَو افشانیوں سے منوّر اور مزیّن کیا ہے —— وہ اس تحریک کے مجاہد تھے۔ جس کے جانبازوں نے "شمشیر قل ہو اللہ" تھام کر، اس دھرتی پر توحید و سنت کے پھریرے لہرائے..... پیغامِ قرآن سے عامۃ الناس کو آگاہ و روشناس کرایا —— اور انبیاء کرام اور دوسرے اولوالعزم اسلاف کی سنت کے عین مطابق..... جواباً پتھر، گالیاں اور مصائب وصول کئے اور پھر صبر و استقامت

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کے محکم اور مضبوط پہاڑ بنے رہے، تا آنکہ اپنی جان ہی جان آفرین (جل جلالہٗ) کے حوالے کر دی۔

۱۹۶۶ء میں میٹرک پاس کرنے کے بعد راقم السطور "ہری پور" کے ایک دینی مدرسہ میں داخل ہوا۔ اور پہلے ہی سال تقریباً تین سال کا نصاب پڑھ کر تعلیمی سال مکمل کیا اس دوران اس نے ایک "علاقائی عالم" سے سنا کہ "ابن تیمیہؒ کو جو شیخ الاسلام سمجھتا ہے وہ سرے سے مسلمان ہی نہیں ہے اور "پنج پیری"، تو اس دور میں "فتنۂ اعتزال" کا مجدد ہے۔" بس اس "بے ہنگم صغریٰ وکبریٰ" سے ہی "پنج پیر" جانے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ چنانچہ اسی سال رجب، شعبان اور رمضان میں ہونے والے دورۂ تفسیر میں شمولیت کے لئے "پنج پیر" پہنچا۔

حضرت شیخ کو دیکھا..... نور فراست سے دمکتی پیشانی، حسن تقویٰ سے ضیا بار چہرہ، تفکر وتدبر چھلکتی دور بین نگاہیں، میانہ قد، کسرتی بدن، رس بھری لیکن بارعب آواز —— تبسم، احتیاط، علم، حلم اور تجربہ سراپا، دھیما، ٹھہرا ٹھہرا اور حکمت بھرا انداز گفتگو —— الغرض میر کارواں کے ہر قسم کے رخت سفر سے مالا مال ع

"نگہ بلند، سخن دل نواز اور جاں پُر سوز"

"دورۂ تفسیر" کے دوران —— اکابر دیوبند اور سلف صالحین کی ہر ادا بچشم سر دیکھی اور قلب سے محسوس کی اور حضرت شیخ کو اپنے مرحوم اکابر کی سوانح کا مرقع پایا، بس نظر نہیں آیا تو فقط "یاران سرگشتۂ وہم وگمان" کا عائد کردہ الزام نظر نہیں آیا... یعنی —— الزام "اعتزال اور اس کی تجدید" میں نے فتاویٰ کفر کی بھرمار بھی یہاں نہیں دیکھی جیسے کہ آپ کے ناقدین کے ہاں مشہور ہے۔ البتہ یہ بات ضرور تھی کہ وہ شرکیہ اقوال وافعال یا مروجہ بدعات پر سخت تنقید کرتے اور ان کی قباحت وشناعت کے سلسلہ میں نصوص قطعیہ سے استدلال کرتے اور اس سلسلہ میں وہ یہاں تک کہہ جاتے کہ "علماء یہود" کی بدعتوں اور تحریفات کے باعث وہ "الضالین" (گمراہ) قرار پائے۔ لیکن امت محمدیہ کا بدعتی بڑا "نازک طبع" ہے۔ "ضال اور گمراہ کی "پھبتی" اس کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ پھر فرماتے دین کا یہ حصہ بیان کرنا بڑا مشکل ہے اسے بیان کرو گے تو متشدد کہلاؤ گے۔ پھر درد بھرے لہجے میں کہتے ؎

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

(ز)

لوکان بیان کتاب اللہ تشدداً
فانا بفضل اللہ اول المتشدد

(یعنی اللہ کی کتاب کے بیان کا نام ہی اگر تشدد ہے تو پھر اللہ کے فضل وکرم سے میں اول درجے کا متشدد ہوں)

راقم آثم حلفیہ گواہی دیتا ہے کہ اُن کے تمام تر "تشدد" کا یہی خلاصہ ہے، جس پر لوگوں کے "افسانوں کی عمارت" کھڑی ہے۔

ہمارے ہاں کی ریت عجیب ہے۔ یہاں جوڑنے والے کم اور توڑنے والے زیادہ ہیں۔ آخر شیطان کو شیرازہ اُمت منتشر کرنے کے لئے "وفادار" اور "محنت شعار" قسم کے اہل کار بھی تو چاہئیں۔ ...... وقت کے فقہاء اور علماء کا آپس میں یہ بُعد، اُمت کے باہمی انتشار وافتراق کا باعث ہی ہو سکتا ہے۔

مخلصین نے ان خلیجوں کو پاٹنے کی قابلِ قدر ——— اور کسی حد تک نتیجہ خیز کوششیں کیں۔ لیکن "سرگشتۂ خمار اغوینہم اجمعین" کے چیلوں نے ان مساعی پر پانی پھیر دیا۔ یہ کشمکش بھی تاریخ اسلام کے ہر دور کی امتیازی کرتی رہی ہے۔

یہ ناکارہ راقم بھی "عجوزۂ مصر" کی طرح "بضاعۃ مزجاۃ" لے کر اس گرم بازار میں اُترا۔ کئی بزرگوں اور اس دور کے "ارباب فتویٰ فقہاء" سے پوچھا کہ "کیا آپ نے ... ان کی کتابیں پڑھی ہیں؟" "کیا آپ اُن سے ملے ہیں؟" "کیا آپ نے ان سے ان کے خیالات معلوم کئے ہیں؟"

اکثریت ——— کُل سے قریب تر اکثریت کا جواب نفی میں تھا۔ "تو پھر آپ حضرات کے فتاویٰ وآراء کا مدار کیا ہے؟ وہی سُنی سنائی باتیں؟!"

اپنے ایک اُستادِ محترم کو حضرت شیخ کی کتاب کے زیرِ نظر ترجمہ کا ایک کافی حصہ (کتابت شدہ) اور اصل عربی کتاب ——— اس التماس کے ساتھ دی کہ اصلاً تو آپ ترجمہ دیکھ کر اس کی تصحیح وتصویب کر دیجئے ——— کہ اس نالائق کو ہمیشہ حوصلہ افزائی کی تشنگی رہی ہے ——— اور ضمناً، آپ "اصل کتاب" کے مباحث بھی "پرکھ" لیجئے۔ لیکن جو کچھ ہوا وہ کس قلم سے لکھوں؟ تقریباً ایک سال کرایہ کی سواری پہ آمد ورفت اس اُمید پر جاری رکھی کہ اس سعی کا کوئی مثبت نتیجہ برآمد ہو گا لیکن ع

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

"اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"

غنیمت تھی کہ ترجمہ کے پراگندہ اوراق دوبارہ ہاتھ لگے ورنہ شاید ان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتا۔

حضرت شیخؒ اس صدی کی شخصیت نہیں لگ رہے تھے اسی لئے "معاصر" لوگوں سے خراج وصول نہ کر سکے۔ ایسا لگتا تھا کہ اسلاف کا پورا قافلہ "منْ قضیٰ نحبہٗ" کے بمصداق رخصت ہو گیا تھا اور آپ کو "ومنھم من ینتظر" کے بمصداق پیچھے چھوڑ گئے تھے اور آپ شرک و بدعت سے اٹی ہوئی اس تاریک دنیا میں "توحید وسنت" کا نعرہ بلند کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے ...... بالکل اپنے پیشرو اسلاف کی طرح۔

دورۂ تفسیر کے دوران ایک روز اعلان فرمایا کہ نماز ظہر کے بعد ایک جنازہ ہوگا۔ سب علماء اور طلباء شریک ہوئے اور پھر اپنے شیخ کے پیچھے پیچھے قبرستان پہنچے وہاں یہ عقدہ کھلا کہ یہ جنازہ حضرت کے اپنے "جگر گوشہ" کا ہے۔ آج کی دنیا میں ایسی مثالیں شاید بہت ہی کم ہوں۔ جنازہ کے اعلان سے ظہر کی نماز تک سبق برابر جاری رہا اور علم کے اس بحرِ بے کراں کی توجہ میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوا تھا۔

آپ کی تدریس، دعوت وتبلیغ، جذبہ جہاد اور الحب للہ والبغض للہ کی طرح آپ کی مصنفات بھی ...... اپنے اسلاف کی تصنیفوں کا نمونہ تھیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ کوئی بلند پایہ عالم آپ کے "اسلوب نگارش" پر قلم اٹھاتے اور آپ کی تصنیفی کاوشوں کو خراجِ تحسین ادا کرنے کا حق ادا کر لیتے۔ لعلّ اللہ یحدث بعد ذٰلک امراً لیکن موقعہ کی مناسبت سے اپنا ایک "طالب علمانہ تاثر" عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔

قدماء مصنفین بالخصوص الشیخ محمد بن عبد الوہاب النجدیؒ، الامام ابن تیمیہؒ ان کے تلامذہ حافظ ابن قیمؒ، ابن رجبؒ، حافظ ابن کثیرؒ وغیرہم ——— اور برصغیر کے شاہ ولی اللہؒ، شاہ عبد العزیزؒ اور شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ، جیسے بزرگوں کی تالیفات کا جو اسلوب ہے، حضرت شیخؒ کی تصانیف، اس عہد میں، اس کا بہترین نمونہ ہیں۔

کسی مدعا کے اثبات کے لئے قرآن مجید کی آیات، احادیث اور اسلاف کے اقوال

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کو ایسے مرتب طریقہ سے جمع کر دینا، کہ کتاب کے قاری پر از خود اس دعویٰ کا ثبوت واضح ہو جائے، یہ طرز آپ کو ان حضرات کی تالیفات میں مشترک نظر آئے گا ——— ان حضرات کی مصنفات کا ایک اور امتیازی مشترک وصف یہ ہے کہ آپ کوئی ایک بحث کھول لیں آپ کو پوری بحث اسی مقصد کے گرد گھومتی ہوئی نظر آئے گی جس مقصد کے لئے اس بحث کو چھیڑا گیا تھا. معمولی مناسبت سے اِدھر اُدھر کی غیر متعلق باتیں، بے سر و پا قصے اور من گھڑت کہانیاں آپ کو ان تصنیفات میں کہیں نظر نہیں آئیں گی۔

حضرت کی تقریباً تمام تصانیف "عربی" میں ہیں۔ طعن کرنے والوں کو تو یہاں بھی گڑ کی ڈلی ہاتھ لگی اور انہوں نے اس سلسلہ میں بھی اپنے اپنے "ظرف" کی مناسبت سے طرح طرح کی باتیں بنائیں۔ کسی کو آپ کی "عربی کی کھیر ٹیڑھی" نظر آئی تو کسی نے حضرت پر نحو کے حوالہ سے نکتہ چینیاں کیں۔ کسی نے آپ کی اس ادا کو "بڑ" سے تعبیر کیا تو کسی نے ہانک لگائی کہ ان مفاہیم کے ادا کرنے سے کیا ان کی مادری زبان "پشتو" قاصر تھی؟ ...... لیکن اصل راز یہ ہے کہ حضرت ان اختلافات کو تحریراً عوام میں لانا پسند نہ کرتے تھے جو علماء کے درمیان تھے۔ آپ کی کوشش تھی کہ علماء سے انہی کی زبان میں بات کی جائے اور اس طرح افہام و تفہیم کا فریضہ خوشگوار اور یک جہتی کی منزل آسان ہو جائے گی۔ لیکن نہ صرف یہ کہ اس مخلصانہ طرز و ادا کے خاطر خواہ نتائج بر آمد نہیں ہوئے۔ بلکہ آپ کی مؤلفات کے بعض حصوں کے عوام کے سامنے ایسے تراجم کئے گئے کہ جن کی بناء پر عوام کو بھی آپ سے برگشتہ کیا جانے لگا۔

ان حالات کا تقاضا تھا کہ علماء کے باہمی مناقشات کے اس "مقدمہ" کو اس کے اصلی اور صحیح خد و خال کے ساتھ، عوام ہی کی زبان میں "عوام کی عدالت" میں پیش کر دیا جائے تاکہ عوام الناس کو اس بدگمانی سے بچایا جا سکے۔ جو آپ کے ناقدین علماء کرام لوگوں میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔

حضرت شیخ رح نے جب اس ترجمہ کے بارہ میں سنا تو بہت خوش ہوئے۔ حوصلہ افزائی کے خطوط بھیجے اور کراچی کے دورہ کے موقع پر بالمشافہ بھی ہمت افزائی کی، لیکن قبل اس کے کہ یہ ترجمہ منصۂ شہود پر آتا، آپ رح اس دارِ فانی اور یہاں کے جفا کار لوگوں

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

سے "روٹھ" گئے اور "الرفیق الاعلیٰ" کی طرف کوچ کرتے ہوئے گویا زبان حال سے "مترجم" کو کہہ گئے کہ بیٹا! اب یہ مقدمہ عوام کی عدالت میں لے جانے سے کیا فائدہ؟ میں اسے "خدائی عدالت" میں پیش کرنے جارہا ہوں اور وہی ہمارے درمیان فیصلہ فرمائیں گے کہ کون ظالم تھا اور کون مظلوم؟

عرضِ مترجم

(کچھ ترجمۂ کتاب کے بارہ میں)

۱:- کسی بھی زبان کی کتاب کو دوسری زبان میں منتقل کرتے وقت کئی ایک مشکلات بیک وقت مترجم کو پیش ہوتی ہیں اس لئے کہ ہر زبان کے الفاظ، روزمرے اور محاورات الگ الگ ہوتے ہیں۔ پھر ہر زبان والے لوگوں کی تعبیرات، اصطلاحات اور احوال ظروف بھی الگ الگ ہوتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں جب آپ کسی زبان کی کتاب دوسری زبان میں.... محض تفہیم اور نقل مضمون کی غرض سے ترجمہ کرنے بیٹھیں گے تو آپ اس کا پورا پورا حق ادا کرنے میں دقت محسوس کریں گے۔ عجب نہیں کہ محدثین کرام کے ہاں روایت بالمعنیٰ کے جواز کی بنیاد اصلاً یہی مشکل رہی ہو.... اگر آپ ایک زبان کے محض الفاظ دوسری زبان (لغت) میں واضح کرنا چاہتے ہوں تو ایسی صورت میں آپ "تحت اللفظ" کی آڑ میں آسانی سے یہ کام کرسکتے ہیں.... تفہیم اور نقلِ مضمون کے موقعہ پہ اصل کتاب کی لغوی موشگافیاں اور معنیٰ و بلاغت کی باریکیاں یا الفاظ و محاورات کے "تحت اللفظ"، ترجمہ کا چکّر، آپ کو اصل مقصود سے دور کردے گا۔ اس لئے ـــــــ اس ناچیز کے خیال میں، اس مقصد کے لئے "آزاد ترجمانی"، ہی کافی سمجھ لینی چاہیئے... یعنی روایت بالمعنی چنانچہ احقر نے "اصول السنۃ" کے ترجمہ میں یہی انداز اختیار کیا ہے۔ لیکن حضرت شیخ کی عبارت کا کوئی گوشہ (بحمد للہ) چھوٹنے نہیں پایا کیونکہ احقر کو احساس ہے کہ ع

لفظ و معنی میں جو نسبت ہے، تن در وح کی ہے

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

۲:- حضرت شیخؒ کی کتاب میں جہاں قرآن کریم کی آیات، احادیث نبویہ یا ارشادات سلف کو بطور استدلال یا استشہاد کے نقل کیا گیا ہے۔ احقر نے اس کا اہتمام کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان کو اصل عربی الفاظ میں نقل کر کے ان کے سامنے ترجمہ کر دے تاہم بعض روایات حدیث اور اقوال سلف میں محض ترجمہ پر بھی اکتفیٰ کیا گیا ہے۔

۳:- قرآن کریم کی آیات کے تراجم ..... حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ کے ترجمۂ قرآن سے ماخوذ ہیں۔ جو زبان کی قدامت کے باوجود، اُردو کا پہلا ترجمہ ہونے کے حوالہ سے ترجیح کا مستحق سمجھا گیا ہے۔

۴:- اصول السنۃ کے تمام حوالہ جات جوں کے توں نقل کئے گئے ہیں۔ اور اس ناکارہ کے پاس فرصت و اہلیت دونوں مفقود تھیں کہ وہ تحقیق و مراجعت کا کام کر سکتا۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام حوالہ جات انہی نسخوں کے اعتبار سے ہیں جو حضرت شیخؒ کے پاس موجود تھے۔ ممکن ہے ترجمہ کے دوسرے ایڈیشن کے لئے اس حوالہ سے کچھ کام بھی ہو سکے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

(وما علینا الا البلاغ المبین)

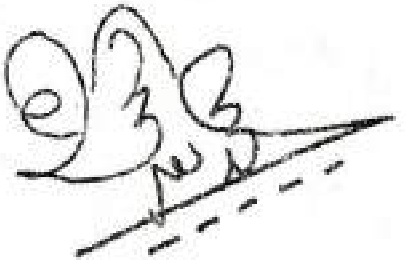

(احقر محمد عبد البر عفا اللہ عنہ)

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

تقریظ: سیفِ بے نیام، مبلغ اسلام، فاضل علام حضرت مولانا غلام رسول صاحب ناظم اعلیٰ اشاعۃ التوحید والسنۃ کراچی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت شیخ القرآن مولانا محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف "اصول السنۃ" خدمتِ سنت میں اور ردِ بدعت میں بہترین راہنمائی ہے جس سے علماء کرام کو اشاعۃ التوحید والسنۃ میں اعلیٰ تحفہ ملا ضرورت محسوس کی گئی اور تعلیم یافتہ طبقہ تقاضا کرتا رہا کہ اردو ترجمہ کیا جائے تاکہ علماء کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو بھی فائدہ ہو جس کے پیشِ نظر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بنفسِ نفیس حضرت علامہ محمد عبد البر صاحب سے کہا آپ تیار ہوں میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔۔

حضرت شیخ مرحوم کا نظرِ انتخاب تھا جس کو علامہ صاحب نے سچا کیا اوقات کی گوناگوں مصروفیت کے باوجود وقت نکالا فصیح سلیس اردو سے کتاب کی احادیث کو شیخ کے ذوق کے مطابق پورا کیا حضرت نے دعائیں دے کے ترجمہ شروع کرنے کا ارشاد فرمایا کاش زندہ ہوتے تکمیل دیکھ کر دعا دیتے حق جل شانہ اس خدمت کو زادِ سنت میں قبول فرمائے آمین

عبدہ رسول عفی عنہ خادم اشاعۃ التوحید والسنۃ کراچی پاکستان

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰہِ وَضَلَّ عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ۝ (القصص)

اُصُوْلُ السُّنَّۃ

لِرَدِّ الْبِدْعَۃ

اُردو

الحمد للہ حق حمدہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ونشھد ان سیدنا محمدا عبدہٗ ورسولہ خاتم النبیین وشفیع المذنبین وخیر خلقہ بعثہ ھادیا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا وافترض علی الناس طاعتہ وجعل ذلک شرطا فی صحۃ الایمان والنجاۃ عن النیران۔ فقال: فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا؛ فلن یقبل من احد حتی یخضع لسنتہ ویرفض کل شریعۃ غیر شریعتہ۔ رضینا باللہ ربًّا وبالاسلام دینًا وبمحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبیًّا۔

اما بعد... ہمارا تعلق ایسے زمانہ سے ہے کہ جس میں گمراہ کن خواہشات جڑیں پکڑ چکی ہیں اور بدعات وحوادث کو دین سمجھا جا رہا ہے اور معاملہ اتنا پلٹا کہ سنت نے بدعت کی اور بدعت نے سنت کی جگہ لے لی اور آپ کسی ایک کو بھی ایسا نہیں پائیں گے کہ جو اس سلسلہ میں گفت وشنید کرے یا ان بدعات کے ازالہ میں مددگار رہے یا کم از کم ان کے ردّ وتحریم کی طرف اشارہ تک کرے تو گویا سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے بارے میں غیرت وحمیت چل بسی ہے... تو میں نے توحید وسنّت کی اشاعت کے سلسلہ میں ربِّ کریم کے کرم سے استعانت کرتے ہوئے ربِّ عظیم سے توفیق بخشنے کی التجا کی۔

میں نے کافی عرصہ سے قرآن مجید، احادیثِ نبویہ اور راسخ العلم ائمہ کی کتابوں کو پیشِ نظر رکھ کر ایسے اُصول وقواعد جمع کر رکھے ہیں، کہ جن کے ذریعے سے ہر ایجاد کردہ امر (یعنی بدعت) کی تردید کی جاسکتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن اصول کو غور وفکر کرنے والوں کے لئے بصیرت کا سامان، اور میرے لئے شفاعت کے حصول کا وسیلہ

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور ذریعہ بنائیں گے۔ اللّٰھم اعصمنی بدینك وبسنة نبیك من الاختلاف فی الحق ومن اتباع الھوٰی وسبیل الضلالة ومن مشتبھات الامور ومن الزیغ والخصومات (آمین)۔

میں نے اس رسالہ کا نام "اصول السنة لرد البدعة" رکھا ہے۔ رسالہ میں ہم نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ ہر اصل و قاعدہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے ثابت کریں پھر ائمہ کرام کے ارشادات بطور تائید ذکر کریں اور اس کے بعد اپنے زمانہ کی مشہور بدعتوں کو اس پر تفریع کریں کہ بیان کردہ اصول اس پر کیسے ٹھیک بیٹھتا ہے، اور مذکورہ بدعتیں اس قاعدہ کے ذریعہ سے کیسے جڑ سے کٹتی ہیں۔ ممکن ہے کہ پروردگار ان اصول کو ہر منکر سے بچنے والے کے لئے ہدایت کے حصول کا ذریعہ بنادے اور ان لوگوں پر اتمام حجت، جن کا کام ہی اعراض و تکبر ہے --- اور ان لوگوں پر بھی جو:

لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ[1] — اگر ہم ہوتے سنتے یا بوجھتے نہ ہوتے دوزخ والوں میں۔

کہنے والوں میں سے ہو گئے ہیں۔

ہمارے ہاں ایک ایسی جماعت بھی پیدا ہو گئی ہے جو ردِ شرک تو کرتے ہیں لیکن انہیں دنیا کے ساز و سامان کے حصول کے باعث ردِ بدعت سے اجتناب کرتے ہیں۔ حالانکہ ربّ العزّت نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ[2] — "اور ہرگز راضی نہ ہوں گے تجھ سے یہود اور نصاریٰ، جب تک کہ تابع نہ ہو تو ان کے دین کا۔ تو کہہ جو راہ اللہ دکھاوے وہی راہ ہے، اور کبھی چلا تو ان کی پسند پر بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچا، تو تیرا کوئی نہیں اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنے والا اور نہ مددگار۔"

ایک اور جماعت بھی ہے جو ردِ بدعت بھی کرتے ہیں لیکن ملامت گر کی ملامت کے خوف سے اور اس ڈر سے کہ یہ بدعتی لوگ ان پر ناراض نہ ہوں --- اہل بدعت سے

---

[1] الملک ۱۰ [2] البقرہ ۱۲۰

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اجتناب نہیں کرتے۔ حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں استقامت اور ثابت قدمی کا حکم فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے:۔

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا [۱]

سو تو سیدھا چلا جا، جیسا تجھ کو حکم ہوا، اور جس نے توبہ کی تیرے ساتھ اور حد سے نہ بڑھو۔

اور فرمانِ خداوندی ہے:۔

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ [۲]

اور مت جھکو ان کی طرف جو ظالم ہیں پھر تم کو لگے گی آگ، اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوا مددگار، پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے۔

میں نے اس رسالہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا حصہ بدعت کی اصطلاحی تعریف، اس کی مضرتوں، بدعت کے مناشی (یعنی وہ اسباب جن سے بدعت پیدا ہوتی ہے) سنّت کی طرف ترغیب اور سنّتِ نبویہ کے فوائد سے متعلق ہے۔ جبکہ دوسرا حصہ ان اصول کے بارے میں ہے جن کے ذریعے ہر محدَث و بدعت کا رد کیا جا سکتا ہے اور آخر میں رسومات کے رد میں ایک خاتمہ بھی ہے۔

پہلا حصہ (بدعۃ کی تعریف اور تقسیم کے بارے میں)

ائمہ سلف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بدعت دین میں نئی ایجاد کا نام ہے۔ پس ہر وہ چیز جو گھڑلی گئی ہو مگر دین نہ سمجھی جائے وہ بدعت نہیں کہلائے گی اور اسی طرح وہ ملبوسات یا دنیاوی معاش سے متعلق چیزیں (مثلاً کھانے، اوزار اور آلات وغیرہ بھی) جن سے نہی نہ فرمائی گئی ہو بدعت نہ ہوں گی۔ اس اصطلاحی مذموم معنیٰ کا اطلاق بدعت کی تمام قسموں پر ہوتا ہے۔ بدعت لغت میں "اظہار" کو کہتے ہیں جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد میں ہے نعمت البدعة هذه یعنی یہ اچھا اظہار ہے یہاں اس اچھے فعل کے اظہار کو بدعت کہا گیا ہے جو کسی عارض کی وجہ سے ترک کیا گیا تھا۔ پس

---

[۱]: ہود ۱۱۲
[۲]: ہود ۱۱۳

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

وہ بدعت جو حسنہ اور سیئہ کی طرف منقسم ہوتی ہے وہ یہی لغوی بدعت ہے جو اپنے مفہوم کے اعتبار سے عام ہے (یعنی مطلقاً محدث امر)۔ کذا فی مجالس الابرار ص ۱۲۴ و ترویح الجنان ص ۱۶ و آکام النفائس ص ۱۷۔

اصطلاحی بدعت کی قسمیں

قسم اوّل اعتقادی بدعت جیسے شرک کی تمام قسمیں۔

قسم دوم قولی بدعت جیسے شرکیہ کلمات تو ایجاد شرکیہ وظائف اور اوراد۔

قسم سوم فعلی بدعت جیسے مبتدعین کے میلاد، عرس، حیلۂ اسقاط وغیرہ میں مروجہ مخترعہ افعال۔

قسم چہارم بدعت فی الترک جیسے وہ تمام قولی اور فعلی سنن جن کے ترک کو دین سمجھ لیا گیا ہو۔ اور اگر ان سنتوں کو سستی تضییع یا اسی قسم کے دوسرے نفسانی تقاضوں کے باعث ترک کر دیا گیا ہو تو اسے گناہ کہا جائے گا۔ (تدین کے نہ ہونے کی وجہ سے بدعت نہیں کہا جائے گا۔ مترجم)

بدعت اعتقادیہ کی بعض قسمیں تو بالکل کفر ہیں اور بعض قسمیں گو کفر نہیں تاہم وہ ہر گناہ کبیرہ سے حتیٰ کہ قتل و زنا سے بڑھ کر گناہ ہیں اور اس قسم کی (بدعتوں) سے صرف کفر بڑا گناہ ہے۔ عبادات میں بدعت اگرچہ بدعتِ اعتقادیہ سے کم تر ہے لیکن ایسی بدعت کرنا بھی معصیۃ اور گمراہی ہے، خاص طور پر اس صورت میں جب کہ وہ سُنّتِ مؤکدہ سے متصادم ہو۔ البتہ عادات میں بدعت کوئی گناہ اور ضلالت نہیں ہے مگر اسے نہ کرنا بہتر ہے۔

اور وہ بدعتیں جو محض بدنی عبادات میں کی گئی ہوں، سب کی سب سیئہ ہیں اس لئے کہ کسی فعل کا صدرِ اوّل میں، نہ پایا جانا اُس فعل کی طرف حاجت نہ ہونے کی وجہ سے تھا یا اس وجہ سے کہ اُس فعل سے مانع موجود تھا۔ یا پھر اس وجہ سے کہ اس فعل

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کا تنبہ نہیں ہوا یعنی وہ فعل سمجھ میں نہیں آیا۔ یا اس کی وجہ سستی تھی یا وہ فعل فی نفسہ مکروہ تھا۔ یا یہ کہ اسے پہلے مشروع قرار نہیں دیا گیا تھا۔ محض بدنی عبادتوں میں پہلے دونوں احتمالات کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پہلے کا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف حاجت منقطع نہیں ہو سکتی اور دوسرے احتمال کا اس لئے کہ اسلام اور اسلامیان کے غلبہ کے بعد بدنی عبادت سے مانع کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح تیسرے اور چوتھے احتمال کا حال ہے اس لئے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے بارے میں یہ گمان بھی نہیں کیا جا سکتا (کہ وہ کسی امر کو سمجھے نہ ہوں یا ان میں سستی پائی جاتی تھی اور اس وجہ سے انہوں نے مامور بہ کو ترک کر دیا ہو۔ مترجم عفرلہ) پس آخری دونوں احتمال باقی رہ گئے کہ (وہ فعل صرف اس لئے صدرِ اول میں معدوم تھا کہ۔ مترجم) وہ فی نفسہ مکروہ اور شارع کی طرف سے غیر مشروع تھا۔

بدعت بہ نسبت فسق کے اخص ہے کہ ہر بدعت فسق ہے مگر ہر فسق بدعت نہیں۔ پس کوئی شخص اگر یہ سمجھ کر گناہ کرے کہ یہ مشروع نہیں تو یہ فسق ہوگا اور اگر مشروع سمجھ کر گناہ کرے تو یہ بدعت ہوگی۔

پس وہ نئی ایجاد جسے اس طور سے التزاماً کیا جائے کہ اس کے نہ کرنے والے کو مطعون اور قابلِ مذمت اور اس کے فاعل کو قابلِ مدح و ستائش سمجھا جائے لیکن یہ نو ایجاد فعل، دین سمجھ کر نہ کیا جائے۔ تو اسے رسم اور تکلف کہا جائے گا جس سے کہ ہمیں روکا گیا ہے۔ مثلاً وہ امور جن کا ہمارے ہاں ختنوں، نکاح اور ماتم کی تقریبات میں التزام کیا جاتا ہے یا جیسے کہ ہنر اور کمائی کے طریقوں سے اجتناب کرنا، جو علماء اور علماء کی اولاد میں پایا جاتا ہے۔ ان چیزوں کو ہم نے اپنی کتاب ضیاء النور[1] میں وضاحت سے لکھ دیا ہے۔

اور اگر اس نو ایجاد فعل پر عمل دین سمجھ کر کیا جائے تو یہ بدعت ہوگی۔ بدعت

---

[1] ضیاء النور حضرت مؤلف کی معرکۃ الآراء کتاب ہے جس کی پہلی جلد چھپ کر شائقین کے ہاتھوں تک پہنچ چکی ہے اور جلد ثانی کے بارے میں حضرت نے فرمایا کہ اگر شائع ہوئی تو اہلِ شرک و بدعت کی جانیں سوختہ ہو جائیں گی۔ خدا کرے کہ دوسری جلد بہت جلد منظرِ عام پر آسکے۔ مترجم عفرلہ

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کی دو بڑی قسمیں ہیں :۔

پہلی قسم بدعت حقیقیہ یعنی ہر وہ کام جس کی دلیل قرآن و سُنّت میں نہ ہو۔ جیسے شرکیہ وسیلے جنہیں مشرکین نے ایجاد کر رکھا ہے۔ اور اس کی اکثر شاخیں خالص شرک ہیں۔ اور :۔

دوسری قسم بدعت اضافیہ یا وضعیہ یعنی ہر وہ کام جس کی مشروعیت کی دلیل تو قرآن[1] و سُنّت میں موجود ہو لیکن بدعتی اس میں اپنی جانب سے تخصیص کا اضافہ کر لیتا ہے جس طرح کہ عبادات اور صدقات کے لئے ایام کی خانہ ساز تخصیص یا سفر کے لئے تین مسجدوں کے علاوہ کسی دوسری جگہ یا بُقعہ (قطعۂ زمین) کی تخصیص یا (عبادتوں کے لئے) طریقوں اور ہیئتوں کی ایجاد جیسے جہری ذکر یا ذکر کے لئے حلقہ اور اسی طرح سنن کے بعد دُعا کے لئے ہیئتِ اجتماعی کا التزام یا جیسے شرعی امور کی حد بندی جو ان امور کی (بزعم خود) تکمیل کی غرض سے یا ان میں خوبی پیدا کرنے کی غرض سے کی گئی ہو۔ یہ بحث بھی ہم نے ضیاء النور میں تفصیل سے کی ہے۔ (حاصلِ کلام یہ ہوا) کہ بدعت کے دو معنیٰ ہیں ایک تو لغوی معنیٰ ہے یعنی مطلقاً نئی ایجاد (یا اظہار) اور ایک شرعی و اصطلاحی معنیٰ ہے۔ یعنی " دین میں گھڑنا " تفصیل کے لئے ہماری کتاب ضیاء النور (ملاحظہ ہو ص ۱۰۳)۔

تتمہ

تخصیص، وقت کا تعین؛ کسی فعل کی خانہ ساز حد بندی اور اسی طرح عبادات کے لئے طبیعت کی تراشیدہ ہیئتیں اگر بطور عبادت ہوں تو یہ سب امور بدعت قرار پائیں گے اور اگر عادت کے طور پہ یا ویسے ہی اتفاقی طور پہ ہوا، تو بدعت نہیں

[1] نکتہ چین حضرات ظاہر عبارت سے یہ نہ سمجھ لیں کہ اصولِ دین تو چار ہیں، یہاں دو پہ اکتفا عدم تقلید وغیرہ کی دلیل ہے۔ اس لئے کہ حنفیت کے اس عظیم علمبردار کے پیش نظر اصول کا یہ مسئلہ ہے کہ اصل الاصول یہی دو ہیں، باقی دونوں اصل ان کے تابع ہیں۔ مترجم غفرلہٗ

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ہوں گی۔ اسی طرح بدعتوں اور ان ذریعوں کے درمیان بھی فرق کرنا مناسب ہے جنہیں اسباب اور مصالح مرسلہ کہا جاتا ہے کہ جب تک ان کا فاعل عبادت کے طور پر انہیں معمول نہ بنائے، انہیں بدعت نہیں کہا جائے گا۔ (بدائع اور ذرائع میں بڑا فرق یہ ہے کہ۔ مترجم) ذرائع معقولۃ المعنیٰ ہوتے ہیں یعنی ان کا معنیٰ عقلی احاطہ کے اندر ہونا ضروری ہے بخلاف بدائع کے وہ بطورِ عبادت انجام دی جاتی ہیں اور عبادات معقولۃ المعنیٰ نہیں ہوتیں۔ (اسی طرح ایک فرق یہ ہے کہ) بدعت مقاصد کے قبیل سے ہے کہ بدعتی اسے اللہ تعالیٰ سے نزدیکی کے لئے اچھا سمجھ کر معمول بناتا ہے۔ جبکہ وسائل وذرائع میں ایسا نہیں ہوتا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں آکام النفائس ص ۶۷ و تحفۃ الاخیار ص ۱۹۴ و مائۃ مسائل ص ۸۶ و جامع العلوم والحکم ص ۲۳۴۔

باب (بدعت کی مضرتوں کے بیان میں)

بدعت کے ساتھ چند امور لازم ہیں۔ (اس باب میں ہم اُن کی وضاحت کریں گے۔ مترجم)۔

پہلا امر ہر بدعت دین میں غلو اور حد سے تجاوز کی نیز شارع کی شریعت پر استدراک کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

یَا اَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِي دِيْنِكُمْ [1] — اے کتاب والو! مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں۔

علامہ سیوطیؒ نے در منثور میں لَا تَغْلُوْا کا ترجمہ لاتبتدعوا سے کیا ہے۔ (کہ بدعت اور ایجاد فی الدین نہ کرو) اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ایاکم والغلو فی الدین فانما ھلک من کان قبلکم بالغلو في الدين (رواه الامام احمد وابن ماجہ والمستدرک) کذا فی کنز العمال ص ۲۲ ج ۵۔ یعنی دین میں نئی ایجادوں سے اجتناب کرو کیونکہ تم سے پہلے کی اُمتیں دین میں بدعات کرنے کی وجہ سے ہی تباہ ہوئیں۔

[1] النساء ۱۷۱

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

دوسرا امر بدعت کرنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس کا خیال ہوتا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کارِ خیر کو چھوڑ دیا تھا۔ اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

من احدث فی ھذہ الامۃ شیئًا لم یکن علیہ سلفھا فقد زعم ان النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) خان الرسالۃ لان اللہ یقول لنبیہ "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ" فما لم یکن یومئذٍ دینًا لا یکون الیوم دینا۔

یعنی جو شخص اس امت کے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کرے جس پر امت کے سلف کا تعامل نہ رہا ہو تو اس نے یہ خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت میں خیانت کا ارتکاب کیا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا"۔ پس جو چیز اُس وقت دین کا حصہ نہیں تھی وہ آج بھی دین نہیں ہوگی۔

اسی طرح بدعتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی اور مخالفت کا بھی مرتکب ہوتا ہے۔ جس کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے:۔

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی۔

اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے، جب کھل چکی اس پر بات راہ کی۔ (اور چلے سب مسلمانوں کی راہ سے الگ سو ہم اس کو حوالے کریں وہی طرف جو اس نے پکڑی اور ڈال دیں اس کو دوزخ میں اور بہت بری جگہ پہنچا)۔

علامہ ابن قیمؒ اور اسی طرح علامہ شاطبیؒ نے فرمایا ہے:۔

لا تجد مبتدعا الا وھو متنقص للرسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

یعنی کوئی بھی بدعتی ایسا نہیں جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تنقیص نہ کرتا ہو۔

(اغاثۃ اللھفان ص ۶۲ ج ۱۔ والاعتصام ص ۴۶ ج ۲)

اسی طرح علامہ مناویؒ نے (فیض القدیر ص ۲۷ ج ۱) میں ابن قاسمؒ سے بھی نقل کیا ہے (آپ خود سوچیں کہ) اس سے بڑھ کر اور کونسا فتنہ ہو سکتا ہے کہ

لہ النساء ۱۱۵

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

آپ یہ گمان کر بیٹھیں کہ آپ نے ایسا (نیک) عمل کر لیا ہے جس سے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قاصر رہے۔

تیسرا امر مبتدع کے خیال میں دین مکمل نہیں ہوتا۔ حالانکہ پروردگار جل مجدہ فرما چکے ہیں کہ "میں نے دین کامل کر دیا ہے" پس کمال پر زیادتی اسی طرح کا نقصان، اختلال اور کمزوری و فساد ہے جس طرح کہ زائد انگلی (جو زیادتی کے باعث بدنمائی کا باعث ہوتی ہے۔ مترجم عفرلہ) بدعتی دین میں اضافہ کرکے خود کو گویا شارع کے مشابہ گردانتا ہے۔ گویا وہ لوگوں کو اپنے ایجاد کردہ دین یا ترمیم و اضافہ کے بعد دین کے نئے ایڈیشن کی طرف بالکل اسی طرح دعوت دیتا ہے جس طرح کہ شارع اپنے دین کی طرف داعی ہوتا ہے ؎

کر دے خدا سے جو بیگانہ حاصل ایسی تعلیم نہ کر
اب شرعِ دین میں بہرِ خدا تخفیف نہ کر ترمیم نہ کر

چوتھا امر بدعت کرنے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کی توہین اور ان کے بارے میں بدگمانی کا پہلو بھی ہے۔ اس لئے کہ مبتدع نے گویا اس کارِ خیر میں اُن سے سبقت اور پہل کی جسے انہوں نے ترک کیا تھا، اس سے سلف کے بارے میں یہ تأثر جھلکتا ہے کہ وہ اس کام سے قاصر رہے ہیں۔

پانچواں امر مبتدع ایک نئے دین کے موجد کی حیثیت سے سامنے آتا ہے۔ پروردگارِ عالم کا ارشاد ہے:-

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ؎ "کیا ان کے اور شریک ہیں جو راہ ڈالی ہے انہوں نے ان کے واسطے دین کی؟ جس کا حکم نہیں دیا اللہ نے۔"

تو بدعتی نے ایک ایسی شریعت کی بنیاد ڈالی کہ جس سے وحیِ خداوندی قاصر رہی اور اس طرح بدعتی نے خود کو شارع کے مشابہ اور اس کے دشمن کے منصب پہ لا کھڑا کیا (اس لئے کہ) بدعت، زائد چیز کو شریعت قرار دینے یا کم کردہ دین کو کامل کہنے اور یا پھر صحیح اصل میں تبدیلی کو "شریعت" کہنے کا ہی نام ہے (اور ان چیزوں

؎ الشوریٰ ۴

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

سے اسی منصب کا ترشح ہوتا ہے۔ مترجم عفرلہ)۔

چھٹا امر بدعت جب ایجاد ہوتی ہے تو تسلسل اور مداومت ہی کے لئے ہوتی ہے[1] (اور اس پہلو سے بدعت دوسرے گناہوں سے ممتاز ہو جاتی ہے۔ مترجم عفرلہ) اس لئے کہ باقی گناہوں میں مداومت (کے قصد و ارادے) کا دخل نہیں ہوتا۔ ان کا فاعل توبہ بھی کر لیتا ہے اور خدا کی طرف رجوع بھی اسے میسر ہوتی ہے اس لئے کہ وہ اس فعلِ بد کو معصیت تو سمجھتا ہے۔ (بخلاف بدعت کے کہ وہ عبادت سمجھ کر کی جاتی ہے اور عبادت سے توبہ و انابت کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ مترجم عفرلہ)۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ:۔

البدعة احب الی ابلیس من کل المعاصی لان المعاصی یتاب عنھا ولا یتاب عن البدعة۔ [2]

"یعنی بدعت شیطان کے ہاں تمام گناہوں سے زیادہ پسندیدہ ہے اس لئے کہ باقی گناہوں سے توبہ بھی کر لی جاتی ہے جب کہ بدعت سے توبہ نہیں کی جاتی"۔

ساتواں امر بدعت شفاعت سے مانع اور رکاوٹ بنتی ہے جس طرح کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جسے امام مالکؒ نے مؤطا میں نقل کیا ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت جسے ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق الاسفرائنی (المتوفی ۳۱۰ھ) نے اپنی مسند میں اور حاکم نے سورۂ کوثر کی تفسیر کے ذیل میں اپنی مستدرک میں نقل کیا ہے (جس کے الفاظ یہ ہیں)۔

انا فرطکم علی الحوض ولیدفعن رجال منکم ثم لیختلجن دونی فاقول یارب اصحابی، فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک۔

یعنی میں حوضِ کوثر پر تم سے پہلے پہنچنے والا ہوں گا (اور تمہارا منتظر ہوں گا) کہ تم میں سے کچھ لوگ لائے جائیں گے پھر انہیں مجھ سے دور روکا جائے گا تو میں کہوں گا۔ پروردگار! یہ میرے ساتھی ہیں۔ فرمایا جائے گا کہ تمہیں اُن ایجادوں اور بدعتوں کا علم نہیں جو انہوں نے تیرے بعد گھڑیں۔

---

[1] کذا فی الاعتصام ص ۵۷ ج ۲ [2] کذا فی المجالس الابرار ص ۱۳۰

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

فلیذادن عن حوضی کما یذاد البعیر الضال۔ اناد یھم الاھلم الاھلم الاھلم فیقال: انھم قد بدلوا بعدك: فاقول: فسحقاً فسحقاً۔ الحدیث[له]

"یعنی انہیں میرے حوض سے اس طرح پیچھے دھکیلا اور روکا جائے جیسے بھٹکے ہوئے اونٹ کو (فصلوں اور کھیتوں سے) روکا اور دھتکارا جاتا ہے۔ میں انہیں پکاروں گا ارے یہاں آؤ، ارے یہاں آؤ، ارے یہاں آؤ، تو مجھ سے کہا جائے گا کہ انہوں نے تیرے بعد دین بدلا تھا۔ تو میں (یہ جواب سن کر) کہوں گا کہ ان کے لئے رحمت سے دوری ہو یہ رحمت سے دور رہیں۔"

(اس حدیث کے الفاظ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ تبدیل کو عام فرمایا ہے تو اس میں وہ سب تھوڑی یا بہت تبدیلیاں شامل ہیں جو عقیدوں، اقوال یا اعمال میں کی گئی ہیں۔ (اور یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ) بدعت شفاعت سے محرومی کا سبب ہے۔ نیز حدیث میں اس بات کی دلیل بھی پائی جاتی ہے کہ بدعت کا وجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد ہو گا (جیسے کہ لفظ بعدك سے ظاہر ہے اور جیسے کہ ایک دوسری روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے:۔

بدء الاسلام غریباً وسیعود کما بدء۔ "یعنی اسلام ایسے عالم میں ظاہر ہوا کہ وہ اوپرا اور انوکھا لگ رہا تھا اور عنقریب وہ (بدعتوں کی کثرت اور اختلاط کے باعث) پھر انوکھا نظر آنے لگے گا۔"

امام مسلم قشیری نے اوپر کی روایت کو ان الفاظ میں روایت کیا ہے:۔

أما شعرت بما عملوا بعدك۔ "یعنی کیا آپ اس سے واقف نہیں جو انہوں نے آپ کے بعد دین کی گت بنائی۔"

اور ایک مقام پر یہ الفاظ روایت کئے ہیں:۔

انك لا تدری ما عملوا بعدك "یعنی آپ کو ان کے بعد کے کرتوتوں کا علم نہیں ہے۔"

اور اس لفظ سے بھی روایت کی ہے:۔

انك لا تدری ما احدثوا بعدك "آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا

له مسند ابو عوانہ ج ۱ ص ۱۳۸

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

بدعتیں کیں۔

اور امام بخاری ؒ نے یہ حدیث حضرت ابن مسعود، حضرت ابوہریرہ اور حضرت انس (رضی اللہ عنہم) سے "انک لا تدری ما احدثوا بعدک" کے لفظ سے روایت کی۔

آٹھواں امر بدعت سنت کی ضد اور مخالف جنس ہے۔ اس سے سنت کا متروک ہونا لازمی امر ہے۔ حدیث میں آتا ہے:۔

ما ابتدع رجل بدعة الا ترک من السنة ما هو خیر منها۔ "یعنی ہر شخص بدعت کے ارتکاب سے ضرور ایسی سنت کے ترک کا بھی مرتکب ہوتا ہے جو بدعت کی بنسبت بہت بہتر ہوتی ہے۔"

حضرت لقمان بن ادریس الخولانی ؒ فرمایا کرتے تھے:۔

ما احدثت امة فی دینها بدعة الا رفع بها عنهم سنة۔ "ہر امت سے اس کے ارتکاب بدعت کے باعث سنت ضرور اٹھالی گئی۔"

اسی طرح (کا مضمون) حسان بن عطیہ ؒ اور امام ربانی مجدد الف ثانی ؒ سے ان کے مکتوبات میں بھی منقول ہے۔

نواں امر مبتدع شارع کا معاند اور حدودِ خداوندی کو توڑنے کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس لئے کہ صاحبِ شریعت نے دین کی حدیں اور طاعت کی خصوصی ہیئت کے وجوہ متعین کر رکھے ہیں اور بدعتی اُن حدوں کو توڑتا ہوا اِن سے تجاوز کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ [له] "یہ دستور باندھے ہیں اللہ کے سو اُن سے آگے نہ بڑھو اور جو کوئی بڑھ چلے اللہ کے قاعدوں سے سو وہی لوگ ہیں گنہگار۔"

دسواں امر بدعتی خواہشِ نفسانی کا تابع ہوتا ہے اس لئے کہ جب وہ سُنّت کا اتباع اور حق کی پیروی چھوڑ دیتا ہے تو اپنی خواہش اور طبیعت کے تقاضے کا پیروکار ہو ہی جاتا ہے اور خداوند قدوس کا ارشاد ہے:۔

له البقرہ ۲۲۹

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

بارہواں امر بدعت قطعی نصوص کے مقابلہ میں ظن وتخمین کے اتباع کو مستلزم ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں:-

اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ [1] "نری اٹکل پر چلتے ہیں"

یعنی مشرک لوگ بھی گمان ہی کی بنیاد پر خدا کے ساتھ شریک ٹھہرا کر راہ راست سے گمراہ ہوئے۔ (تو یہی حال مبتدع کا ہے۔ مترجم)

تیرہواں امر بدعت خدا تعالیٰ کے خلاف بے بنیاد اور بے سروپا جھوٹ کا نام ہے۔ اور یہ چار سنگین گناہوں میں سب سے بڑا جرم ہے

وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ [2] "اور یہ کہ جھوٹ بولو اللہ پر جو تم کو معلوم نہیں"

اس لئے کہ حرام قرار دی ہوئی چیزوں کے تمام اجناس میں، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں، یہی شرک اور کفر کی بھی بنیاد اور جڑ ہے اور اسی جڑ پر بدعات اور گمراہیوں کی بنا بھی قائم ہے۔ پس ہر بدعت دین میں بھٹکنے اور گمراہ ہونے کا نام ہے۔ جس کی اساس اور بنیاد، خدا کے خلاف بے بنیاد جھوٹ ہی ہے۔ یہ علامہ ابن قیم رح کا ارشاد ہے۔[3]

شرک اور کفر کی بنیاد تقوّل علی اللہ ہے، پس ہر مشرک اور کافر خدا کے خلاف طومار باندھنے والا ہے اور ایسا نہیں کہ ہر جھوٹ باندھنے والا مشرک یا کافر ہو۔ اس لئے کہ اس قسم کا بے سروپا جھوٹ تو تعطیل اور بدعات کو شامل ہوتا ہے جو شرک کی بہ نسبت عام چیزیں ہیں تو شرک تقوّل علی اللہ کے متعدد افراد میں سے ایک فرد ہے۔

چودھواں امر بدعت، اُمّتِ مسلمہ میں افتراق اور اختلاف کا سبب ہے اور خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ [4] "اور مت چلو کئی راہیں پھر تم کو پھٹا دیں گے اس کی راہ سے"

پندرہواں امر اہل بدعت شارع کی شریعت پر استدراک کا مرتکب ہوتا ہے، اس طرح سے کہ گویا شارع سے ثواب کا یہ کام رہ

---

[1] النجم ۲۳ و ۲۸ [2] البقرہ ۱۶۹ [3] مدارج السالکین ج ۱ ص ۳۴۲
[4] الانعام ۱۵۴

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کیا تھا، اور پیغمبر کے بجائے اس بدعتی کی طرف "وحی" کے ذریعے نازل کیا گیا۔

سولھواں امر بدعت عذابِ خداوندی کا باعث اور اُن کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ۔ [1]

"تو کہہ اسی کی قدرت ہے، کہ بھیجے تم پر عذاب اُوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے، یا بھڑادے تم کو کئی فرقے کرکر، اور چکھادے ایک کو لڑائی ایک کی۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہٗ او یلبسکم شیعا" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے مختلف خواہشاتِ نفسانیہ مراد ہیں "ھی الاھواء المختلفۃ" ملاحظہ ہو تفسیر طبری ص ۱۳۱ ج ۷، والحوادث والبدع للامام محمد بن الولید الطرطوسی (المتوفی ۵۲۰ھ) ص ۲۴، وابن کثیر ص ۱۴۳ ج ۲ للامام الحافظ بن کثیرؒ المتوفی ۷۷۴ھ۔ اور عذابا من فوقکم ومن تحت ارجلکم کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

من فوقکم ائمۃ السوء ومن تحت ارجلکم خدام السوء۔

"یعنی اُوپر سے ظالم بادشاہوں کا تسلط اور ما تحت عذاب سے بُرے خدمت گار مراد ہیں۔"

اور خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ [2]

"پھر بدل لی بے انصافوں نے بات سوا اس کے جو کہہ دی تھی ان کو، پھر اتارا ہم نے بے انصافوں پر عذاب آسمان سے ان کی بے حکمی پر۔"

اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنی طرف سے قول گھڑ لیا تھا، اور شرعی لفظوں کو بدل دیا تھا تو اسی ایجاد کے سبب سے عذاب کے مستحق بنے۔

سترھواں امر بدعت کسی واجب کے ترک سے بھی زیادہ مضر ہے جیسے کہ (مجالس الابرار ص ۱۲۹) میں تفصیل مذکور ہے۔ بدعتی عمل

---

[1] الانعام ۶۵ [2] البقرہ ۵۹

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کے اعتبار سے فاسق ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اہلِ بدعت کو فساق کہا ہے جیسے کہ گذشتہ آیت میں "بما کانوا یفسقون" سے واضح ہے۔

اٹھارھواں امر بدعت کے ارتکاب سے اہلِ بدعت کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے (اور ان کی افرادی قوت بڑھتی ہے) اور اس سے شریعت نے روکا ہے۔ اور جو چیز منہی عنہ ہو اس کا ترک واجب ہے۔

اسی بنیاد پر علماء فرماتے ہیں کہ اس مسجد میں نماز بہتر ہے جس میں دوسری مسجدوں کی بہ نسبت بدعتیں کم ہوں۔ اور جب مسجدوں میں بدعات رائج ہوں تو جماعت کو چھوڑنا بھی بہتر ہے۔" [1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسی وجہ سے نماز باجماعت (مبتدعین کے ہاں) ترک کی تھی، اور یہ بات طے ہے کہ ایسی جگہوں سے جہاں گناہ ہو رہے ہوں نیز ان جگہوں سے جہاں کسی قوم کو خدا نے عذاب دیا ہو، بھاگنا اور راہِ فرار اختیار کرنا شریعت کا حکم ہے۔ جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حجر میں قوم ثمود کی بستیوں پر سے گذرتے ہوئے اپنے صحابہ سے فرمایا تھا:۔

لا تدخلوا اماکن ھؤلاء المعتدین الا ان تکونوا باکین خشیۃ ان یصیبکم ما اصابھم۔

"یعنی ان حد سے تجاوز کرنے والے لوگوں کی بستیوں میں مت گھسنا، مگر صرف اس حال میں کہ تم اِس خوف سے روتے رہو کہ کہیں ان کا عذاب تمہیں بھی نہ پہنچ جائے۔"

اس لئے کہ اہلِ معصیت سے ہجران اور جدائی اس ہجرت کے مفہوم میں شامل ہے جس کا حکم دیا گیا ہے اور جو گناہوں کی بخشش کا ذریعہ وسبب بھی ہے۔ بنی اسرائیل میں سے سو افراد کو قتل کرنے والے ایک شخص نے علماء سے پوچھا کیا اس کے توبہ کی کوئی سبیل ہے تو ایک عالم نے کہا کہ ہاں تم فساد کی بستی سے اصلاح کی بستی میں جاؤ، راستہ میں وہ چل بسا (روایت میں ہے کہ) جب فرشتوں نے اِسے اصلاح کی بستی سے زیادہ قریب پایا تو پروردگار نے (اس نیت کی بنیاد پر) اس کی مغفرت کا پروانہ جاری فرما دیا۔

---

[1] المدخل ج ۱ ص ۲۹۹

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

انیسواں امر بدعت نفاق کی ایک قسم ہے اس لئے کہ بدعت میں صاحب شریعت کی وضع کے علاوہ وضع پائی جاتی ہے۔ (اور نفاق بھی ظاہر و باطن کے فرق کا نام ہے۔ مترجم)

بیسواں امر بدعت مبتدع کی توہین و ذلت کا سبب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ؂

"البتہ جنہوں نے بچھڑا بنالیا، ان کو پہنچے گا غضب ان کے رب کا اور ذلت دنیا کی زندگی میں، اور یہی سزا دیتے ہیں ہم جھوٹ باندھنے والوں کو۔"

علماء کا فیصلہ ہے کہ مبتدع ذلیل ہوتا ہے اور بارِ ذلت اہلِ بدعت کے کندھوں پر بوجھ بنا رہتا ہے۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعتی کے احترام سے ممانعت فرمائی ہے۔ بلکہ بدعتی کا احترام کرنے سے دین میں اکھاڑ پچھاڑ ہوتی ہے جیسے کہ حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے :-

من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام

یعنی بدعتی کی عزت و توقیر کرنے والا شخص دین کی عمارت گرانے میں معاون بنتا ہے۔

اور اہلِ بدعت ظلم کے بھی مرتکب ہوتے ہیں جیسے کہ مفسرین نے آیت

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ؂

"تو نہ بیٹھ بعد نصیحت کے، بے انصاف قوم کے ساتھ"

کے ذیل میں لکھا ہے نیز حضرت حسنؒ کے ارشادات کے مطابق، بدعت دل کو مریض اور ناکارہ بنا دیتی ہے اور اسی طرح بدعت میں معصیت کے ارتکاب کے ساتھ ساتھ حق چھپانے کا تاثر بھی پایا جاتا ہے (مرض قلب اور کتمان حق دونوں منافقت کی مختلف تعبیریں ہیں اور منافقت معاشرے کے عرف میں ذلت کا سبب سمجھی جاتی ہے۔ مترجم)

؂ الاعراف ۱۵۲ ؂ الانعام ۶۸۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اکیسواں امر

بدعت، اعمال کی قبولیت سے مانع ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَشَاقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمُ الْھُدٰی لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیْئًا وَسَیُحْبِطُ اَعْمَالَھُمْ

"جو لوگ منکر ہوئے اور روکا اللہ کی راہ سے اور خلاف ہوئے رسول سے پیچھے اس کے کہ کھل چکی ان پر راہ، نہ بگاڑیں گے اللہ کا کچھ، اور وہ اکارت کر دے گا ان کے کیے۔"

اور حدیث شریف میں ہے:۔

ابی اللہ ان یقبل توبۃ صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ۔ [1]

"یعنی خدا بدعتی کا توبہ ہرگز قبول نہیں فرماتے جبتک کہ وہ بدعت ترک نہ کرلے۔"

اسی طرح ابن ماجہ میں بھی مروی ہے اور ابن ابی عاصم نے اسے کتاب "محاسن السنۃ" میں نقل کیا ہے اسی طرح خطیب سنجری نے "ابانہ" میں اور ابن نجار نے بھی روایت کیا۔ اور اس بدعت سے مراد کفر کے علاوہ ہے۔ [2]

بدعت کے مفاسد میں سے عوام الناس کا اس پر اعتماد ہونا، لوگوں کو اس کے ذریعہ سے گمراہ کرنا، لوگوں میں اشتعال پیدا کرنا اور انہیں ابھارنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ جھوٹ باندھنے کے بارے میں اس کو سبب بنانا اور عام لوگوں کا بمصداق ارشاد نبوی:۔

من کذب علی متعمدًا فلیتبوأ مقعدہ من النار

"یعنی جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے تو چاہیئے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں تیار سمجھے۔"

ہلاکت میں پڑنا شامل ہے۔

بائیسواں امر

بدعت معاش کی تنگی، زیادتی و تجاوز، عداوت و دشمنی اور اختلاف و افتراق کا بھی سبب ہے خدا تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖ "سو ڈرتے رہیں جو لوگ خلاف کرتے ہیں

---

[1] محمد ۳۲ [2] رواہ السیوطی فی الجامع الصغیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہ [3] فیض القدیر ج ۱ ص ۷۳۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ[1] — اس کے حکم کا کہ پڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے ان کو دکھ کی مار"

علامہ ابن کثیرؒ نے فتنہ کی تعبیر اُن کے دلوں میں کفر و نفاق سے کی ہے جب کہ بغوی اور خازن نے فتنہ سے مراد دُنیاوی آزمائش لی ہے۔ اور روح المعانی میں حضرت جعفر الصادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ فتنہ سے مراد ظالم بادشاہ ہے، اسی طرح قرطبی ص ۳۲۳ ج ۱۲ میں ہے اور پوری تفصیل تفسیر قرطبی ص ۱۱۶۹ ج ۸ میں ملاحظہ ہو۔ تو اس آیت میں پروردگار نے رسول اللہ کی سُنّت کے مخالفین کو دنیاوی اور اُخروی عذاب سے ڈرایا ہے جس طرح کہ سُنّت کے پیروکاروں کی آپس میں محبت و اُلفت اور آخرت میں ان کی کامیابی کا ذکر خدائے قدوس نے دوسری آیت میں فرمایا ہے:۔

وَاذْكُرُوا إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا[2] — "اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اُوپر جب تھے تم آپس میں دشمن، پھر اُلفت دی تمہارے دلوں میں، اب ہو گئے اس کے فضل سے بھائی۔ اور تم تھے کنارے پر ایک آگ کے گڑھے کے پھر تم کو اس سے خلاصی کیا"

پس اتباعِ سنّت باہمی اُلفت اور اخروی نجات کا سبب ہے جب کہ بدعت اختلاف و تفرق کا ذریعہ ہے۔ تو لوگ آج کل اس بات سے بے خبر ہیں۔ آپ انہیں ٹولی ٹولی میں بٹے ہوئے پائیں گے اور ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی ایسے سیاسی لیڈر کا تابعدار ہے جو انہیں ذلت و نجاوز کی طرف کھینچتا ہے اور ان کو تباہ کرنے کا انتظام کرتا ہے۔

كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ[3] — "ہر فرقہ جو ان کے پاس ہے اس پر ریجھ رہے ہیں"

نہ تو یہ لیڈر خود ہدایت یافتہ ہیں اور نہ ہی اپنے پیروکاروں کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔ قائد ورہبر گمراہ ہوتا ہے اور اپنے پیچھے کھنچنے والوں کو گمراہ کرتا جاتا

---

[1] النور ۶۳ [2] آل عمران ۱۰۳ [3] المومنون ۵۳۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ہے۔ اور خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ [۱]

"کھل پڑی ہے خرابی جنگل میں اور دریا میں، لوگوں کے ہاتھ کی کمائی سے، چکھایا چاہیے ان کو کچھ مزہ ان کے کام کا کہ شاید یہ پھر آویں۔"

اور ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ:۔

من عصی اللہ فی الارض فقد افسد فی الارض وان صلاح الارض والسماء بالطاعۃ۔ [۲]

جو شخص زمین میں نافرمانی کرتا ہے وہ زمین میں فساد پھیلاتا ہے اور زمین و آسمان کی صلاح اور درستگی صرف اطاعت اور فرمانبرداری سے ہے۔

اور صحیحین میں یہ روایت ہے کہ:۔

ان الفاجر اذا مات یستریح منہ العباد والبلاد والشجر والدواب۔

"بدکار آدمی جب مرتا ہے تو چوپائے، درخت بستیاں اور بندے راحت محسوس کرتے ہیں۔"

اور پھر اوپر کی آیت میں فرمایا "لیذیقھم بعض الذی عملوا" اس کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کو ہم پھلوں، جانوں اور اموال کی کمی سے ابتلا میں ڈالیں گے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:۔

نقصان البرکۃ باعمال العباد کی یتوبوا۔ [۳]

"یعنی اس سے مراد، بندوں کے اعمال کے سبب سے برکت میں کمی ہے تاکہ وہ توبہ کریں۔"

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ [۴]

"اور جو پڑے تم پر کوئی سختی، سو بدلا اس کا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے۔"

یعنی تمہارے اُن گناہوں کے باعث جو تم نے خود کئے ہیں۔ حضرت ابن منذر اور ایک جماعت نے حضرت حسنؓ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

---

[۱] الروم ۴۱ [۲] ابن کثیر ص ۴۳۵ ج ۳ [۳] الدر المنثور ص ۱۱۵ و قرطبی [۴] الشوریٰ ۳۰

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

توحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ ما من خدش عود ولا اختلاج عرق ولا نکبۃ حجر ولا عثرۃ قدم الا بذنب۔

"اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ لکڑی کی ہر خراش، رگ کی ہر پھڑک وحرکت، پتھر کی ہر مصیبت اور چوٹ اور قدم کی ہر پھسلاہٹ گناہ ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔"

اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکالیف درجات کی بلندی کا باعث ہوتی ہیں۔ صاحب روح المعانی نے اس سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں اور محمد بن وضاحؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ "جب بنی اسرائیل میں فحش کاموں کا غلبہ اور ظہور ہوا تو ان کے فقہاء اور علماء نے کھانا کھلانا اور پینا پلانا شروع کر دیا اور وہ انہیں نیکی کی رہنمائی نہیں کرتے تھے اور نہ ہی انہیں بُرے کاموں سے روکتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو بدل دیا اور حضرت داؤد اور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی زبان پر انہیں ملعون قرار دیا، یہ محض اس وجہ سے کہ وہ نافرمان اور حد سے متجاوز تھے۔" اور محمد بن وضاحؒ نے روایت نقل کی ہے کہ "چند لڑکوں نے ایک مُرغا پکڑا اور اُس کے پر نکالنے لگے اور ایک معمر آدمی کھڑا ان کی طرف دیکھ رہا تھا، نہ تو وہ انہیں نیکی کا حکم دے رہا تھا اور نہ ہی انہیں کارِ بد سے روکتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو زمین میں دھنسا دیا۔" [۱]

نیز اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی بستی کو بھی تباہ کر دیا تھا جس میں ایک نیکوکار آدمی تھا لیکن وہ بھلائی کی طرف رہنمائی اور برائی سے روکنے کا فریضہ انجام نہیں دیتا تھا۔[۲] اور خداوند تعالیٰ نے بہت سی آیتوں میں مشرکوں کو بدعتیوں کے ساتھ عذاب کے سلسلہ میں اکٹھا ذکر کیا ہے ارشاد ہے:

یَوْمَئِذٍ یَّوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰی بِهِمُ

"اس دن آرزو کریں گے جو لوگ منکر ہوئے تھے اور رسول کی بے حکمی کی تھی کسی طرح

[۱] کتاب البدع والنہی عنہا ص ۱۰ و [۲] کتاب البدع والنہی عنہا ص ۱۳

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

الْاَرْضِ [1] — ملا دیجئے ان کو زمین میں۔"

اور ارشاد ہے:-

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ [2]

"جو لوگ مخالف ہوتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے وہ لوگ ہیں سب سے بے قدر لوگوں میں۔"

اور فرمان ہے:-

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۚ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا [3]

"اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب کھل چکی اس پر راہ کی بات، اور چلے سب مسلمانوں کی راہ سے الگ) سو ہم اس کو حوالے کریں وہی طرف جو اس نے پکڑی اور ڈالیں اس کو دوزخ میں اور بہت بری جگہ پہنچا۔"

اور ہر وہ بستی جس میں شرک یا بدعت کا داعی موجود ہو تو اس بستی میں فساد، قتل اور زنا وغیرہ بڑھ جاتا ہے، اس کے باشندے لڑاکے اور جھگڑالو بن جاتے ہیں اور ان کی زیست تنگی، محتاجی اور خواری میں رہتی ہے جیسے کہ بعثتِ نبی سے پہلے انسانیت کا حال تھا۔

فصل (اُن اُمور کے بارے میں جن سے بدعت پیدا ہوتی ہے)

پہلا امر [4] مسائل کی بنیاد بے سروپا اور من گھڑت روایات اور ان جیسی دوسری چیزوں پر رکھنا جیسے حکایتیں، خواب اور اشعار وغیرہ اور یہ وہ چیزیں

---

[1] النساء ۴۲ [2] المجادلہ ۲۰ [3] النساء ۱۱۵ [4] حضرت مؤلف مدظلہٗ نے ان امور کو منہیات کے طور پر ذکر فرما کر یہ لطافت پیدا کر دی ہے کہ بدعت کے مناشی بہت ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں لیکن ہم نے عامۃ الناس کے افادے کی آسانی اور کچھ کچھ ترجمہ کی زبان کے لحاظ کی وجہ سے انہیں بطورِ "معدودات" ذکر کیا ہے۔ تدبر (مترجم عفرلہٗ)

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ہیں جن کی خدا پرست علماء کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں البتہ یہ پونجی عوام کے بازار میں خوب رائج ہے۔

دوسرا امر شیطان کے قیاس کی طرح نصِ قرآنی کے مقابلہ میں قیاس کرنا۔ اس نے خدا کے حکمِ سجدہ کے جواب میں ہرزہ سرائی کی تھی کہ "مجھے آپ نے آگ سے پیدا کیا اور انہیں مٹی سے" تو میں ان کے سامنے کیسے جھکوں؟ اور اسی کا نام قیاس بمقابلہ نصِ قرآنی ہے۔ اور اس کی دوسری نظیر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا قیاس ہے:۔

اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ؎ "(انہوں نے کہا) اگر اس نے چرایا، تو چوری کی ہے ایک اس کے بھائی نے بھی پہلے"

تیسرا امر اُن روایات اور نصوص کی حقیقت کو الٹ دینا، جو صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) اور سلف صالحین کے اتباع کے سلسلہ میں وارد ہیں یعنی ایسی روایات کو ہر زمانہ کے نااہل لوگوں کے اتباع کی ترغیب پر حمل کر دینا۔

چوتھا امر نصوص سے ایسے مسائل پر دلیل قائم کرنا جن پر شرعی نقطۂ نظر سے اُن نصوص کی دلالت ہی نہ ہو۔ اور اسی طرح لفظ کو کسی ایسے معنیٰ پر محمول کرنا جس پر الفاظ کی دلالت ہی نہ ہو سکے۔ جس طرح انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور شہداء امت کی برزخی حیات کو حیاتِ دنیویہ پر محمول کرنا اور اسی طرح مُردوں کے سلسلہ میں لفظ السلام علیکم وارد ہونے کو اُن کے سماع کی دلیل بنانا اور پھر اس واسطہ سے اُن کو پکارنے اور اُن سے حاجتیں اور مرادیں مانگنے کے جواز پر دلیل قائم کرنا۔

پانچواں امر حکام اور بادشاہوں کی تقلید کرنا، یہ (بدعتی لوگ) بادشاہوں اور حکام کی (ان کی کارستانیوں میں) مدد کرتے ہیں اور بدعت کے ذریعے انہیں خوش رکھتے ہیں اور حکام کی ایجاد کردہ اشیاء میں ان کی تقلید کرتے ہیں اور ان کی رضامندی کے بارے میں بے سوچے سمجھے حجت بازی کرتے رہتے ہیں اور (حق پرست) جماعت کی مخالفت کے باعث سوادِ اعظم کے ساتھ سنت کے داعیوں

؎ یوسف ۷۷

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کے خلاف اجتماعات کرتے ہیں اور اپنے اِن کرتوتوں کو بہتر بھی سمجھتے ہیں۔

چھٹا امر کتاب وسنت پر علم کا کمزور ہونا۔ ایسے لوگ قرآن وسنت میں ایسی جگہوں پر بھی معنی لغوی مراد لے لیتے ہیں جہاں اس سے معنیٰ اصطلاحی مراد ہو (یا اس کا عکس کرتے ہیں۔ مترجم) جس طرح لفظ "زکوٰۃ" (جو بعض مقامات میں) معنیٰ لغوی (اور بعض جگہوں میں) معنیٰ شرعی پر محمول ہے۔ اسی طرح لفظ "بدعت" کہ حدیث عمر (رضی اللہ عنہ) میں اس سے معنیٰ لغوی مراد ہے (نعمت البدعة) اسی طرح لفظ "نافق" اس ارشاد میں "نافق حنظلة" اور "فاسق" اس آیت میں:-

اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ [1] "اگر آئے تمہارے پاس ایک گنہگار خبر لے کر"

کہ ان تمام مقامات میں لغوی معنیٰ مراد ہیں۔ اور اسی طرح یہ (کم علم لوگ) احترازی اور توضیحی یا وضاحتی قیود میں بھی فرق نہیں کر پاتے جس طرح خدا کے اس ارشاد میں "وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ" فی حجورکم کی قید۔ اور قرآن وسنت میں اس طرح کے دوسرے اَن گنت مقامات۔

ساتواں امر اپنے بڑوں کی پیروی پر اڑے رہنا، اور عام آدمیوں کی ایجاد کردہ طریقوں کو اپنانا (اور آپ جانتے ہیں کہ) یہ اَمر گمراہ مشرکین کی حجت بازیوں میں سے ایک ہے وہ کسی کام کی دلیل میں کہا کرتے تھے کہ:-

بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا [2] "کہیں نہیں! ہم چلیں گے اس پر جس پر دیکھا اپنے باپ دادوں کو"

اور واضح رہے کہ ائمہ مجتہدین کا اتباع اِس امر سے بالکل مختلف چیز ہے اس لئے کہ وہ حضرات راہِ راست پر تھے۔ حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ مبتدعین کی اس دلیل کے بارے میں یوں توضیح کرتے ہیں:-

واضعف العلم، علم النظر، ان یقول الرجل رأیت فلانًا یفعل کذا ولعله قد فعله ساهیافکان "اور کمزور ترین علم، نظر کا علم ہے کہ ایک شخص (دلیل میں یوں) کہے کہ میں نے فلاں کو یوں کرتے دیکھا ہے۔ حالانکہ ممکن

[1] الحجرات ۶ [2] البقرہ/ ۱۷۰

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

دينهم موكولا الى رأى الناس وهذا انما ينقم على اهل البدع دينهم، انهم اتخذوا دينهم رأيا وهذا هو الذي اذهب شريعة عيسى عليه السلام حيث اتبعوا احبارهم و رهبانهم حتى صار الامر ان القسيس يجدد لهم دينهم من الاحد الى الاحد و كذلك العوام وجدوا شيخا على فعل فاتخذوه دينا۔ ؎1

ہے کہ وہ شخص بھولے سے یوں کر رہا ہو، تو ایسوں کا دین لوگوں کی رائے کے حوالہ اور سپرد ہوتا ہے اور یہی وہ چیز ہے جو اہلِ بدعت کا دین بُرا دکھاتی ہے۔ یہ دین کو سراسر رائے بنا بیٹھتے ہیں اور اسی چیز نے شریعتِ عیسویہ کو بھی ڈبویا کہ اُن لوگوں نے اپنے مولویوں اور راہبوں کی پیروی شروع کر دی، حتیٰ کہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ یکے بعد دیگرے پادری اُن کے دین کی تجدید کرتے رہتے۔ اور یہی حال عوام کا ہے کہ کسی شیخ کو کسی کام پر دیکھتے ہیں تو اُسے دین بنا ڈالتے ہیں۔"

آٹھواں امر ریاست کی چاہت اور اُن یہودیوں کے وہی کرتوت، کہ سچے دین اور برحق نبی کو جنہوں نے پہچان لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

فَلَمَّا جَآءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِۦ ؎2

"پھر جب پہنچا اُن کو جو پہچان رکھا تھا، اس سے منکر ہوئے"

یعنی حق کی پہچان کے باوجود انہوں نے بڑائی کی اور عناد و بغاوت کی بنا پر حق سے منہ موڑا۔

نواں امر خواہشات نفسانیہ کا تابعدار بن جانا۔ اور یہ پہلا وہ فتنہ ہے جو دنیا میں گھسا، اسی کے باعث ابلیس اور وہ تمام گذشتہ تباہ شدہ قومیں گمراہ ہوئیں مثلاً قوم نوحؑ قوم عادؑ قوم ثمود اور قوم لوط جن کا ذکر رب تعالیٰ نے دس مختلف سورتوں میں فرمایا ہے۔ الاعراف، ہود، الحجر، الانبیاء، الفرقان، الشعراء، النحل، العنکبوت اور القمر۔ اور حدیث میں آتا ہے:۔

؎1 جامع بیان العلم وفضلہ وامداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۰۵ ؎2 البقرہ ۸۹

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ماتحت السماء إلٰه یعبد اعظم عند اللّٰه من الهوی۔ "اس آسمان کے نیچے خدا کے نزدیک خواہشات نفسانی سے بڑھ کر کوئی دوسرا ایسا الٰہ نہیں جس کی بندگی کی جاتی ہو۔"

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:۔

ان اتباع الهوی یصد عن الحق۔ ل؎ "خواہشات کی تابعداری حق کے اتباع سے مانع ہوتی ہے۔"

پس ہر بدعتی اپنی خواہشات کا تابع ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۲؎ "اور اس سے بہکا کون جو چلے اپنی چاؤ پر بن راہ بتائے اللہ کے۔"

اور ارشاد ہے:۔

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۳؎ "اور نہ چل جی کی چاہ پر، پھر تجھ کو بچلا دے اللہ کی راہ سے مقرر، جو لوگ بچلتے ہیں اللہ کی راہ سے ان پر سخت مار ہے اس پر کہ بھلا دیا دن حساب کا۔"

وقال اللہ:۔

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۴؎ "اور نہ کہنا مان اس کا جس کا دل غافل کیا ہم نے اپنی یاد سے اور پیچھے لگا ہے اپنی چاؤ کے اور اس کا کام ہے حد پر رہنا۔"

دسواں امر

دنیا سے شغف رکھنا، اس لئے کہ بدعات میں ان کے خورد و نوش اور سامان عیش و زیست ہے۔ اہل بدعت میں سے اکثر بدعتوں کے بل بوتے پر پلتے ہیں کہ اس کے ذریعے سے اموال ہڑپ کرتے ہیں جیسے یہود بھی کہا کرتے تھے:۔

لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۵؎ "کہ رکھا ہے نہیں ہم پر جاہلوں کا گناہ۔"

بدعتی لوگ اس معاملہ میں یہود کے نقش قدم پر ہیں۔ پروردگار نے فرمایا:۔

ل؎ ذکرہ ابن الجوزی فی صفوۃ الصفوۃ ص ۲۴۴ ج ۱

۲؎ القصص ۵۰ ۳؎ ص ۲۶ ۴؎ الکہف ۲۸ ۵؎ آل عمران ۷۵۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ[۱] "اے ایمان والو! بہت عالم اور درویش اہل کتاب کے، کھاتے ہیں مال لوگوں کے ناحق، اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے۔"

حضرت سدی فرماتے ہیں کہ یہ آیت اہل کتاب کے قراء اور مولویوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ آگے چل کر کہتے ہیں کہ یہ آیت اہل قبلہ کے بارے میں ہے وقال هي عامة في اهل الكتاب والمسلمين۔ یعنی یہ آیت اہل کتاب اور مسلمانوں سب (کے علماء وقراء) کو شامل ہے۔

علامہ حافظ ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں:۔

المقصود من هذه الآية التحذير من علماء السوء وعباد الضلال۔ "اس آیت سے مقصود صرف علماء سوء اور گمراہ لوگوں سے ڈرانا ہے۔"

اسی طرح کا قول سفیان بن عیینہؒ کا ہے:۔

من فسد من علمائنا كان فيه شبه اليهود ومن فسد من عبادنا كان فيه شبه النصارى۔[۲] "ہمارے علماء میں سے جن میں فساد آتا ہے اُن میں یہود کی مشابہت پائی جاتی ہے اور ہمارے لوگوں میں سے جن میں خرابی آتی ہے اُن میں نصاریٰ کی مشابہت ہوتی ہے۔"

(اور دکھ کی بات یہ ہے) کہ ہمارے اکثر ہم عصر حق سے روکنے کا ارتکاب کرتے ہیں اور ہم سے ناحق جھگڑتے ہیں اور انہوں نے محض اپنی ریاست جاتے رہنے کے خوف سے، یا عہدوں سے برطرف ہونے کے ڈر سے یا اُس دنیاوی ساز و سامان کے بند ہو جانے کے اندیشے کی بنیاد پر، جو اُن کی طرف کھنچتا چلا آتا ہے، بھلائی کی طرف رہنمائی اور برائی سے روکنے کا عظیم کام چھوڑ دیا ہے۔ آپ کو ایسے پیر نظر آئیں گے جو شرک کو مال جمع کرنے کا ذریعہ بنائے بیٹھے ہیں۔ اور علماء سوء بدعت اور حق کو چھپانے کے ذریعے ان چیزوں کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اور پھر انہوں نے ان اکابر پر تکیہ کر رکھا ہے جنہوں نے

---

[۱] التوبہ ۳۴ [۲] هكذا في مجالس الابرار ص ۲۶

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

یہ طریقہ جاری کیا تھا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

وروی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایھا الناس مُروا بالمعروف وانھوا عن المنکر قبل ان تدعوا اللہ فلا یستجیب لکم و قبل ان تستغفروہ فلا یغفر لکم ان الامر بالمعروف والنھی عن المنکر لا یدفع رزقا ولا یقرب رجلا۔ وان الاحبار من الیھود والرھبان من النصاری ما ترکوا الامر بالمعروف والنھی عن المنکر الا لعنھم اللہ علی لسان انبیاءھم ثم عموا بالبلاء۔ ؎

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو، اس سے قبل کہ تم خدا کو پکارو اور وہ قبول نہ فرمائیں اور تم اللہ سے بخشش چاہو اور وہ تمہیں نہ بخشیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ رزق کو دور کرتا ہے اور نہ ہی آدمی کو (ہلاکت کے) قریب کرتا ہے۔ اور یہود کے علماء اور عیسائیوں کے پادریوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام ترک نہیں کیا مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے انبیاء کی زبانوں سے ملعون قرار دیا۔ پھر وہ مصیبت میں بہک گئے۔"

وفی حدیث حاکم: اطلبوا الدنیا ولا تطلبوھا بالدین فان الدین لی خاصا ویل لمن طلب الدنیا بالدین ویل لہ۔

اور حاکم کی مروی حدیث میں ہے کہ "دنیا طلب کرو لیکن اسے دین کے سبب مت طلب کرو۔ اس لئے کہ دین میرے ہی لئے ہے، ہلاکت ہو اس کے لئے جو دنیا کو دین کے ذریعے حاصل کرے۔ اس کے لئے ہلاکت ہو۔"

اور دارمی میں عباد بن عباد سے روایت ہے کہ "اگر علماء یہود کو خدا کی کتاب کی تابعداری، اس کے بیان کے سبب سے اپنے عہدوں کے خاتمے اور حیثیت کے بگاڑ کا یقین نہ ہوتا، تو وہ نہ اس میں تحریف کرتے اور نہ اسے چھپاتے لیکن جب انہوں نے اپنے اعمال کے ذریعے کتاب کی مخالفت کی تو اپنی کارگزاری کے

؎ ذکرہ الحافظ عبد العظیم فی الترغیب والترھیب ص ۲۳۱ ج ۳۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

سلسلہ میں، قوم کو اس ڈر سے دھوکہ دینا چاہا کر کہیں ان کے مرتبے خراب نہ ہو جائیں اور یہ کہ لوگوں پر ان کا فساد ظاہر نہ ہو۔ تو انہوں نے کتاب میں تفسیر کے ذریعے تحریف کی، اور وہ حصے جن میں تحریف نہیں کر سکتے تھے اُن کو چھپالیا تو اپنے عہدوں اور منازل کے بچاؤ کے لئے وہ اپنے کرتوتوں پر خاموش رہے۔ حالانکہ خداوند قدوس نے اہلِ کتاب سے وعدہ لے رکھا ہے کہ وہ ضرور یہ کتاب لوگوں کے سامنے وضاحت سے پیش کریں گے اور اسے چھپائیں گے نہیں۔ حالانکہ یہ اہلِ کتاب اپنے مولویوں کی طرف جھک گئے اور ان کے اس کام میں ان کے موافق بن گئے"۔ [1]

طبری ص ۱۲۷ ج ۵ میں ہے ؎

وکانوا کالیھود والنصاریٰ بسواء کلھم ضلوا السبیلا

یعنی یہ لوگ بھی یہود اور نصاریٰ کی طرح بن گئے، سب ایک جیسے ہی راہِ راست سے بھٹک گئے۔

گیارھواں امر پسندیدہ چیزوں کی طرف میلان۔ یہ اُن اشیاء میں سے ایک ہے جنہیں "ھویٰ" اور خواہش نفسانی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور مشرکین اسی کے سبب سے راہ راست سے بھٹکے۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ [2] "بلکہ کہتے ہیں کہ ہم نے پائے اپنے باپ دادے ایک راہ پر، اور ہم انہی کے قدموں پر ہیں راہ پاتے"۔

اور ارشادِ ربانی ہے:۔

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ [3] "انہوں نے پائے اپنے باپ دادے بہکے ہوئے سو وہ انہی کے قدموں پر دوڑتے ہیں"۔

یہ امر مبتدع کے سلسلہ میں حسنِ ظن کا سبب بنتا ہے اور یہ قسم عوام میں بہت ہے۔

---

[1] الآلاء ص ۶۹ [2] الزخرف ۲۲ وقریبًا منہا مضمونًا الزخرف ۲۳ [3] الصافات ۶۹، ۷۰

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

باب (سُنّت کی ترغیب اور اس کے فوائد کے بیان میں)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ [1]

"تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی، تو میری راہ چلو کہ اللہ تم کو چاہے اور بخشے گناہ تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اور ارشاد ہے:-

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا۔ [2]

"اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب مل کر، اور پھوٹ نہ ڈالو، اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب تھے تم آپس میں دشمن، پھر الفت دی تمہارے دلوں میں، اب ہوگئے اس کے فضل سے بھائی، اور تم تھے کنارے پر ایک آگ کے گھڑے کے، پھر تم کو اس سے خلاص کیا۔"

تو سُنّت کی تابعداری اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی محبت کا ذریعہ اور گناہوں کی بخشش کا سبب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ [3] "اور تو البتہ "سوجھاتا" ہے سیدھی راہ۔"

تو ہدایت سُنّت کی پیروی ہی میں محصور ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ [4]

"پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے، اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر۔"

اور اسی طرح فرمان ہے:-

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ "اور تجھ کو اتاری ہم نے یہ یاداشت کر تو کھول

---

[1] آل عمران ۳۱ [2] [3] الشوریٰ ۵۲ [4] النساء ۵۹۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ [۱] لوگوں کے پاس جو اترا ان کی طرف "

تو سنّت دین کی وضاحت کرتی ہے اور ربُّ العزت نے بہت سی آیتوں میں اپنے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ ذکر میں پیوست فرمایا ہے۔

حضرت میمون بن عمرانؒ سے آیت وان تنازعتم الخ کے بارے میں مروی ہے کہ "ردّ الی اللہ" سے مراد اللہ کی کتاب کی طرف رجوع ہے اور ذات رسول کی طرف لوٹانے سے مراد اُن کی حیات میں ہے اور اب جب کہ انہیں اللہ نے قبض فرمایا ہے تو "ردّ الی الرسول" سے مراد ان کی سُنّت کی طرف لوٹانا ہوگا۔" [۲]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۔ [۳] "اور کام نہیں کسی ایمان والے مرد کا نہ عورت کا، جب ٹھہرا دے اللہ اور اس کا رسول کچھ کام، کہ ان کو رہے اختیار اپنے کام کا"

تو مؤمن ہمیشہ کے لئے سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع اور اس کا پیروکار ہوتا ہے۔ اور یہی مضمون حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں بھی ہے جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن میں قاضی بنا کر بھیجا۔ حضورؐ نے اُن سے پوچھا بِمَ تَحْكُمُ؟ کس چیز کے ساتھ فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا "بکتاب اللہ" یعنی اللہ کی کتاب کے ساتھ۔ فرمایا "فان لم تجد؟" اگر قرآن میں نہ پاؤ تو؟ عرض کیا کہ "بسنة رسول اللہ" پھر اللہ کے رسول کی سنت کے ساتھ فیصلہ کروں گا۔ پھر فرمایا کہ اگر سُنّت میں بھی نہ پاؤ تو پھر کیا کرو گے؟ عرض کیا "اجتھد برأیی" کہ پھر اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ [۴]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹا! اگر تم اس حال میں زندہ رہتے ہو کہ تمہارے دل میں کسی کے لئے دھوکہ وفریب نہ ہو تو جیتے رہو۔ پھر فرمایا بیٹا! یہ بات میری سنّت ہے اور جو میری سُنّت کو زندہ کرے گا تو اس نے مجھ سے محبت کی اور وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا

---

[۱] النحل ۴۴ [۲] جامع بیان العلم وفضلہ ص ۱۹۰ ج ۱ [۳] الاحزاب ۳۶ [۴] صفوة الصفوة ص ۱۸۹ ج ۱۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

(یہ حدیث حسن ہے) اور شیخ الفقیہؒ نے بھی ایک حسن حدیث ذکر کی ہے کہ "جو شخص کسی سُنّت کو زندہ کرے اور کسی بدعت کو مٹا دے تو اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔" [1]

ابو العالیہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ "سیدھی راہ اور سنتِ رسول ﷺ لازم پکڑو، اس لئے کہ ایسا کوئی بندہ نہیں جس نے سیدھی راہ یعنی سنت کو تھامے رکھا، خدا کو یاد کیا پھر اس کی آنکھیں خدا کے خوف سے اشک بار ہوئیں ہوں اور اُسے جہنم کی آگ بھی چھوئے۔"

(اخرجہ فی التیسیر عن ابی داؤد والترمذی وقد تکلم علیہ الحفاظ)

محمد بن وضاح نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ "پروردگارِ عالم کے لئے ہر اس بدعت کے لئے اس کے اولیاء میں سے ایک دوست ہوتا ہے، جس کے ذریعے اسلام سے فریب کیا گیا ہو، وہ دوست اس بدعت سے دفاع کرتا ہے اور اس کی نشانیاں لوگوں کو بتاتا ہے تو ان علاقوں میں حاضری کو غنیمت جانو اور خدا پہ توکل کرو۔" حضرت ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ "کافی ہے اللہ مددگار اور کارساز" [2]

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میری امت میں سے اس کے بگاڑ کے وقت سُنّت کو تھامنے والے کے لئے ایک سو شہیدوں کا اجر ملے گا۔ اخرجہ عن البیہقی فی المدخل، وہکذا قال ابو شامہ فی الباعث ص ۱۱۲۔"

نیز ارشاد ہے کہ:

فالمتمسک یومئذ بالکتاب والسنة له اجر خمسین، قیل منهم قال لا بل منکم۔

"اس زمانہ میں کتاب و سُنّت کو مضبوط تھامنے والے کو پچاس شہیدوں کا اجر ملے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ان میں کے شہید تو فرمایا کہ نہیں تم میں کے شہید۔" [3]

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے مشکوٰۃ کی شرح میں حدیث:

مااحدث قوم بدعة الارفع عنها مثلها من السنة۔

"کوئی قوم بدعت کا ارتکاب نہیں کرتی مگر اس قوم سے اس بدعت جیسی سنت اٹھالی۔"

---

[1] التذکرہ ص ۴۴ [2] کتاب البدع والنہی عنہا والاعتصام ص ۱۶ ج ۱ [3] کتاب البدع والنہی عنہا ص ۲

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

جاتی ہے"۔۔۔۔

ـــــ کے ذیل میں مثال ذکر کی ہے:۔

مثلاً رعایتِ آداب خلاء و استنجاء برجہ سنت بہتر از بنائے رباط مدرسہ۔ "سنت طریقہ سے بیت الخلاء اور استنجا کے آداب کی رعایت مدارس کی عمارات تعمیر کرنے سے بہتر ہے"

ہلاکت ہو ان لوگوں کے لئے جو مدارس تعمیر کرتے ہیں اور ان کے ذریعہ سنت کو مٹاتے اور بدعت کو زندہ کرتے ہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی گمان کرتے ہیں کہ وہ کارِ خیر انجام دے رہے ہیں۔

علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ ابوطاہر سلفی نے حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) تک اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ ابوہریرہ لوگوں کو قرآن سکھاؤ اور خود بھی سیکھو، پس اگر تم اسی حالت میں وفات پاؤ تو فرشتے تمہاری قبر کی اسی طرح زیارت کریں گے جیسے کہ پرانے گھر یعنی بیت اللہ کی زیارت ہوتی ہے۔ اور لوگوں کو میری سُنت سکھاؤ اگرچہ وہ اسے بُرا سمجھیں اور اگر تم چاہو کہ پُل صراط پر پلک جھپک کے برابر رُکے بغیر جنت میں داخل ہو جاؤ تو اپنی رائے سے دین میں کوئی نئی چیز نہ گھڑو۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ابو قلابہؒ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ "عنقریب آپ ایسی قومیں پائیں گے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب کی دعوت دیں گی حالانکہ خود انہوں نے اُسے پیٹھ پیچھے پھینکا ہوگا، علم ضرور حاصل کرو اور بدعت کرنے سے بچو، غلو کرنے سے باز رہو اور پرانا دین لازم پکڑو"[1]

اور حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ "من خالف السنۃ کفر" یعنی جس نے سنت کی مخالفت کی وہ کفر کا مرتکب ہوا۔ اور علامہ شعبیؒ سے منقول ہے کہ ما حدثوک عن اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فشد علیہ وما حدثوک بہ من رأیہم فبل علیہ۔[2] "یعنی لوگ جو چیز محمدؐ کے اصحابؓ سے نقل کریں تو اُسے مضبوطی سے تھامو۔ اور جو چیز اپنی رائے سے بیان کریں تو اس پر پیشاب کرو"

[1] جامع بیان العلم وفضلہ ص ۱۹۳ ج ۲ [2] جامع بیان العلم وفضلہ ج ۲ ص ۱۴۰

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور حضرت حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "میرے خلفاء پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو (یہ ارشاد تین بار فرمایا) صحابہ (رضوان اللہ علیہم) نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول آپ کے خلفاء کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ:

الذین یحیون سنتی ویعلمونہا عباد اللہ۔ [1]

"وہ لوگ جو میری سنت کو زندہ رکھیں اور اُسے اللہ کے بندوں کو بھی سکھائیں"

پس کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ دونوں بھلائی کے سرچشمے ہیں اور نجات صرف اسی کی ہوگی جو ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھے اور ان کی رسی کو مضبوط پکڑے رکھے۔ یہی دونوں چیزیں حق و باطل کے درمیان واضح فرق کنندہ ہیں اور یہی وہ دونوں بنیادیں ہیں جن سے صرفِ نظر کرنا ناممکن ہے۔ سنتِ رسولؐ بیان و تفصیل پر مشتمل ہوتی ہے، اور اللہ کی طرف سے وہ معنی واضح کرتی ہے جس کا وہ ارادہ فرماتے ہیں اور اُس دلیل کو بھی واضح کرتی ہے جو اس کے خاص یا عام ہونے پر دلالت کرتی ہو۔ جیسے کہ امام شافعیؒ نے ایک رسالے میں لکھا ہے۔

مزید برآں اُنہوں نے فرمایا ہے کہ:

فلا یجوز ان یقال لقول انہ فرض الا لکتاب اللہ ثم سنۃ رسولہ۔ [2]

"کسی قول کو فرض صرف اللہ کی کتاب پھر رسول اللہ کی سنت کے باعث ہی فرض کہا جاسکتا ہے"

اور حدیث شریف میں ہے کہ:

"من اطاع محمداً فقد اطاع اللہ ومن عصی محمداً فقد عصی اللہ"

"جس شخص نے محمدؐ کی اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت کرلی اور جس نے محمدؐ کی نافرمانی کی تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی"

اور امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ "جان لو! کہ سنت کا اتباع ہی سعادت کی چابی ہے اور اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و رفت، حرکات و سکنات حتیٰ کہ ان کے خورد و نوش، قیام فرمانے اور گفتگو کرنے میں رسول اللہ (صلی اللہ

---

[1] جامع بیان العلم وفضلہ جلد اوّل ص ۴۶ [2] جامع بیان العلم وفضلہ جلد دوم ص ۱۶۰۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

علیہ وسلم کا اتباع واقتدار بھی ہے۔[1]

اور مدخل میں ہے کہ "ہمارے علماء کرام کسی سنت یا مستحب کو ترک کرنے والے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کے فعل کو برا قرار دینا اور اس بارے میں اس کی مذمت کرنا واجب ہے۔ اگر وہ اپنے اس کار بد سے رجوع کرے تو بہت بہتر ورنہ خلاف سنت کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے اس کا بائیکاٹ کرلیا جائے۔"[2]

پس ان نصوص کے باوجود کسی مکروہ چیز کو مکروہ کہنے کے بجائے اس کو جائز کیوں کر کہا جا سکتا ہے۔ اور سنت کا سورج جب کسی شخص کے دل میں طلوع ہوتا ہے تو اس کے دل سے بدعت کی ہر مکھی کو کاٹ پھینکتا ہے اور ہر گمراہی کے اندھیرے کو دور کر دیتا ہے اس لئے کہ سورج کے دبدبے کے سامنے اندھیرا بے بس ہوتا ہے۔ اور علامہ شاطبیؒ نے "موافقات" میں فرمایا ہے کہ:

"فلا تجد فی السنة امرا الا و القرآن قد دل علیٰ معناه دلالة اجمالیة او تفصیلیة۔"

"آپ سنت میں کوئی ایسی چیز نہیں پائیں گے کہ جس کے معنی پر قرآن مجید نے اجمالی یا تفصیلی طور سے دلالت نہ کی ہو۔"

بدعت کی تردید اور سنت کو زندہ کرنا نجات کا سبب ہے جیسے کہ ارشاد ربانی ہے:

"فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا"[3]

"سو کیوں نہ ہوتے ان سنگتوں میں، تم سے پہلے کوئی لوگ جن میں اثر رہا ہو کہ منع کرتے بگاڑ کرنے سے ملک میں، مگر تھوڑے سے جو ہم نے بچالئے ان میں۔"

رسول اللہ ﷺ کی سنت، باہمی محبت، کامیابی، فراخی عیش، خوشی اور سرور کا بھی ذریعہ ہے۔ آپ کو کبھی ایسی جماعت نہیں ملے گی جو سنت کی تابعدار ہو مگر یہ کہ وہ ہر مصیبت اور غم کے وقت خوش وخرم نہ رہتی ہو۔ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں

[1] الاربعین ص ۳۴ [2] مدخل جلد سوم ص ۱۳۷ [3] ہود ۱۱۶۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

پر تبذیر اور فضول خرچی کا بوجھ نہیں ڈالتے اور نہ ہی ان کی خوشیوں مثلاً بیاہ شادی اور ختنہ وغیرہ کے مواقع پر زیادہ اموال خرچ کرنے کا بار ڈالا جاتا ہے اور جہاں تک بدعتیوں کا تعلق ہے تو ان پر اتنا بوجھ پڑتا ہے جسے اونٹ بھی برداشت نہ کر سکے۔ پھر وہ اپنے کسی چھوٹے بڑے کی موت کے موقع پر یا نکاح ختنہ اور ولادت کے مواقع پر کثرتِ اخراجات کے باعث گدھے کی طرح ہینچو ہینچو کرتے ہیں۔ اور پھر (ان کی حرکتوں اور افعال سے یوں لگتا ہے کہ) گویا ان کے پاس کوئی ڈرانے والا ہی نہیں آیا:

"وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ" [1]

"اور بولے اگر ہم ہوتے سنتے یا بوجھتے نہ ہوتے دوزخ والوں میں، سو قائل ہوئے اپنے گناہ کے، اب دفع ہوں دوزخ والے۔"

اور حدیث شریف میں ہے کہ:

"فسحقا فسحقا لمن بدل او دینهم" "ہلاکت اور بربادی ہو ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اپنا دین بدل ڈالا۔"

باب (سنت کی مخالفت سے ڈرانے اور بدعت پر نکیر کے بارے میں)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" [2]

"سو ڈرتے رہیں، جو لوگ خلاف کرتے ہیں اس کے حکم کا، کہ پڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے ان کو دکھ کی مار۔"

پس سنت کے طریقے سے مخالفت فتنے اور دردناک عذاب کا سبب ہے

اور ارشادِ ربانی ہے کہ:

"فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى" "سو قسم ہے تیرے رب کی، ان کو ایمان نہ

[1] الملک ۱۰، ۱۱ [2] سورہ النور ۶۳

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا" [1]

ہو گا، جب تک تجھی کو منصف نہ جانیں، جو جھگڑا ہو آپس میں۔ پھر نہ پاویں اپنے جی میں خفگی تیری چکوتی سے۔ اور قبول رکھیں مان کر۔"

یہاں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لئے تین شرطیں مقرر فرمائیں۔

(۱) ہر باریک سے باریک کام میں سنت کی طرف رجوع کرنا۔

(۲) سنّت کے فیصلے پر رضامندی۔

(۳) پھر ہمیشہ کے لئے سنّت کا تابعدار رہنا۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا" [2]

"اس دن آرزو کریں گے، جو لوگ منکر ہوئے تھے، اور رسول کی بے حکمی کی تھی کسی طرح ملا دیجئے ان کو زمین میں اور نہ چھپا سکیں گے اللہ سے ایک بات۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسولؐ کے نافرمانوں کو حسرت اور افسوس کے سلسلہ میں کفار کے مثل ٹھہرایا ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے کہ:

"وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا" [3]

"اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب کھل چکی اس پر راہ کی بات، اور چلے سب مسلمانوں کی راہ سے الگ، سو ہم اس کو حوالے کریں وہی طرف جو اس نے پکڑی اور ڈالیں اس کو دوزخ میں، اور بہت بُری جگہ پہنچا۔"

اور ارشاد ہے کہ:

"يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنكِرُونَهَا" [4]

"وہ پہچانتے ہیں اللہ کا احسان، پھر منکر ہو جاتے ہیں (اس کے)۔"

سدّیؒ اور زجاج (رحمہما اللہ) کہتے ہیں کہ "نعمۃ اللہ" سے مراد "امرِ محمدؐ"

[1] النساء ٦٥ [2] النساء ٤٢ [3] النساء ١١٥ [4] النحل ٨٣

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

یعنی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین اور سنت) ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا" [۱] — "جن کی دوڑ بھٹک رہی ہے دنیا کی زندگی میں، اور وہ سمجھتے ہیں کہ خوب بناتے ہیں کام۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے "الذین ضل سعیھم" کے بارے میں مروی ہے کہ "انھم اھل بدعۃ" کہ یہ لوگ بدعتی ہیں۔ اور ابن وہب سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شانے کی ہڈی پہ کچھ لکھا ہوا پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ:

"کفی بقوم حمقا وضلالا ان یرغبوا عما جاء ھو بہ نبیھم الی غیر نبیھم او کتاب الی غیر کتابھم" — "وہ قوم بڑی احمق اور گمراہ ہے جو اپنے نبی کے لائے ہوئے دین سے منہ موڑ کر دوسرے نبی کی شریعت کی طرف توجہ کرے یا اپنی کتاب کو چھوڑ کر دوسروں کی کتاب میں رغبت رکھے۔"

محمد بن وضاح نے ابو ادریس خولانی سے روایت کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ "کسی مسجد کے بارے میں یہ سنا کہ اسے آگ نے جلا دیا ہے، میرے ہاں اس بات سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ (میں یہ سنوں کہ) اس میں ایسی بدعت ایجاد ہوئی کہ جس کو بدلنے والا نہ ہو۔ اور کسی امت نے کبھی اپنے دین میں بدعت نہیں کی مگر اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ان سے ایک سنت اٹھا لیتا ہے۔"

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ "کسی مسجد میں ایسی لگی ہوئی آگ کا پانا، کہ جسے میں بجھا نہ سکوں، میرے نزدیک اس سے پسندیدہ ہے کہ میں اس (مسجد) میں بدعت دیکھوں۔"

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ "چھ قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جن پہ میں لعنت بھیجتی ہوں، خدائے تعالیٰ اور ہر مستجاب الدعوات نبی بھی ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ (۱) کتاب اللہ پہ زیادتی کرنے والا (۲) تقدیر الٰہی کو جھٹلانے

---

[۱] الکہف ۱۰۴۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

والا ③ کسی قوم پر زبردستی مسلط ہونے والا، جو اپنے تسلط کے ذریعے خدا کے ذلیل کردہ لوگوں کو (بظاہر) عزت بخشنے اور خدا کے ہاں کے معزز لوگوں کو ذلیل کرے۔ ④ حرام کو حلال سمجھنے والا ⑤ میری اولاد کی بے حرمتی کرنے والا، جو اللہ نے حرام قرار دی ہے اور ⑥ میری سنت کو ترک کرنے والا۔ لہ

اور اسی قسم کی روایت، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے اور اسے امام طحاویؒ نے بھی نقل کیا ہے۔ اور عمرو بن شنویؒ کی روایت میں سات قسم کے لوگوں کا ذکر ہے اور ساتویں قسم "مالِ غنیمت کو اپنے لئے مخصوص کرنے والا" ذکر کی ہے۔ اور حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ:

"یوشك قائل ان یقول ما لی اقرء علی الناس القرآن فلا یتبعونی علیه فما اظنهم یتبعونی علیه حتی ابتدع لهم غیرہٗ فایاکم وما ابتدع فان ما ابتدع ضلالةٌ"۔ لہ

"عنقریب ایک ایسا کہنے والا ہوگا کہ کیا بات ہے کہ میں لوگوں کو قرآن سناتا ہوں مگر وہ اس سلسلے میں میری تابعداری نہیں کرتے۔ اور میرا خیال ہے کہ جب تک میں قرآن کے علاوہ کچھ اور چیز ان کے لئے گھڑ نہ لوں یہ میری تابعداری نہیں کریں گے تو تم اس کی بدعت سے بچو اس لئے کہ وہ سراسر گمراہی ہوگی"۔

حضرت ابن سعدؒ نے ابن عطیفؒ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

من احدث فی الاسلام حدثاً فاقطعوا لسانہٗ۔ تہ

"جو شخص اسلام میں نئی چیز گھڑے تو اس کی زبان کاٹ ڈالو"۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

یُسأل المبتدعة عن السُّنّة کہ "مبتدعین سے سنت کے بارے میں پوچھ

لہ رواہ الترمذیؒ والحاکم تہ صفوة الصفوة جلد اول ۱۹۸ تہ طبقات الکبریٰ جلد ہفتم ص ۴۲۹ کہ احیاء العلوم جلد اول ص ۹۲

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کچھ ہو گی۔"

اور ابن ماجہؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ "جو کسی چیز کی طرف کوئی بھی بلانے والا، اس چیز کے ساتھ قیامت کے دن کھڑا ہو گا جس کی طرف وہ دعوت دے رہا ہو" [۱]

اور مدخل میں ہے کہ:

"فليحذر ان يزدرلحداً من اهل البدع" [۲] "آدمی کو بدعتیوں سے میل جول کے بارے میں ڈرنا چاہیئے۔"

اور اسی طرح کا مضمون شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں ارشاد فرمایا ہے۔ اور علامہ حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ:

"واشتد نكير السلف والائمة لها وصاحوا باهلها من اقطار الارض وحذروا فتنتهم اشد التحذير وبالغوا في ذالك مالم يبالغوا مثله في انكار الفواحش والظلم والعدوان اذ مضرة البدع وهدمها للدين ومنافاتها له اشد۔"

"سلف صالحین اور ائمہ کرام نے بدعت پر بڑی سخت نکیر فرمائی ہے، مبتدعین کو دنیا کے کونوں میں چیلنج کیا اور ان کے فتنے سے لوگوں کو بہت سخت ڈرایا۔ اور بدعت کی نکیر میں اتنا بڑھ چڑھ کر کام کیا کہ فواحش، ظلم اور زیادتی کی نکیر میں اتنا نہیں کیا اس لئے کہ بدعتوں کا ضرر، دین میں ان کی اکھاڑ پچھاڑ اور ان کا دین کے منافی ہونا، ان فواحش وغیرہ کی بہ نسبت کہیں سخت ہے۔"

علماء کرام کا ارشاد ہے کہ بدعتی کا گناہ حق چھپانے والے کی بنسبت بڑا گناہ ہے اس لئے کہ حق چھپانے والا تو صرف حق چھپا لیتا ہے مگر بدعتی اس کے ساتھ ساتھ حق کے خلاف کرنے کی دعوت بھی دیتا ہے۔ پس ہر مبتدع حق چھپانے والا ہے لیکن ہر حق چھپانے والا بدعتی نہیں ہے۔ بدعت دراصل اعتقادی نافرمانی

---

[۱] اس کی سند ضعیف ہے اخرجہ العراقی فی تخریج الاحیاء ص ۹۲ [۲] مدخل ج دوم ص ۱۴۲

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ہوتی ہے۔ علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ:

"وفسق الاعتقاد کفسق اہل البدع الذین یؤمنون باللہ ورسولہ والیوم الاخر ویحرمون ماحرم اللہ ورسولہ ویوجبون ما اوجب اللہ ولکن ینفون کثیرا مما اثبت اللہ ورسولہ جہلاً وتاویلاً وتقلیداً للشیوخ ویثبتون مالم یثبتہ اللہ ورسولہ کذلک۔"[1]

"اور اعتقاد کی فسق ان مبتدعین کے فسق کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں خدا اور اس کے رسول کی حرام کردہ چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں اسی طرح خدا کے واجب کردہ (حدود و احکام) کو واجب مانتے ہیں لیکن اپنی جہالت، بے جا تاویل اور بزرگوں کی نقل و تقلید کے باعث ان بہت سی چیزوں کی نفی کرتے ہیں جنہیں اللہ اور رسول نے ثابت رکھا ہے اور ایسی بہت سی چیزوں کو ثابت کرتے ہیں جنہیں خدا اور رسول نے ثابت نہیں کیا ہو۔"

آہ! ہم ایک ایسے پرآشوب زمانے میں ہیں کہ جس میں بدعات رائج اور عام ہو گئی ہیں اور لوگوں نے خود کو فقیہہ ظاہر کرنے والے علماء (سُوء) سے دلیل پکڑتے ہوئے قرآن و سنت پر اپنے گھٹیا اور درجۂ اعتبار سے گرے ہوئے اقوال کو ترجیح دیتے ہوئے اپنا دین، دنیا کی ردّی اور بے کار فوائد (کا ذریعہ) بنا ڈالا پس یہ لوگ سنت سے پھر گئے اور بدعتوں سے آلودہ ہو گئے، یا تو حکام اور والیوں کی طرح تکبّر اور انحراف کی وجہ سے۔ پس انہوں نے نقل کے ساتھ عقل کے ٹکراؤ کے باعث، یا پھر شریعت کو معیوب سمجھنے کے باعث، شریعت پر سیاست کو مقدم کر دیا۔ یا پھر انہوں نے مناطقہ کی طرح صریح نصوص میں اپنی فاسد رائے زنیوں سے تاویلیں کرنی شروع کر دیں، اس طرح وہ احادیث کو جھٹلانے اور ان کے انکار کے مرتکب ہوئے۔ یا پھر انہوں نے اپنی سرداری اور خورد و نوش کے فوت ہونے کے خطرہ کی وجہ سے (ترک سنت اور تلویث بالبدعت کا رویہ

---

[1] مدارج السالکین جلد دوم ص ۳۶۳ جلد اول ص ۳۷۲

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اختیار کیا) تو انہوں نے اس امر کو بُرا سمجھنے کی وجہ سے، کہ انہوں نے جو فضیلت اور بڑائی پائی ہے وہ کسی دوسرے کو ملے، حق کو چھپایا۔ یا پھر اس شخص نے حسد کی وجہ سے، کتمانِ حق کا ارتکاب کیا جسے خدا تعالیٰ نے نفع بخش علم اور نیک عمل کی توفیق بخشی ہو۔

بعض علم کی طرف منسوب جاہل، حسد، حق چھپانے، علم کے بارے میں بخل اور عناد جیسی مذموم صفتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں جیسے کہ وہ مقتدا اور ائمہ جن پر خدا تعالیٰ نے غضب اور پھٹکار کی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے البقرہ ۹۰، ۱۰۹۔ اور النساء ۱۶۰ وغیرہا میں ارشاد فرمایا۔[1]

باب (لوگوں کے بدل جانے اور ان کی بدعتوں کے انوکھے پن کے بارے میں۔

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب جامع العلم وفضلہ میں عن مالک عن عمّہ ابی سہیل بن مالک عن ابیہ کی سند سے اُن کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "میں ان چیزوں میں سے جن کو میں نے پایا، اذان کے سوا کسی چیز کو نہیں پہچانتا۔" اور امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم دمشق میں انس بن مالک کے ہاں اس حال میں گئے کہ وہ اکیلے بیٹھے رو رہے تھے میں نے کہا کہ رونے کا سبب کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ "میں ان چیزوں میں سے جن کو میں نے پایا ہے، اس نماز کے علاوہ کچھ بھی نہیں پہچانتا، اور وہ بھی ضائع کر دی گئی۔"

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ:

"لو خرج علیکم اصحاب رسول اللہ ﷺ "اگر رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم تمہارے معاشرے

---

[1] فباؤا بغضب علیٰ غضب (سو کما لائے غضب پر غضب) البقرہ ۹۰، حسداً من عند انفسہم (حسد کر کر اپنے اندر سے) ایضاً ۱۹۰، فبظلم من الذین ھادوا (سو یہود کے گناہ سے) وبصدہم عن سبیل اللہ کثیرا (اور اس سے کہ اٹکتے تھے اللہ کی راہ سے بہت) النساء ۱۶۰ (وغیرہا من الآیات)۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ما عرفوا منکم الا قبلتکم۔" میں تشریف لائیں تو تمہارے قبلہ کے علاوہ اور کسی چیز کو نہیں پہچان سکیں گے۔"

ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ جب عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ "عتیق" میں اپنے محل میں ہی رہنے لگے تو لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ نے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مسجد سے بے وفائی کی (بے اعتنائی برتی)۔ انہوں نے جواب دیا کہ:

"انی رئیت مساجدکم لاھیۃ واسواقکم لاغیۃ والفاحشۃ فی فجاجکم عالیۃ وکان فیما ھنالک عما انتم علیہ عافیۃ" "میں نے تمہاری مسجدوں میں لہو بے ہودگی تمہارے بازاروں میں لغو اور فضول کام پائے اور تمہارے بڑے راستوں میں فحش اور بے حیائی بڑھی ہوئی ہے اور یہاں (گھر میں) تمہاری ان مصیبتوں سے عافیت ہے۔"

صحیح بخاری میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ:

"ما اعرف فیھم شیئا من امر محمد الا انھم یصلون جمیعا۔" "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں سے میں ان لوگوں میں صرف یہ بات پہچانتا ہوں کہ وہ اکٹھے نماز پڑھتے ہیں۔"

امام اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ آج کل ہوتے تو کیا صورتِ حال ہوتی؟ اور عیسیٰ بن یونس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

فکیف لو ادرک الاوزاعی ھذا الزمان[1] اگر امام اوزاعی رحمہ اللہ یہ زمانہ پاتے تو کیا حال ہوتا؟۔

اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

"بدء الاسلام غریبا وسیعود کما بدء فطوبیٰ للغرباء۔" "اسلام انوکھی حالت میں ظاہر ہوا (یعنی لوگوں کو عجیب وغریب لگتا تھا) اور عنقریب اسی طرح انوکھا ہو جائے گا۔ پس معاشرے کے ایسے عجیب وغریب لوگوں کے لئے خوشخبری ہو۔"

---

[1] ھکذا فی الحوادث للطرطوشی ص ۷۷

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

عرض کیا گیا "من ھم یا رسول اللہ؟" (اے اللہ کے رسول! یہ "غرباء" کون لوگ ہوں گے؟) تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "الّذین یصلحون إذا فسد الناس" (یعنی جو لوگوں کے بگاڑ کے وقت اصلاح کا فریضہ انجام دیں گے)۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں "النزوع من القبائل" (یعنی قبائل میں سے اجنبی اور "اوپرے" لوگ)۔ اور یہی روایت اس لفظ سے بھی ہے کہ:

أناس صالحون قليل في اناس كثير من يعصيهم أكثر ممن يطيعهم

"یعنی "غرباء" بہت لوگوں میں سے صالح لوگوں کی تھوڑی سی جماعت ہوگی، ان کے نافرمان، تابعداروں کی بنسبت بہت ہوں گے"۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کے ابتدائی ایام میں جب کوئی مسلمان ہوتا تو وہ اپنے قبیلے اور قوم میں اوپرا اور "ناآشنا" (عجیب وغریب) معلوم ہوتا تھا اور وہ اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھتا تھا۔ اس کا گھرانہ اور رشتہ دار اس پر زیادتی کرتے، تو وہ بے چارہ ان میں ایسا ذلیل اور خوفزدہ نظر آتا کہ وہ تکلیف اور کرب کے گھونٹ مشکل سے گلے میں اتارتا ــــ اور (سیعود کما بدأ) کا مطلب یہ ہے کہ پھر یہ اسلام مختلف مذاہب اور گمراہ کن خواہشات کی زیادتی کی وجہ سے عجیب غریب اور اجنبی معلوم ہوگا، حتیٰ کہ اہلِ حق اپنی قلت اور جانوں پر خوف کے باعث لوگوں میں اجنبی اور انوکھے لگیں گے"۔

حدیث میں لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ من قبلكم کے الفاظ آتے ہیں [یعنی تم لوگ ضرور بضرور (افتراق وتشتّت کے سلسلہ میں) گذشتہ اقوام کے طریقوں کو اپناؤ گے]

(بخاری، مسلم اور ابوداؤد وغیرہ)

ابراہیم بن اسحاق الحربیؒ (المتوفی ۲۸۵ھ) نے کہا ہے کہ ــــ "غریب ہمارے نزدیک زمانہ میں وہ نیکوکار آدمی ہے جو گمراہ قوم میں بستا ہو، اگر وہ بھلائی کی تلقین کرے تو لوگ اُسے ایذاء پہنچائیں اور اگر مُنکر سے روکنے کی کوشش کرے تو وہ لوگ اس کی مدد نہ کریں"۔

کتاب الحوادث ص۲۵ میں ہے کہ "کوئی زمانہ اور صدی بدعات کی ایجاد سے خالی نہیں ہوگا"۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

چونکہ ان بدعتوں پر ردّ اور ان کا انکار مصیبتوں اور مضرتوں سے خالی نہیں ہوتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو کئی سورتوں میں تشجیع دلائی ہے (یعنی ان کی ہمت بندھائی ہے) اور انہیں استقامت، صبر، اور ثابت قدمی کا حکم دیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے کفار و یہود کے ان کرتوتوں کا بھی تذکرہ فرمایا ہے جو وہ اہلِ حق کے خلاف کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

لتبلون فی اموالکم وانفسکم ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا أذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا فان ذلك من عزم الامور [1]

"البتہ تم آزمائے جاؤ گے مال سے اور جان سے اور البتہ سنو گے اگلی کتاب والوں سے اور مشرکوں سے بدگوئی بہت اور اگر تم ٹھہرے رہو اور پرہیزگاری کرو، تو یہ ہمت کے کام ہیں۔"

اور یہ ذکر بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان مبتدعین اور بے دین لوگوں نے اہلِ ایمان کو کیسے کیسے فتنوں میں مبتلا کیا، انہیں کتنے دکھ پہنچائے، ان پر افتراء پردازی کی اور انہیں جان سے مار ڈالنے اور جلا وطن کرنے کی دھمکیاں دیں۔

ابن سعدؒ نے حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یوں فرمایا:

والذی نفس ابی ھریرۃ بیدہ لیوشکنّ ان یأتی علی العلماء زمان یکون الموت أحب إلی احدھم من الذھب الاحمر [2]

"یعنی اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں ابوہریرہ کی جان ہے کہ علماء پر البتہ ایک ایسا وقت ضرور آئے گا کہ انہیں موت خالص سونے سے زیادہ پسندیدہ نظر آئے گی۔"

عبدالرحمٰن بن خراش الکعبیؒ سے منقول ہے کہ "میں نے ایک بار حضرت ابوذر غفاریؓ کو "ربذہ" کے مقام پر، بالوں سے بنے ہوئے ایک بڑے خیمے میں اس حال میں دیکھا کہ انہوں نے ایک کالی عورت سے شادی کی ہوئی تھی۔ میں نے کہا کہ حضرت آپ نے کالی عورت سے شادی کی؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے شان گھٹانے اور ذلیل

---

[1] آل عمران ۱۸۶ [2] طبقات الکبری جلد ہفتم ص ۳۲۷

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کرنے والی عورت سے شادی کرنا زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس عورت کے جو میرا رتبہ بڑھائے چڑھائے، میں اس وقت تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرتا رہوں گا جبکہ میرا کوئی ساتھی نہ ہو۔" لہ

ابن سعدؒ نے ایک واقعہ ذکر کیا ہے کہ قبیلہ "مراد" کا کوئی شخص حضرت اویس قرنیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور سلام کیا پھر ان کی طبیعت پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ الحمد للہ خیریت ہے۔ اس نے پھر پوچھا کہ زمانے کے چال آپ کے ساتھ کیسے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ایک ایسے آدمی سے تم کیا پوچھتے ہو کہ جسے شام کو صبح اٹھنے کی اور صبح کو شام ہونے کی کوئی توقع نہیں ہوتی۔ ارے مرادی! مؤمن کے لئے کوئی خوشی باقی نہیں اور مؤمن کے لئے حقوق اللہ کی پہچان نے سونا چاندی نہیں چھوڑا۔ اے مرادی! خدا کے حکم کی پابندی نے مؤمن کے لئے دوست نہیں چھوڑا، بخدا ہم ان لوگوں کو نیکی کی تلقین کریں گے اور برائی سے ان کو روکیں گے تو یہ ہمیں اپنے دشمن سمجھ بیٹھیں گے اور اس سلسلہ میں نافرمانوں کی ٹولیوں کو اپنا مددگار پائیں گے۔ حتی کہ انہوں نے بخدا، مجھ پہ کبیرہ گناہوں کی تہمتیں باندھیں۔ اور خدا کی قسم یہ صورت حال بھی مجھے حق پر ڈٹے رہنے سے نہیں روک سکتی۔" ۲

اویس قرنیؒ سے ہی مروی ہے کہ:

الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر لم يدعا للمرء صديقاً ۳

"کہ بھلائی کی تلقین اور برائی سے روکنے کے عمل نے آدمی کے لئے (کبھی) کوئی ساتھی نہیں چھوڑا۔"

حضرت محمد بن علی الحسینؓ (المتوفی ۱۱۷ھ) فرماتے ہیں کہ:

سلاح اللئام قبيح الكلام ۴

"کہ ذلیل لوگوں کا اسلحہ بری باتیں ہیں۔"

اور حضرت سفیان بن عیینہؒ (المتوفی ۱۹۸ھ) نے فرمایا کہ:

أسلكوا سبيل الحق ولا تستوحشوا من قلة أهله ۵

"یعنی راہ حق پر چلو اور حق پرستوں کی کمی کا ڈر نہ محسوس کرو۔"

لہ الطبقات وصفوۃ الصفوۃ ج سوم ص۲۸ ۲ الاعتصام جلد اول ص۱۳ ۳ ایضاً ۴ صفوۃ الصفوۃ جلد دوم ص۶۱ ۵ صفوۃ الصفوۃ جلد دوم ص۱۳۲

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور حضرت مجاہدؒ (المتوفی ۱۰۴ھ) سے مروی ہے:

من اعزّ نفسہٗ اذلّ دینہٗ و من اذلّ نفسہٗ اعزّ دینہٗ [۱]

"یعنی جو اپنی جان کو معزز بنائے تو دین کو ذلیل سمجھے گا اور جو اپنے نفس کو ذلیل سمجھے تو دین کو معزز سمجھے گا"

تو (آج کل) ان علماء نے شرک اور بدعت کا ردّ چھوڑ دیا، کہ کہیں لوگوں کے عطیات آنے بند نہ ہو جائیں، انہوں نے دین کو دُنیا کے بدلے بیچا اور علماء سوء کے خلط ولبس سے علمِ دین مٹ گیا جیسے کہ امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

ھیھات ھیھات قد اندرس علم الدین بتلبیس علماء السوء فالله المستعان والیہ الملاذ فی ان یعیذنا من ھٰذا الغرور الذی یسخط الرحمٰن ویضحک الشیطان (انتہیٰ) [۲]

"ہائے ہائے! علمِ دین علماء سوء کے تلبیس کے نذر ہو کر مٹ گیا۔ پس اللہ کی ذات سے مدد چاہی جاتی ہے اور انہی کی ذات اس معاملہ میں جائے پناہ ہے کہ وہ ہمیں اس دھوکہ وفریب سے بچائیں کہ جو رحمٰن کو خفا اور شیطان کو خوش کرتا ہے۔"

اور ان علماء نے علمِ دین کو دنیا کا ذریعہ بنا رکھا ہے ان میں سے تقریباً ہر ایک نے ایک سجی سجائی دوکان کھول رکھی ہے جس کا نام انہوں نے "مدرسہ" رکھا ہے، سوائے ان خوش قسمت علماء کے کہ جنہوں نے تقویٰ اور خوفِ خدا کی راہ اختیار کی ہوئی ہے۔

(ایک دفعہ) جب سفیان بن عیینہؒ، فضیل بن عیاضؒ کے پاس بیٹھے تو فضیل بن عیاض نے کہا کہ "اے علماء کرام کی جماعت! تم لوگ آبادیوں کے ایسے چراغ تھے کہ تم سے روشنی حاصل کی جاتی تھی!۔۔۔ تو تم اندھیرے بن گئے ___ اور تم ایسے ستارے تھے کہ جن کی روشنی میں راہ ملتی تھی، تو تم خود پریشان و سرگرداں بن گئے ___ پھر تم میں سے کسی کو شرم نہیں آتی کہ وہ ان ظالموں کا مال ہڑپ کرتا ہے اور پھر کمر کو ٹیک دیتے ہوئے کہتا ہے کہ حدثنا فلاں عن فلاں (یعنی حرام کھانے کے بعد علم حدیث کی تدریس کرتا ہے۔ مترجم) ___ تو (جواب میں) حضرت سفیان بن عیینہؒ نے فرمایا کہ اگرچہ ہم نیکوکار نہیں لیکن نیکوکاروں سے محبت تو کرتے ہیں۔" [۳]

---

[۱] صفوۃ الصفوۃ جلد دوم ص ۱۱۷ [۲] احیاء العلوم جلد اول ص ۲۲ [۳] صفوۃ الصفوۃ جلد دوم ص ۱۳۷

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

احب الصالحین ولست منهم
لعل الله یرزقنی صلاحا

بشر بن صالحؒ سے منقول ہے کہ فضیل بن عیاضؒ نے فرمایا کہ:

لان اطلب الدنیا بطبل ومزمار احب الی من ان اطلبها بالعبادة

"کہ طبل وسارنگی کے ذریعہ دنیا کمانا میرے نزدیک عبادت کے ذریعے دنیا طلب کرنے سے بہتر ہے۔"

علامہ ابن حجرؒ نے "الزواجر" میں حدیث نقل کی ہے کہ:

اذا احدثت فی امتی البدع و شتم اصحابی فلیظهر العالم علمه فمن لم یفعل فعلیه لعنة الله والملائكة والناس اجمعین۔ [1]

"جب میری امت میں بدعات پیدا ہوں اور میرے اصحاب کو برا بھلا کہا جانے لگے تو عالم پر اپنے علم کا اظہار واجب ہے، جو ایسا نہیں کرے گا تو اس پر خدا، اس کے فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔"

حضرت ولید بن مسلمؒ فرماتے ہیں کہ یہاں اظہار علم سے مراد سنت کا اظہار ہے۔ [2]

فصل (مبتدعین کے دلائل کے بارے میں)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ "سو جن کے دل پھرے ہوئے ہیں، وہ لگتے ہیں

---

[1] الاعتصام جلد اول ص۵۲ [2] جماعت اشاعت التوحید والسنہ پاکستان کے ایک مرکزی قائد مولانا خان بادشاہ کوہاٹی مدظلہ نے اصول السنہ کے اس مقام پر ایک نوٹ (حاشیہ میں) لکھا ہے افادہ کی غرض سے اس کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ جیسے کہ اجتہاد کے بعض مدعی، جو ان خلفاء راشدینؓ پر الزام تراشی کرتے ہیں جن کے بارے میں یہ بشارت دی گئی ہے کہ "میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو اختیار کرو" اس کے باوجود بعض علماء صحیح احادیث سے منہ موڑتے ہوئے ایسے "مجتہد" کو "امیر" وغیرہ کے القاب سے نوازتے ہیں اور کمال تعجب ہے اس شخص پر جو استاذ العلماء، سید الاذکیاء، امام الاتقیاء مرشدی شیخ القرآن مولانا محمد طاہر مدظلہ سے قرآن مجید سیکھتا ہے اور پھر محض ذلیل دنیا کے لئے سلف صالحین پر طعنہ زنی کرنے والوں کی طرف جھکتا ہے (غور فرمائیے اور موقع کی نزاکت کا ہرگز غم نہ کیجیے کہ حق ہی تابعداری کے زیادہ لائق اور مستحق ہے۔)

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِیْلِهٖ ۚ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ؕ [1] ان کی ڈھب والیوں سے، تلاش کرتے ہیں گمراہی اور تلاش کرتے ہیں ان کی کل بیٹھانی اور ان کی کل کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔"

پہلی دلیل اکثر مبتدعین کتاب وسنت سے روگردانی کرنے کے ساتھ ساتھ مشائخ میں عصمت کا اعتقاد رکھتے ہوئے ان کے اعمال وافعال سے دلیل پکڑتے ہیں۔ امام شاطبیؒ کا ارشاد ہے کہ:

ان المبتدع ینتصر لبدعته بعد تخیل التشریع، ولو بدعوی الاقتداء بفلان معروف۔ "یعنی بدعتی شریعت کی نئی ایجاد کا خیال قائم کرنے کے بعد اپنی بدعت کا دفاع کرتا ہے اگرچہ وہ کسی مشہور بزرگ کے اقتدار کے عنوان سے ہو۔"

دوسری دلیل مبتدعین مقدمات اور مسائل کے فیصلے طاغوت کے پاس لے جاتے ہیں اور پھر ان کے فیصلے کو ایسی قطعی نص سمجھتے ہیں کہ اسے کتاب و سنت پر ترجیح دینے لگتے ہیں اور یہ گویا ان کی ایسی دلیل ہے کہ یہ لوگ ان کے اقوال یا کتابوں کے ذریعے قرآن وسنت کی نصوص کو منسوخ سمجھتے ہیں۔

خیال رکھیے! کہیں آپ کسی بدعتی اور حق چھپانے والے کو کہیں ثالث اور حکم نہ بنا دیں، اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ کا پاؤں جمنے کے بعد پھسل جائے گا۔ ہم نے تو کئی بار اس کا تجربہ کیا اور ہمارے بعض ساتھی بھی اس بارے میں آزمائے گئے ہیں۔

تیسری دلیل یہ لوگ واضح اور محکم نصوص کی بجائے متشابہات سے دلیل پکڑتے ہیں، جیسے کفار نے، جب ان کو خرچ کرنے کا حکم دیا گیا تھا خرچ نہ کرنے کے لئے دلیل پکڑی تھی کہ:

اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ ؗ [2] "ہم کیوں کھلاویں ایسے کو کہ اللہ چاہتا تو اس کو کھلاتا۔"

یعنی جن لوگوں کو خدا نہ کھلانا چاہیں تو ہم کیا کھلائیں گے؟ پس یہ بدعتی جب کوئی شبہ پائیں گے تو اسے دین کی طرح معمول بنا بیٹھیں گے اور اسی طرح اہل بدعت "بدعت

[1] آل عمران ۷ [2] یٰسٓ ۴۷

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کی حسنہ اور سیئہ کی طرف تقسیم کرنے کے بعد بدعت کی عمدگی اور تحسین پر بھی استدلال کرتے ہیں۔ جیسے عمرؓ کے قول میں بدعت کی صفت "اچھی" وارد ہوئی ہے اور ان عقل کے کوروں کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ اثرِ فاروقی میں بدعت سے اس کا لغوی معنیٰ مراد ہے۔ اسی طرح یہ لوگ افعال صحابہ کا انکار کر لیتے ہیں اور سمجھ نہیں پاتے کہ ان کے افعال تو سنتِ رسولؐ سے ملحق ہیں۔

چوتھی دلیل اہلِ بدعت کسی فعل کے عام رائج ہونے سے بھی اس کے جائز ہونے پر استدلال کرتے ہیں مثلاً مروجہ میلے اور عرس وغیرہ ــــــ حالانکہ یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ کسی فعل کی شہرت اس کے لئے دلیل جواز نہیں بن سکتی۔ جس طرح کسی حکم کو چھپا لینا اس بات کی دلیل نہیں کہ حضورؐ نے یہ حکم دیا نہیں۔ مثلاً ٹخنوں سے نیچے شلواریں لٹکاتے رکھنا، مجمعوں میں ناچنا، داڑھیاں منڈانا اور سر پہ کپڑا ڈال کر گھونگھٹ نکالنا ــــــ (یہ سب چیزیں اگرچہ عام طور پر رائج ہیں لیکن ان کا عام ہونا ان کی اباحت وجواز کی دلیل نہیں۔ مترجم غفرلہ) جیسے حضرت فاطمہؓ کا ارشاد ہے:

"ریبة فی اللیل ومذلة فی النهار وغیرها لا تدل علی الجواز۔"

"یعنی رات کے وقت میں شک اور قلق اور دن میں ذلت کا خوف اور اس قسم کی اور چیزیں (کسی امر کے) جائز ہونے کی دلیل نہیں ہے۔"

اسی طرح مشرکین نے شرک کرنے کی بنیاد پہ اپنے اس قول سے دلیل پکڑی ہے کہ "ہم ان چیزوں کی عبادت فقط اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمارا مرتبہ خدا کے ہاں قریب کر دیں۔"

پانچویں دلیل اور صنعت اہلِ بدعت، بدعت کے رد کرنے اور سنت کے زندہ کرنے کو امت میں فساد کرنا اور پھوٹ ڈالنا سمجھتے ہیں اور یہی طریقہ سابقہ مشرکین کا بھی تھا کہ انہوں نے حضرت صالحؑ کے بارہ میں یوں ہذیان سرائی کی کہ:

بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ [1] "کوئی نہیں یہ جھوٹا ہے بڑائی مارتا۔"

---

[1] القمر ۲۵

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جہنمی کہیں گے کہ:

مالنا لا نری رجالا کنا نعدھم من الاشرار ۱؎ "اور کہیں گے، کیا ہوا؟ کہ ہم نہیں دیکھتے کتنے مردوں کو، کہ ہم ان گنتے تھے بُرے لوگوں میں۔"

اور ان مفسدین کی جانب کا ایک جواب نقل کرتے ہوئے اللہ کا ارشاد ہے کہ:

واذا راوھم قالوا ان ھؤلاء لضالون ۲؎ "اور جب ان کو دیکھتے کہتے بے شک یہ لوگ بہک رہے ہیں۔"

اور انہوں نے حضورؐ کے بارے میں بھی یہ بیہودہ گوئی کی کہ:

ھذا ساحر کذاب ۳؎ "یہ جادوگر ہے جھوٹا۔"

اور فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں کہا تھا کہ:

انی اخاف ان یبدل دینکم او ان یظھر فی الارض الفساد ۴؎ "میں ڈرتا ہوں کہ بگاڑے تمہاری راہ یا نکالے ملک میں خرابی۔"

اور قوم صالح علیہ السلام نے کہا تھا کہ:

یا صالح قد کنت فینا مرجوا قبل ھذا ۵؎ "بولے اے صالح! تجھ پر ہم کو امید تھی اس سے پہلے۔"

چھٹی دلیل اہلِ بدعت کے دلائل میں سے ایک دلیل اکثریت کی رائے ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ "سوادِ اعظم" کی تابعداری کی جائے اور حدیث کے اِن الفاظ کے بارے میں جانتے نہیں کہ "سوادِ اعظم" سے مراد علماء اہلسنت ہیں، یا اس سے مراد صحابہ کرامؓ ہیں۔ (اکثریت کی رائے کے بارے میں تو) اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے کہ:

وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ ۶؎ "اور اگر تو کہا مانے اکثر لوگوں کا، جو دنیا میں ہیں، تجھ کو بھلا دیں اللہ کی راہ سے۔"

۱؎ صٓ ۶۲ ۲؎ المطففین ۳۲ ۳؎ صٓ ۴ ۴؎ غافر ۲۶ ۵؎ ہود ۶۲ ۶؎ الانعام ۱۱۶

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور ارشاد ربانی ہے کہ:

وما یؤمن اکثرھم باللہ الاوھم مشرکون [۱]

"اور یقین نہیں لاتے بہت لوگ اللہ پر مگر ساتھ شریک بھی کرتے ہیں۔"

اور فرمان خداوندی ہے کہ:

وقلیل من عبادی الشکور [۲]

"اور تھوڑے ہیں میرے بندوں میں حق ماننے والے۔"

امام ابوالحسن رزینؒ نے حضرت حذیفہؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ:

"لایکن احدکم امعۃ" یقول انا مع الناس۔ (الحدیث)

"یعنی تم میں سے کوئی ہرجائی (ہر ایک کی پیروی کرنے والا) نہ بنے کہ وہ یہ کہے کہ میں لوگوں کے ساتھ ہوں۔"

آپ ہر بدعتی کو خواہشات کا تابعدار اور شبہات سے دلیل پکڑنے والا پائیں گے اور پھر وہ اپنی اس دلیل کو شارع کی طرف منسوب کرتا ہے۔

ساتویں دلیل ان کے دلائل ہمیشہ ضعیف اور کمزور ہوتے ہیں یا تو وہ خوابوں سے استدلال کریں گے یا ان بے سروپا اور بے سند روایات سے استدلال کریں گے جنہیں وہ نقل کرتے رہتے ہیں یا پھر راسخ العلم علماء کرام پہ افتراء پردازی کریں گے اور یا پھر کتابوں میں اپنی طرف سے مسائل داخل کریں گے، کبھی وہ عبادات میں قیاس کرنے لگیں گے حالانکہ یہ بات اپنے مقام پر ثابت ہو چکی ہے کہ عبادت غیر معقولۃ المعنیٰ ہوتی ہے (یعنی دائرہ عقل و خرد سے باہر ہوتی ہے) ---- اور حسن و قبح دونوں شرعی امر ہیں ---- یا یہ اہل بدعت عقائد بھی ظنی دلائل سے ثابت کریں گے [۳]

[۱] یوسف ۱۰۶ [۲] سبا ۱۳ [۳] علم کلام کی کتب کی چھان بین سے اس سلسلہ میں جو اصول ثابت ہوتا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ بنیادی عقائد قطعی الدلالۃ اور قطعی الثبوت دلائل سے ہی ثابت ہیں ---- جیسے قرآن مجید اور حدیث مشہور و متواترہ ---- ان کا منکر بالاتفاق کافر ہے۔ لیکن عقائد کی ایک قسم قطعی الدلالۃ مگر ظنی الثبوت دلائل سے ثابت ہوتی ہے جیسے دجّال، یاجوج و ماجوج کا خروج اور واقعہ اسراء کی بیت المقدس سے آگے کی تفصیلات جن کے منکر کو ---- دلائلِ مثبتہ کے ظنی الثبوت ہونے کے باعث ---- کافر نہیں کہا جاسکتا۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

حالانکہ یہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے کہ عقیدہ خبر واحد اور ظن و گمان سے ثابت نہیں ہوتا۔ جیسے کہ ہم نے اپنی کتاب "البصائر" میں ذکر کیا ہے۔ [1]

یا یہ اہلِ بدعت فرعی مسئلہ، دوسرے ائمہ کے مذاہب کی کتب سے ثابت کریں گے جیسے کہ سماع الموتیٰ (مُردوں کے سننے) کا مسئلہ اور عبادات پر اجرتوں کا مسئلہ فی الجملہ یہ چیزیں اولاً سستی، کسل مندی پھر حق چھپانے، پھر عناد اور باطل کو اچھا کہنے سے پیدا ہوتی ہیں تو یہی لوگ ہیں جن کی کوششیں بھٹکی ہوئی، آنکھیں اندھی اور دلائل باطل ہیں اور انہی پر اللہ کا غصہ اور پھٹکار ہے۔

امام شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ "جو شخص اہلِ بدعت کے استدلالات کے طریقہ پر غور کرے تو وہ جان لے گا کہ ان میں کوئی ترتیب نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ یہ دلائل.....

بہر حال ہر کافر اور کج رو کے لئے ہی یہ بات صحیح ہے کہ وہ اپنی کجروی اور کفر سے دلیل پکڑے۔ حتیٰ کہ وہ اپنی اس عادت کو، جس کو اس نے لازم پکڑا ہے، شریعت کی طرف منسوب کر دے۔" [2]

آٹھویں دلیل اور صنعت

یہ اہلِ بدعت شارع کی (بیان کردہ یا اختیار کردہ) کیفیات اور قیودات چھوڑتے ہوئے مطلق اور عام سے استدلال کرتے ہیں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ یہ نماز جسے "قضاء عمری" کہتے ہیں ..... یہ کتاب اللہ سے ثابت ہے اس لئے کہ یہ نماز ہے اور خدا نے نماز کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے "اقیموا الصلوٰۃ" یعنی نماز قائم کرو۔ اسی طرح سنتوں کے بعد اجتماعی ہیئت سے دعا کے التزام پر اس ارشادِ خداوندی سے استدلال کرتے ہیں کہ:

ان الذین یستکبرون	"بے شک جو لوگ بڑائی کرتے ہیں میری
عن عبادتی سیدخلون	بندگی سے اب داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل
جھنم داخرین۔ [3]	ہو کر"

(ان لوگوں کے دلائل کا یہ حال ہے کہ) وہ شارع کے بیان و تفصیل کو نہیں دیکھتے۔

---

[1] البصائر حضرت کی وہ معرکۃ الآراء کتاب ہے جسے حال ہی میں حکومتِ قطر کے ایک وزیر نے نہایت ہی عمدہ معیار کا چھپوایا ہے۔ [2] الاعتصام جلد اول ص ۲۳۱ [3] غافر ۶۰

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

القسم الثانی

پہلا اصل: "دین ایسا کامل ہے کہ زیادتی اور کمی کا احتمال ہی نہیں رکھتا"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی [۱]

"آج میں پورا دے چکا تم کو دین تمہارا، اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا"

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

ولیلبسوا علیھم دینھم [۲]

"اور ان کا دین غلط کر دیں"

تو دین میں زیادتی کی کوئی گنجائش نہیں۔ ملا علی قاری (المتوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

"لا نحتاج فی امر الدین الی امر خارج من الکتاب والسنۃ" [۳]

"کہ ہم دینی معاملہ میں کتاب و سنت سے باہر کسی چیز کے محتاج نہیں ہیں"

اور پروردگار نے فرمایا:

ام لھم شرکاء شرعوا لھم من الدین ما لم یاذن بہ اللہ۔ الآیۃ [۴]

"کیا ان کے اور شریک ہیں جو راہ ڈالی ہے انہوں نے ان کے واسطے دین کی؟ جس کا حکم نہیں دیا اللہ نے"

اور ارشاد ہے:

یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم و لا تقولوا علی اللہ الا الحق۔ [۵]

"اے کتاب والو! مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں اور مت بولو اللہ کے حق میں مگر بات تحقیق"

---

[۱] المائدہ ۳ [۲] الانعام ۱۳۸ [۳] شرح فقہ الاکبر ص۱۱ [۴] الشوریٰ ۲۱ [۵] النساء ۱۷۱

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

پس خدا ایک ہے لیکن انہوں نے کہا کہ تین میں سے ایک ہے۔ تو انہوں نے عقیدۂ توحید میں اپنے کفر کا اضافہ کیا اور اپنے دین میں خدا کے لئے بیوی اور بیٹے کے تصور کا ذکر کیا۔ پس غلو کی طرف صرف وہی آدمی منسوب کیا جائے گا جو دین میں ایک ایسا اضافہ کر دے جو اصل دین کا حصہ نہ ہو بدعت کو چھوڑنے والا اور اس کی مذمت بیان کرنے والا غلو کا مرتکب نہیں، کہ شریعت کی حد بندیوں میں کسی اضافے کا مرتکب نہیں ہوتا۔ اور زیادتی غلو اور ایجاد کا مطلب ایک ہی ہے اور ہر ایک سے روکا گیا ہے۔ علم اور دین کی طرف منسوب ہمارے کچھ دوست انہی چیزوں میں مبتلا ہیں۔ اور اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعتِ عقبہ کی صبح کو جبکہ وہ اپنی اونٹنی پر سوار تھے، فرمایا "اُلقط لی حصی" مجھے کنکریاں چن دو۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے ان کو سفال و خذف کی سات کنکریاں چن کر دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنے ہاتھ میں ہلاتے اور حرکت دیتے ہوئے فرمایا:

"أمثال هؤلاء فارموا" "اس قسم کے لوگوں کو پھینک دو (اور ساقط الاعتبار سمجھو)۔

پھر فرمایا:

"ایها الناس ایاکم والغلو فی الدین فانما هلك من كان قبلكم للغلو فی الدین" [1] "لوگو! خود کو دین میں غلو اور بدعت سے بچاؤ اس لئے کہ تم سے پہلے کی قومیں بدعت ہی کی وجہ سے تباہ ہوئیں"

حاصل کلام یہ ہے، خدا کا شکر کہ دین کامل ہے اور خدا تعالیٰ نے اس میں اضافے یا اس سے کمی کے بارے میں اس کی حفاظت فرمائی ہے اور سابقہ شریعتیں اسی اضافے سے بدلیں۔ اور جس شخص نے بھی دین میں کسی قول یا فعل کا اضافہ کیا تو اس نے خود کو شارع کا مشابہ قرار دیا۔ حالانکہ دین منقول ہے، اور کوئی عقلی چیز نہیں ہے۔

علامہ ابن حزم علی بن احمد (المتوفی ۴۵۷ھ) نے فرمایا:

والدین قد تم فلا یزاد فیه ولا ینقص منه ولا یبدل یعنی "دین تمام ہو چکا ہے اب اس میں نہ زیادتی کی گنجائش ہے اور نہ اس میں کمی کی جا سکتی ہے

---

[1] رواہ احمد والنسائی۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

لہ اور نہ ہی اس میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔

اور خدا تعالیٰ فرما چکے ہیں:

الیوم اکملت لکم دینکم لہ "آج میں پورا دے چکا تم کو دین تمہارا"

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لاتبدیل لکلمات اللہ (الآیۃ) لہ "بدلتی نہیں اللہ کی باتیں"

کمی اور زیادتی (دراصل) تبدیلی ہی ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا دین پہنچا دیا ہے اور سارا دین وضاحت سے بیان بھی کر دیا ہے جیسے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وانك لتهدى الى صراط مستقيم صراط الله الذى له ملك السمٰوٰت والارض۔ لہ "اور تو البتہ سجھاتا ہے سیدھی راہ، راہ اللہ کی جس کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں"

اور فرمان خداوندی ہے:

وانزلنا اليك الذكر لتبين للناس ما نزل اليهم (الآیۃ) لہ "اور تجھ کو اتاری ہم نے یہ یاداشت کہ تو کھول لوگوں کے پاس جو اترا ان کی طرف"

نص قرآنی یا سنت صحیحہ پیش کئے بغیر اس میں اضافہ ناجائز ہے۔ لہ اور مجالس الابرار میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے کافی عبادتیں مشروع قرار دی ہیں، ان کے دین کو پورا کیا اور اپنی نعمت کو ان پر کامل کیا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کریم میں اس کی خبر دی ہے:

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى ورضيت لكم الاسلام دينا۔ لہ "آج میں پورا دے چکا تم کو دین تمہارا، اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے دین مسلمانی"

پس کمال کے اوپر زیادت اسی طرح کا نقصان اور بدنمائی ہے جس طرح کہ زائد انگلی بدنما لگتی ہے اور اصول فقہ میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ افعال کا حسن اور قبح

لہ المحلی ص ۲۶ ج ۱ لہ المائدہ ۳ لہ یونس ۶۴ لہ الشوریٰ ۵۲، ۵۳ لہ النحل ۴۴ لہ المحلی ص ۳۳ ج ۱ لہ المائدہ ۳

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اہلِ حق علماء کے نزدیک، شریعت کے ذریعے پہچانا جاتا ہے نہ کہ عقل کے ذریعے بس ہر وہ فعل جس کا شریعت میں حکم دیا گیا ہو وہ حُسن ہے اور ہر وہ کام جس سے نہی کی گئی ہو وہ قبیح ہے۔

اور اپنی طرف سے کسی چیز کو شریعت قرار دینا، خدا تعالیٰ کے اذن کے بغیر والا دین ہے۔ اسی وجہ سے امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ "وہ شخص جو کسی کام کو اپنی طرف سے اچھا سمجھنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس نے شارع بننے کا ارادہ کر لیا اور اللہ سبحانہ نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو اپنے پیروں اور راہبوں کو اللہ کے سوا رب بنا بیٹھے ہیں۔ اور ان کی ربوبیت اپنی من پسند چیزوں کو خود حلال قرار دینا اور دوسری چیزوں کو حرام قرار دینا ہی تھی۔ جس طرح کہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ اور کسی چیز کو خود شریعت قرار دینا، دلیل و حجت کے بغیر کسی دین کا ثابت کرنا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کو منع فرمایا ہے:

ولا تقف ما لیس لک بہ علم [1] "اور نہ پیچھے پڑ جس بات کی خبر نہیں تجھ کو"

اور اپنی طرف سے شریعت گھڑنا گویا کسی دین کا بیان ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا دین بیان فرما دیا ہے بلکہ وہ خدا کی طرف سے اس بارے میں مامور تھے۔

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم [2] "اور تجھ کو اتاری ہم نے یہ یادداشت کہ تو کھول لوگوں کے پاس جو اترا ان کی طرف"

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دین بیان فرما دیا اس طرح بعض حصوں پر تو نص قرآنی موجود تھی اور بعض حصوں کو سنت کے حوالے کیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک وفات نہیں دی گئی جب تک کہ ان کے لئے اور ان کی امت کے لئے دین کامل نہ کر دیا گیا۔ اور خدا کا ارشاد ہے:

ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیئ [3] "اور اتاری ہم نے تجھ پر کتاب، پورا کھول سنانے والی) ہر چیز کا"

---

[1] الاسراء ۳۶ [2] النحل ۴۴ [3] النحل ۸۹

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

حضرت مجاہد وغیرہ آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ کلّ شئ سے مراد کل شیٔ امروا بہ و نھو عنہ ہے یعنی (ہر وہ چیز جس کا انہیں حکم دیا گیا اور جس سے انہیں روکا گیا)۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وماطائر یحرک جناحیہ فی السماء الا وقد ذکر لنا منہ علما۔

"یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال اس حال میں ہوا کہ آسمان میں پر پھڑ پھڑانے والے ہر پرندے تک کے بارے میں ہمیں علم دیا گیا"

اور امام مالک رحمہ اللہ کا ارشاد ہے:

فما لم یکن یومئذٍ دینا فلا یکون الیوم دینا" [1]

"یعنی جو چیز اس وقت دین نہ تھی وہ آج بھی دین نہیں ہو سکے گی"

اور امام مالک ہی سے منقول ہے کہ:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حال میں ہوئی کہ یہ دین پورا اور مکمل ہو چکا تھا۔ اب مناسب یہ ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں اور رائے کی پیروی نہ کریں۔ اس لئے کہ جب رائے کا اتباع کیا جائے گا تو ایک دوسرا شخص ایسا آجائیگا جس کی رائے آپ کی رائے سے قوی تر ہوگی، تو پھر آپ اس کے تابع ہو جائیں گے۔ پس جب بھی کوئی ایسا آدمی رائے پیش کرے گا جو آپ پر غلبہ پالے تو آپ اس کے متبع بن جائیں گے۔ [2]

اور یہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے کہ اللہ کے دربار میں قرب کا ذریعہ وہی مشروع عمل ہو سکتا ہے جو مشروع طریقے سے انجام دیا گیا ہو، اور یہ کہ دین میں زیادتی اور اس میں کمی عذاب کا ذریعہ ہوتا ہے۔ جیسے کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا من السماء بما کانوا یفسقون [3]

"پھر بدل لی بے انصافوں نے بات، سوا اس کے جو کہہ دی تھی ان کو پھر اتارا ہم نے بے انصافوں پر عذاب آسمان سے، ان کی بے حکمی پر۔"

---

[1] الاعتصام ص ۲۸ ج ۱ [2] الاعتصام ص ۷۷ ج ۱ [3] البقرہ ۵۹

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

توان لوگوں نے "حطّ عنا ذنوبنا" (ہم سے ہمارے گناہ زائل کردے) کے بجائے "حنطة فی شعیرة" (گندم دے جس میں جَو ہوں) یا اسی قسم کا کوئی اور کلمہ کہا پس وہ عذاب میں مبتلا ہوئے۔

علامہ طرطوشیؒ فرماتے ہیں کہ:

ان الزیادة فی الدین والابتداع فی الشرع عظیم الخطر قال علماءنا اذا کان تغییر کلمة فی باب التوبة وذلک امر یرجع الی المخلوق، یُوجب کل ذٰلک العذاب فما ظنّک بتغییر ما ھو خبر عن صفات المعبود (انتہیٰ) [1]

"کہ دین میں اضافہ اور شریعت میں بدعت بہت بڑی ہلاکت کی بات ہے۔ ہمارے علماء کہتے ہیں کہ جب توبہ کے بارے میں ایک کلمے کو بدلنا اس پورے عذاب کا سبب بنتا ہے حالانکہ یہ ایک ایسی بات ہے جس کا تعلق صرف مخلوق سے ہے تو پھر ان مسائل کی تبدیلی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو معبود کی صفتوں سے متعلق ہو۔"

اور امام مالکؒ شوال کے چھ روزے مکروہ سمجھتے ہیں اور امام اعظم رحمہ اللہ نے بھی اس مسئلہ میں ان کی موافقت فرمائی ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں ان روزوں کو مستحب نہیں سمجھتا۔ البتہ امام شافعی رحمہ اللہ نے انہیں مستحب سمجھا ہے اور حدیث انہی کی دلیل ہے امام مالک وابوحنیفہ رحمہما اللہ کے لئے کوئی حجت ودلیل نہیں ہے البتہ یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ:

اَلتزام ھٰذا یؤدی الی الزیادة فی الفروض۔"

"ان روزوں پر التزام فرائض میں اضافے کا باعث بن سکتا ہے۔"

نصاریٰ کے روزے اسی تدریج سے پچاس تک بڑھ گئے تھے۔ حالانکہ رب تعالیٰ نے ان پر ایک مہینے کے روزے مقرر فرمائے تھے تو پہلے پہل انہوں نے روزے گرما سے موسم سرما کی طرف تبدیل کئے پھر انہوں نے اپنی اس تبدیلی کے کفارے کے طور پر دس روزے بڑھائے، تو اس طرح کل چالیس روزے ہوگئے۔ پھر جب ان کا بادشاہ بیمار ہوا تو انہوں نے سات روزوں کا اضافہ کردیا پھر اپنی ہی جانب سے سینتالیس سے پچاس روزے کردیئے۔

اسی طرح سفر میں نماز تمام کرنے کا مسئلہ ہے جو حضرت عثمانؓ سے مروی ہے، تاکہ ان کے

[1] الحوادث والبدع ص ۲۲

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

قصرِ سفر کو دیکھ کر دیہاتی لوگ حالتِ قیام میں بھی فرضوں میں قصر کی تبدیلی نہ کر ڈالیں جس طرح کہ حضرت حسنؒ، حضرت شعبیؒ اور علماء کے ایک گروہ کا یہی قول ہے ـــــ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، جابرؓ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا فرضوں میں زیادتی کے خوف سے قربانی ترک کرنا بھی اسی باب سے ہے۔ لوگوں کے گمانِ فرضیت کے خوف سے انہوں نے مؤکدہ سنت ترک کر دی تھی۔ اور اسی طرح رمضان شریف میں تراویح چھوڑنے کا مسئلہ بھی ہے۔ صرف دو راتیں ایسی تھیں کہ جماعت کے ساتھ تراویح پڑھی گئیں (اور حضور سے استفسار کے نتیجہ میں یہ بات ظاہر ہوگئی کہ فرضیت کے خدشے سے ایسا ہوا۔ مترجم غفرلہٗ)

تو صحابہ کرامؓ نے طاعات، عبادات اور بہت سی سنتیں اور مستحبات محض دین میں زیادتی کے خوف سے ترک کئے تھے۔

چونکہ زیادتی اصل کے حصوں کو اٹھاتی ہے یا تو باعتبار کیفیت کے یا باعتبار مقدار کے، اس لئے علماءِ اصول فقہ نے کہا کہ زیادتی، نسخ کے معنیٰ میں ہے جس طرح کہ توضیح وغیرہ میں ہے اور اسی طرح علامہ شاطبیؒ نے اعتصام میں اور علامہ طرطوشیؒ[1] نے الحوادث والبدع میں ذکر کیا ہے۔

صاحبِ مدخل کہتے ہیں کہ مشروع عمل کے اوپر زیادتی یا تو اس پورے عمل کو باطل کر دیتی ہے جس طرح کہ پانچویں رکعت کا اضافہ (قعدہ اخیرہ پر بیٹھے بغیر) یا جس طرح کہ رکوع سے سجدہ پہلے ادا کر دینا (کہ فقہاء کے ہاں ان صورتوں میں پوری نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ مترجم غفرلہٗ) اور یا پھر یہ زیادتی اس فعل کو خلاف سنت کر دیتی ہے جس طرح کہ وضو کی ترتیب کو ساقط کر دینا وغیرہ۔" نیز زیادت دین میں گھڑنا ہے اور اسی اختراع کا نام بدعت ہے۔ امام شاطبیؒ فرماتے ہیں:

و بالجملۃ فکل عمل اصلہ	حاصلِ کلام یہ ہے کہ ہر وہ (مستحب) عمل،

[1] علامہ طرطوشی: قال الشیخ مدظلہ ھو الامام محمد بن ولید ابوبکر الطرطوشی محدث الاندلس صاحب التصانیف المتوفی سنۃ ۵۲۰ھ او سنۃ ۵۲۵ھ وانظر التفصیل فی کتابنا۔ (ضیاء النور ص ۱۹۷ ج ۱)

علامہ طرطوشی کا نام امام محمد بن ولید ابوبکر الطرطوشی ہے جو اندلس کے مشہور محدث ہیں اور کئی تصانیف کے مصنف ہیں ان کے سنہ وفات میں اختلاف ہے کہ ۵۲۰ یا ۵۲۵ ہجریہ ہے۔ اور پوری تفصیل کیلئے ہماری کتاب ضیاء النور ملاحظہ ہو۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ثابت شرعا الا ان فی اظہار العمل به والمداومة علیها مایخاف ان یعتقد انه سنة فترکه مطلوب فی الجملة۔ | جس کا اصل شرعی نقطۂ نظر سے ثابت ہو لیکن اس کا ہر عملی اظہار اور اس پر ہمیشگی سے اس کے سنت (مؤکد یا واجب) سمجھے جانے کا اندیشہ ہو تو اس کا چھوڑ دینا بہر حال مطلوب ہے۔ [1]

اور ابن رجب فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر کتاب نازل فرمائی، اور حلال و حرام کے جن احکام کی طرف ان کی ضرورت تھی اس کتاب میں انہیں کھول کر بیان فرما دیا اور اس وقت تک حضور کو وفات نہیں دی جب تک کہ ان کے لئے اور ان کی امت کے لئے دین کامل نہ کر دیا۔"

اور عبدالوہاب شعرانیؒ نے المیزان الکبریٰ میں فرمایا ہے کہ:

فلا ینبغی لاحد التقرب الی اللہ تعالیٰ الا باذن الشارع فیه وانشرحت نفسه۔ | "کسی کے لئے خدا کے دربار میں نزدیکی اور قرب اُن کاموں کے سوا جن میں شارع نے اجازت دی ہو (اور اس اجازت کے ثبوت کے بارے میں آدمی کا دل مطمئن ہو) کسی دوسرے کام کے ذریعے ڈھونڈنا قطعاً مناسب نہیں۔" [2]

اور مدخل میں ابن الحاجؒ کہتے ہیں:

الزیادة علیٰ فعله بدعة واقله کراهة۔ | کہ شارع کے کسی کام پر اضافہ بدعت ہے اور اس کا کم تر مرتبہ کراہت ہے۔ [3]

اور امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا کہ:

"موت السنن اما بزیادة او بنقص۔" | یعنی سنتوں کا ازالہ شرعی امر میں اضافے یا اس سے کمی کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم وعلمہ اتم)۔ [4]

---

[1] الشاطبی فی الاعتصام ص۵۱۱ و ص۵۱۳ [2] المیزان الکبریٰ ص —
[3] المدخل ج ۳ ص۲۸۰ [4] اقتضاء الصراط المستقیم ص ۴۸

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

تفریع : اب گذشتہ اصل پر ذیل کا تبصرہ بطور تفریع لکھا جاتا ہے۔

اہلِ بدعت نے خداوند قدوس کے ساتھ ان کے اوصاف میں شریک ٹھہراتے ہوئے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے لیئے بعض صفات اور اوصاف کا اضافہ کیا ہوا ہے۔ انہوں نے اُن کے لیئے علم غیب (بے دیکھی چیزوں کا علم) ثابت کیا اور یہ اپنی مرضی کے مطابق اُن کے لیئے تصرف کا اختیار بھی ہے، لوگوں کو جو کچھ وہ چاہیں عطا بھی کر سکتے ہیں اور اُن مشرکوں کی طرح کے شرکیہ وسیلوں کے ذریعہ سے انہوں نے اِن بزرگوں کو خدا کے تقرب کا ذریعہ بنا رکھا ہے جو کہا کرتے تھے :

مانعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ[1] "کہ ہم ان کو پوجتے ہیں اس واسطے کہ ہم کو پہنچاویں اللہ کی طرف پاس کے درجے"

تکالیف میں یہ لوگ ان اولیاء کو فریاد رسی کے لیئے پکارتے ہیں اور ان کی طرف عاجزی و تضرع سے متوجہ ہوتے ہیں اُن کے پاؤں چومتے ہیں، ان کی قبور کے اِرد گرد طواف کرتے ہیں اور ان کی منتیں اور چڑھاوے مانتے ہیں اور لات و عزّیٰ کے پجاریوں سے بڑھ کر ان کی عبادت و تعظیم کرتے ہیں۔

مبتدعین نے شرعی زیارت (قبروں پہ جانا) چھوڑ رکھا ہے جو میت کے لیئے دعا اور زیارت کرنے والے کے لیئے عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کا نام ہے اور اُس بدعی زیارت کو ایجاد کیا ہے جس میں وہ مُردوں سے مدد، رزق، بیماریوں سے عافیت، قرضوں کی ادائیگی اور غموں کے ازالے کے لیئے اِسی طرح دعا مانگتے ہیں جس طرح بتوں کے پجاری بتوں سے مانگتے ہیں۔ اور اللہ کے علاوہ دوسروں کے لیئے ایسی عبادتیں بنا رکھی ہیں مثلاً دُعا، استغاثہ (مدد چاہنا) منت ماننا (چڑھاوا دینا) قربانی وغیرہ۔

تو ان بدعتیوں نے ایک تعظیم کا مظاہرہ کیا جو دین میں نئی اور گھڑی ہوئی ہے جیسے قبروں تک سفر کے لیئے رختِ سفر باندھنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی

---

[1] الزمر ۳

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

رات کو حضورؐ کی تعظیم کا مظاہرہ کرنا۔ ان کے یوم پیدائش میں اُن کے ذکر کے لئے کھڑے ہونا' اذان کے وقت انگوٹھے چومنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ربوبیت کے صفات دینا۔ اور ان اہلِ بدعت نے دین میں ایسی چیزیں بنا رکھی ہیں جس کا کتاب اللہ اور حدیث نبوی میں کوئی ذکر تک نہیں ملتا۔ جس طرح عقلِ اول کا صدور' واجب تعالیٰ کا تجرد' اُن کی بساطت' صفات سے اُن کی تنزیہہ جس کا شریعت میں کوئی وجود نہیں' ترکیب عقلی عینیت (کہ صفات عینِ باری تعالیٰ ہیں) اسی طرح صفات کا اضافہ' متشابہات کی تاویل' جوہر فرد کا ثبوت' ہیولیٰ کا بطلان' خدا کو واجب الوجود کہنا' اور دوسری وہ بکواسات جو یہ فن الٰہیات کے عنوان سے ذکر کرتے ہیں۔ تو یہ حقیقی بدعتیں ہیں' اگر یہ لوگ انہیں دینی امور سمجھیں' ورنہ تو پھر لغو اور محض عبث چیزیں ہیں اور اسی وجہ سے مسجدوں میں ان واہیات کا پڑھانا حرام قرار دیا گیا ہے۔ والتفصیل فی ایضاح الحق الصریح (للامام الشہید رحمہ اللہ)۔

اہل سنت والجماعت تو اللہ تعالیٰ کے لئے وہ صفات ثابت کرتے ہیں جو خود پروردگار نے اپنے لئے ثابت کئے ہیں' ان صفات کی نفی کرتے ہیں جو خدا نے اپنی ذات سے نفی کئے ہیں۔ اور جن چیزوں سے (بھول چوک کے تصور کے بغیر) خدا نے خاموشی فرمائی ہے' ان سے سکوت کرتے ہیں۔

اے اہل بدعت! میں تم کو خدا کی قسم اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم خود کہو کہ ان دو گروہوں میں کس کا مرتبہ اچھا ہے۔ ان لوگوں کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحابؓ کا اتباع کرتے ہیں یا ان لوگوں کا جو اس دین میں ایسی چیزیں گھڑنے کا ارتکاب کرتے ہیں جن کا خدا تعالیٰ اور اُن کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہ دیا ہو۔

تو تم لوگوں نے ایسی چیزوں کی تابعداری اختیار کرلی ہے جن پر خدا تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی اگر تمہیں کچھ سمجھ بوجھ ہے تو تم خود ہی بتاؤ کہ ان دونوں گروہوں میں کونسا گروہ امن وسلامتی سے دوچار ہے۔

ے وکان الناس فی کفر عظیم
فجاؤا بالرشاد فابطلوہ

"لوگ بڑے کفر میں مبتلا تھے اِن بندگانِ خدا نے راہِ راست دکھائی تو

لہ ضیاء النور ص ۴۲

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

لوگوں نے اُسے بھی غلط و باطل قرار دیا۔"

توجناب! ہر اس قول و فعل کے بارے میں جو یہ لوگ کہیں یا کریں، آپ کو حق پہنچتا ہے کہ آپ پوچھیں کہ "مولوی صاحب! اگر یہ دین ہے تو اس طریقہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحابؓ کی سنت سے وضاحت فرمائیں ورنہ اِسے دین میں زیادتی اور اضافہ ہی سمجھا جائے گا 'دین تو مکمل ہو چکا ہے اور اس پر زیادت، اضافہ کرنے والے کے منہ پہ ماری جائے گی ——— (اور اگر آپ نے رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کی سنت سے وضاحت نہ فرمائی) تو یہ بات واضح ہے کہ آپ دین کو ناقص، خیال کرتے ہیں اور اس باطل زعم میں مبتلا ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحابؓ نے دین چھپایا تھا۔"

دوسرا اصل "ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہے نہ کہ نئی ایجادمیں اور یہ عقیدہ ایمان کا جزو ہے"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول [1] — "اور حکم مانو اللہ کا، اور حکم مانو رسول کا۔"

حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ:

"طاعۃ اللہ ورسولہ طاعۃ الکتاب والسنۃ۔" [2] — "یعنی اللہ کی اطاعت سے مراد ان کی کتاب کی پیروی کرنا اور رسول کی اطاعت سے مراد اُن کی سنت کی تابعداری کرنا ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم [3] — "تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو، کہ اللہ تم کو چاہے اور بخشے گناہ تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

---

[1] المائدہ ۹۲ [2] جامع بیان العلم وفضلہ جلد دوم ص ۲۹ [3] آل عمران ۳۱

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور ارشاد ہے:

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما [له]

"سو قسم ہے تیرے رب کی، ان کو ایمان نہ ہوگا جب تک تجھی کو منصف جانیں، جو جھگڑا اُٹھے آپس میں پھر نہ پاویں اپنے جی میں خفگی تیری چکوتی سے اور قبول رکھیں مان کر۔"

اور فرمایا:

اتبعوا ما انزل اليكم من ربكم" [که]

"چلو اسی پر جو اترا تم کو تمہارے رب سے۔"

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ومن محبته نصر سنته والذب عن شريعته۔ [سه]

"یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سے ان کے سنت کی مدد اور ان کی شریعت کا دفاع بھی ہے۔"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ ملا کر فرض قرار دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم [سه]

"کام نہیں کسی ایمان والے مرد کا نہ عورت کا، جب ٹھہرا دے اللہ اور اس کا رسول کچھ کام کر ان کو رہے اختیار اپنے کام کا۔"

اور امت اور امراء امت کو رب العزت نے اُن کے مختلف فیہ اور متنازع فیہ امور کو قرآن اور سنت کی طرف لوٹانے کا حکم دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

يايها الذين امنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم فان تنازعتم في شيء فردوه الى الله والرسول ان كنتم تؤمنون بالله واليوم

"اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا، اور جو اختیار والے ہیں تم میں، پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں، تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے۔ اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر، اور پچھلے دن پر، یہ خوب ہے

له النساء ۶۵ که الاعراف ۳ سه العینی جلد اول ص۱۶۹ سه الاحزاب ۳۶

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

الآخر ذٰلک خیر واحسن تأویلاً[1] "اور بہتر تحقیق کرنا ہے"

تو اس آیت میں رب العزت نے متنازعہ امور کے بارے میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف لوٹانے کا حکم دیا ہے نہ کہ حکام کی طرف ——— اور صلح حدیبیہ کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اس بیعت کو جو انہوں نے رسول اللہ کے ہاتھ پر کی تھی، اپنی بیعت قرار دیا۔ جیسے کہ

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم[2] "اور جو لوگ ہاتھ ملاتے ہیں تجھ سے، وہ ہاتھ ملاتے ہیں اللہ سے، اللہ کا ہاتھ ہے اوپر ان کے ہاتھ کے"

اور صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ نے سمجھایا کہ رسول کی اطاعت میری اطاعت ہے جیسے کہ

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ[3] "جس نے حکم مانا رسول کا، اس نے حکم مانا وہ اللہ کا"

اور رسول کے اطاعت گذار کا حشر انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیکو کاروں کے ساتھ ہو گا جیسے کہ

ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھدآء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقاً[4] "اور جو لوگ حکم میں چلتے ہیں اللہ کے اور رسول کے سو ان کے ساتھ ہیں جن کو اللہ نے نوازا نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت اور خوب ہے ان کی رفاقت"

اور یہ کہ رسول اللہ کی طرف لوگوں کو بلانا دراصل اللہ کے حکم کی طرف ہی بلانا ہے اور پروردگار نے اس شخص کو ڈراوا اور دھمکی دی ہے جو رسول کی نافرمانی اور ان کے حکم کی خلاف ورزی کرے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم[5] "سو ڈرتے رہیں جو لوگ خلاف کرتے ہیں اس کے حکم کا کہ پڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے ان کو دکھ کی مار"

---

[1] النساء ۵۹ [2] الفتح ۱۰ [3] النساء ۸۰ [4] النساء ۷۰ [5] النور ۶۳

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور یہ بھی فرمایا کہ رسول اللہ کی طاعت خدا کی ہدایت اور راہِ راست ہی ہے اور یہ کہ ان کی سنت سراسر دانائی اور حکمت ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

ذکر اللہ الکتاب وھو القرآن وذکر الحکمۃ فسمعت من أرضیٰ من اھل العلم بالقرآن: یقول الحکمۃ سنۃ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم)۔ [۱]

"کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب کا ذکر فرمایا ہے' اس سے مراد قرآن مجید ہے اور "حکمت" کا جو ذکر فرمایا ہے تو قرآن کے علوم میں سے اہم علم کے سلسلہ میں میرے استاد سے میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ "حکمت" سے مراد رسول اللہ کی سنت اور ان کا طریقہ ہے۔"

اور یہ قول امام شافعیؒ کے اس قول کی طرح ہے:

واللہ اعلم لان القرآن ذکر واتبعتہ الحکمۃ وذکر اللہ منہ علی خلقہ بتعلیمھم فلم یجز واللہ اعلم الا ان یقال الحکمۃ ھھنا سنۃ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم)

"اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ قرآن ذکر ہے اور اس کے بعد "حکمت" ہے اور اللہ نے لوگوں کو اس کی تعلیم کے متعلق فرمایا لیکن بتایا نہیں (کہ حکمت کیا ہے) اللہ بہتر جانتا ہے الا یہ کہ کہا جائے کہ حکمت سے یہاں مراد رسول اللہ کی سنت ہے۔"

اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وما سن رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) فیما لیس للہ فیہ حکم فبحکم اللہ سنّہ۔ [۲]

اور اس حکم کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ' جس کے بارے میں خدا کا صریح حکم نہ ہو وہ طریقہ انہوں نے دراصل خدا کے حکم سے ہی بیان کیا ہوتا ہے۔

اسی طرح اللہ نے اپنے اس ارشاد میں ہمیں خبر دی ہے:

"وانک لتھدی الی صراط مستقیم صراط اللہ الذی لہ ما فی السموٰت وما فی الارض۔" [۳]

"اور تو البتہ سوجھاتا ہے سیدھی راہ' راہ اللہ کی جس کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں۔"

---

[۱] الرسالہ ص۷۸ [۲] الرسالہ ص۸۸ [۳] الشوریٰ ۵۲' ۵۳

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب کے ساتھ اور ان احکام میں بھی جن میں نص قرآنی موجود نہیں طریقے متعین فرمائے ہیں۔ اور ہر وہ طریقہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہو، خدا تعالیٰ نے اس کا اتباع ہم پر لازم قرار دیا ہے اور اُن کے اتباع میں اپنی تابعداری قرار دی ہے اور ان کی طاعت سے روگردانی ایسی معصیت رکھی ہے کہ اس کے سلسلہ میں کوئی بھی معذور نہیں سمجھا جائے گا (یا کسی کا عذر بھی مقبول نہ ہوگا) اور کسی کے لئے رسول کے اتباع کے بغیر کوئی سبیل نہیں چھوڑی۔

وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قال: "لیس من عمل یقرب الی الجنة الا وقد امرتکم به ولا عمل یقرب الی النار الا وقد نهیتکم عنه (الحدیث)۔[1]

"حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت کے نزدیک لے جانے والا کوئی ایسا عمل نہیں (رہ گیا) جو میں تمہیں حکم نہ دے چکا ہوں اور دوزخ تک پہنچانے والا بھی کوئی ایسا عمل نہیں جس سے میں نے تم کو روکا نہ ہو۔"

اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دین میں نئی ایجادوں اور بدعتوں سے روکا ہے۔ اور ایک روایت میں یوں ارشاد ہے:

ما ترکت شیئا مما امرکم اللہ به الا وقد امرتکم به ولا ترکت شیئا مما نهاکم اللہ عنه الا وقد نهیتکم عنه (الحدیث) وعن ابن مسعود رضی اللہ عنه، لو ترکتم سنة نبیکم لضللتم۔[2]

"میں نے کوئی ایسی چیز جس کا تمہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہو نہیں چھوڑی مگر میں تمہیں اس کا حکم دے چکا ہوں اور ایسی کوئی چیز جس نے اللہ تعالیٰ نے تمہیں منع کیا ہو نہیں چھوڑی مگر میں تمہیں اس سے روک چکا ہوں۔" اور ابن مسعود سے مروی ہے کہ اگر تم نے اپنے نبی کا طریقہ چھوڑا تو بھٹک جاؤ گے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"لیس منا من عمل بغیر سنتنا"[3] جو کوئی ہمارے طریقہ کے بغیر عمل کرے وہ

---

[1] رواہ الحاکم فی المستدرک [2] مسند ابی عوانہ جلد دوم ص ۷ [3] رواہ السیوطی فی الجامع الصغیر

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"ترکت فیکم امرین لن تضلوا بعدھما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض" [۱]

"کہ میں تمہارے پاس دو ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ ان (پر عمل) کے بعد تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت اور یہ دونوں چیزیں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گی حتیٰ کہ حوض کوثر پر پہنچ جائیں گی۔

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں باب باندھا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں:

"باب الاقتداء بافعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم"

"یعنی باب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کے بارے میں۔"

اور کہتے ہیں:

باب الاقتداء لسنن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی باب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں اور سنتوں کے اتباع کے بارے میں۔

اور ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں منحصر ہے جیسے کہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"وان تطیعوہ تھتدوا" [۲]

"اور اگر اس کا کہا مانو تو راہ پاؤ۔"

اور اسی طرح گمراہی اور بے راہی خواہشات کی تابعداری میں ہے جیسے کہ فرمانِ خداوندی ہے:

ومن اضل ممن اتبع ھواہ بغیر ھدی من اللہ [۳]

"اور اس سے بہکا کون؟ جو چلے اپنی چاؤ پر، بن راہ بتائے اللہ کے۔"

اور اسی وجہ سے اسلاف رحمہم اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنے کو لازم قرار دیتے تھے۔ جیسے کہ خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ

---

[۱] رواہ الحاکم فی المستدرک [۲] النور ۵۴ [۳] القصص ۵۰

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

نے، عدی بن الطاۃ کے قدریہ کے بارہ میں مشورہ کے جواب میں اُنہیں لکھا کہ:

اما بعد فانی اوصیک بتقوی اللہ والاقتصاد فی امرہ واتباع سنتہ وکفوا مؤنتہ، فعلیک بلزوم السنۃ فان السنۃ انما سنھا من قد عرف ما فی خلافھا من الخطأ والزلل والحمق والتعمق فارض لنفسک ما رضی بہ القوم لانفسھم فانھم علی علم قد وقفوا۔[1]

"اما بعد! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے، دین میں میانہ روی اختیار کرنے اور سنت کے اتباع کی ہدایت کرتا ہوں۔ یہ لوگ سنت کے بوجھ برداشت کرنے سے باز رہتے ہیں تو تم سنت کو لازم پکڑو کہ سنت کو اس ذات نے مقرر فرمایا ہے جو یہ جان چکے تھے کہ اس میں کوئی غلطی، بزدلی، بے وقوفی اور گہرائی نہیں ہے پس خود کے لئے اسی چیز کو پسند کر جو قوم خود کے لئے پسند کرے کہ وہ بھی علم سے واقف ہیں"

اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

سن رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) وولاۃ الامر من بعدہ سنۃ، الاخذ بھا اتباع الکتاب واستکمال لطاعۃ اللہ وقوۃ علی دین اللہ لیس لاحد بعد ھولاء تبدیلھا ولا النظر فی شئ خالفھا من اھتدی بھا فھو مھتد ومن استنصر بھا فھو منصور، ومن ترکھا اتبع غیر سبیل المؤمنین، وولاہ اللہ ما تولی واصلاہ جھنم وساءت

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد ان کے خلفاء راشدین نے ایک ایسا طریقہ اور سنت مقرر کر دی ہے کہ اس کو تھامنا کتاب اللہ کی تابعداری ہے اور اللہ کی طاعت کی تکمیل ہے اور دین کی مضبوطی ہے۔۔۔۔ ان حضرات کے بعد کسی کو اس کے بدلنے کا حق نہیں پہنچتا اور میں تو اس کے خلاف کسی چیز کو دیکھتا بھی نہیں، جو اس سے رہنمائی حاصل کرے گا وہ ہدایت یافتہ ہوگا جو اس کے ذریعے نصرت چاہے گا اس کی مدد کی جائے گی اور جو اس کو چھوڑے گا وہ مؤمنین کے علاوہ دوسرے لوگوں کی راہ چلے گا اور خدا اُسے اسی طرف پھیر دیں گے جس کی طرف وہ پھرا اور اسے جہنم میں داخل کر دیں

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

مصیرا۔ گے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔"

اور امام مالکؒ جب سنت کے بارے میں حدیث بیان کرتے تو خوشی کے مارے جوش میں آجاتے۔ [1]

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس خطبے میں جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سانحۂ ارتحال کے دوسرے روز ارشاد فرمایا تھا کہا:

إنما أنا متبع ولست بمبتدع فإن استقمت فتابعوني وإن زغت فقوموني۔ [2]	"یعنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تابعدار و پیرو ہوں اور نئی چیزوں کا موجد نہیں ہوں۔ پس اگر سیدھا چلوں تو میری پیروی کرو اور اگر کجی اختیار کرلوں تو مجھے سیدھا کردو۔"

اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک جمعے کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کہا:

"اللھم إني أشهدك على امراء الأمصار أني إنما بعثتهم ليعلموا الناس دينهم وسنة نبيهم" [3]	"یعنی اے اللہ میں تجھے شہروں میں بھیجے گئے امراء پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں صرف اس لئے بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو ان کا دین یعنی ان کے نبی کی سنت سکھائیں۔"

اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا:

"هل انت مبايعي على كتاب الله وسنة نبيه وفعل ابي بكر وعمر" (رضی اللہ عنہما) قال اللھم نعم" [4]	"یعنی کیا آپ اللہ کی کتاب، ان کے رسول کی سنت، حضرات شیخینؓ کے فعل وعمل کے ساتھ مجھے بیعت کرتے ہیں تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ ہاں بالکل!"

اور حضرت عثمان کے اس مکتوب میں (جو انہوں نے مختلف شہروں کے باشندوں (یا حکام) کو لکھا تھا) وہ لکھتے ہیں:

نعملت فيهم ما يعرفون	"تو میں نے لوگوں کے درمیان اس پر عمل کیا

[1] دیباج المذھب ص ۲۴ [2] تاریخ الطبری جلد سوم ص ۲۴۳ وصفوۃ الصفوۃ ص ۹۸ [3] الطبری جلد پنجم ص ۱۹ [4] الطبری جلد پنجم ص ۳۴

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ولا ینکرون تابعا غیر	جسے وہ جانتے ہیں اور نا آشنا نہیں سمجھے
متتبع متبعا غیر مبتدع	پیروکار بنتے ہوئے نہ کہ اپنا تابعدار بنائے
مقتدیا غیر متکلف۔	ہوئے، اتباع کرتے ہوئے نہ کہ نئی ایجاد
لہ	کرتے ہوئے اور بلا تکلف اقتدار کرتے ہوئے۔

اور حضرت قیس بن سعدؓ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نائب کی حیثیت سے کھڑے ہوئے انہوں نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

الحمد للہ الذی جاء بالحق و	(یعنی) "حمد و ستائش ہے اس ذات کے لئے
امات الباطل وکبت الظالمین	جو حق لایا، جس نے باطل کو مٹایا اور ظالموں کو
ایھا الناس انا قد بایعنا	ذلیل و رسوا کیا۔ اے لوگو! ہم نے اپنے نبی
خیر من نعلم بعد محمد نبینا	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر شخص
صلی اللہ علیہ وسلم فقوموا ایھا	کی بیعت کر لی ہے تو لوگو کھڑے ہو جاؤ اور
الناس فبایعوا علی کتاب اللہ	اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت پر
عزوجل وسنۃ رسولہ صلی اللہ	بیعت کر لو۔ اگر ہم تمہارے سامنے ان چیزوں
علیہ وسلم فان نحن لم نعمل لکم بذلک	پر عمل نہ کریں تو تم پر ہماری کوئی بیعت نہیں
فلا بیعۃ لنا علیکم فقام الناس فبایعوا۔ لہ	رہے گی۔ تو لوگوں نے کھڑے ہو کر بیعت کی۔"

اور دارمی نے تخریج کی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے خطبہ دیتے ہوئے کہا:

یا ایھا الناس ان اللہ تعالیٰ	"اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی
لم یبعث بعد نبیکم نبیا	کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجا اور نہ ہی اس کتاب
ولم ینزل بعد ھذا الکتاب	کے بعد کوئی کتاب اتاری جو اس نے اس نبی
الذی انزل لہ علیہ کتابا	پر نازل کی تھی، پس جو کچھ خدا نے اپنے نبی کی
فما احل اللہ علی لسان نبیہ	زبان پر حلال قرار دیا وہ قیامت تک حلال
فھو حلال الی یوم القیامۃ	رہے گا اور جو کچھ انہوں نے اپنے نبی کی زبان
وما حرم علی لسان نبیہ	پر ممنوع قرار دیا وہ قیامت تک حرام رہے گا۔
فھو حرام الی یوم القیمۃ	خبردار! میں فیصلہ کرنے والا نہیں، میں تو

لہ الطبری جلد پنجم ص۱۰۵   لہ الطبری جلد پنجم ص۲۸۸

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

الا: وانی لست بقاضٍ ولکنی منفذ، ولست بمبتدع ولکنی متبع ولست بخیر منکم غیر انی اثقلکم حملا، الا: وانہ لیس لاحدٍ من خلق اللہ ان یطاع فی معصیۃ اللہ؛ الا: ھل اسمعت؟ [۱]

(احکامِ خداوندی کو) نافذ کرنے والا ہوں اور بدعتی نہیں ہوں بلکہ تابعدار و پیروکار ہوں اور میں تم سے بہتر بھی نہیں ہوں۔ ہاں! اتنی بات ہے کہ بوجھ کے اعتبار سے تمہاری بہ نسبت زیادہ بوجھ والا ہوں۔ اور اللہ کی مخلوق میں کسی کو زیب نہیں دیتا کہ خدا کی نافرمانی میں اس کی اطاعت کی جائے۔ ارے کیا میں (یہ پیغام) سنا چکا ہوں (اور پہنچا چکا ہوں؟)"

اور امام غزالیؒ نے فرمایا کہ:

"سنّت کی اتباع کو کافی سمجھ کر سلامتی اور عافیت اتباع میں ہی ہے۔"

پھر فرمایا:

ویکفیک من منفعۃ العقل ان یھدیک الی صدق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولازم الاتباع فلا تسلم الا بہ۔ (والسلام) [۲]

(یعنی) عقل کے فوائد میں سے تمہارے لئے یہ منفعت کافی ہے کہ وہ تجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی تک پہنچا دے اور اتباع کو لازم پکڑ، کہ اس کے سوا تجھے سلامتی نصیب نہیں ہو سکتی۔" (والسلام)

وقال فی الاعتصام: الثواب فی الاتباع لافی الابتداع۔

اور اعتصام میں ہے کہ "ثواب تابعداری میں ہے نئی ایجاد کردہ بدعت کرنے میں نہیں۔"

اور شفیق بن ادھم البلخی رحمہ اللہ نے فرمایا:

دخل الفساد فی الخلق من ستۃ اشیاء۔ اولھا ضعف النیۃ فی عمل الآخرۃ والثانی صارت ابدانھم رھینۃ بشھواتھم، والثالث غلبۃ

لوگوں میں خرابی چھ وجوہات سے پیدا ہوئی پہلی وجہ: آخرت کے عمل میں نیت کی کمزوری دوسری وجہ: ان کے بدن اُن کے خواہشات کے مرہون ہو گئے ہیں، تیسری وجہ: لمبی چوڑی بے بنیاد امیدیں، حتی کہ اُن کی موت قریب پہنچ

[۱] الدارمی ص۶۳ وکذا فی الاعتصام ص۶۵ [۲] احیاء العلوم للغزالیؒ جلد دوم ص۹۲

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

طول الامل حتی قرب اجلھم والرابع اتبعوا اھوآئھم ونبذوا سنۃ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وراء ظھورھم، والخامس اثروا رضی المخلوقین فیما یشتھون علیٰ رضی خالقھم فیما یکرھون والسادس جعلوا زلات السلف دینا ومناقب لانفسھم۔ [له]

جاتی ہے، چوتھی چیز: انہوں نے اپنے خواہشات کی تابعداری کی اور اللہ کے رسول کی سنت اور ان کے طریقے کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا۔ پانچویں وجہ: انہوں نے، ان امور میں، جو اُن کے پسندیدہ ہیں مخلوق کی پسند کو، اُن امور پر، جو اُن کے من پسند نہیں ہیں، اپنے خالق کی پسند پر ترجیح دی۔ چھٹی وجہ: انہوں نے اسلاف کی لغزشوں کو دین اور اپنے لئے منقبت کا سامان بنا ڈالا۔"

سلطان العلماء امام عزبن عبدالسلام المتوفی ۵۶۶ھ فرماتے ہیں کہ" ساری کی ساری سعادت اور نیک بختی، ہر آئے گئے مسئلہ میں، شریعت کے اتباع اور شریعت کی مخالف چیزوں میں خواہشات کے ترک کرنے میں ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فمن اتبع ھدای فلا یضل ولا یشقیٰ۔ [له] "پھر جو چلا میری بتائی راہ پر، نہ وہ بھٹکے گا نہ وہ تکلیف میں پڑے گا۔"

یعنی ایسا شخص دنیا میں راہ راست سے بھٹکے گا نہیں اور آخرت میں عذاب کے سبب سے بدبخت وشقی بھی نہ ہوگا۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے خدا کے فرمان:

ما انزل الیکم من ربکم [له] "چلو اسی پر جو اُترا تم پر تمہارے رب سے۔"

کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس سے مراد کتاب وسنت ہے۔ اور فرمایا:

الخیر کلھا فی الطاعات والشر کلہ فی المخالفات ولذٰلک جاء القرآن بالحث علی الطاعات دقھا وجلّھا، قلیلھا وکثیرھا جلیلھا وحقیرھا۔ انتہیٰ

"یعنی بھلائی ساری کی ساری تابعداریوں میں ہے اور بُرائی سب کی سب مخالفت کرنے میں ہے اسی وجہ سے قرآن پاک نے ہر باریک موٹی، تھوڑی زیادہ اور چھوٹی بڑی (الغرض ہر طرح کی نیکیوں) پر برانگیختہ فرمائی

[له] المدخل جلد سوم ص۱۵۴ [له] طٰہٰ ۱۲۳ [له] الاعراف ۳

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ہے"[1]

مواہب لدنیہ میں ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی کئی علامتیں ہیں جن میں سب سے بڑی علامت اُن کی پیروی کرنا، ان کی سنت کو معمول بنانا، ان کی راہ چلنا، ان کی سیرت اپنانا اور ان کے احکام سے چمٹے رہنا ہے"

آگے چل کر فرماتے ہیں کہ:

"جو شخص قرآن و سنت سے روگردانی کرتا ہو اور فانوسِ رسالت سے اس کا علم متعلق نہ ہو اور وہ یہ دعویٰ کرتے پھریں کہ ہمیں علم لدنی دیا گیا ہے تو ایسا علم شیطان کی جانب سے ہے"

پھر کہتے ہیں کہ:

"پس علم لدنی کی دو قسمیں ہیں۔ رحمانی علم لدنی اور شیطان کی جانب (لدُن) کا علم"

ہم نے بھی اپنی کتاب ضیاء النور میں اتباع سنت کے بارے میں ائمہ عظام اور اولیاء کرام کے ارشادات، سیر حاصل طریقے پر ذکر کئے ہیں۔ اور یہ بھی کہ اتباع سنت، صحتِ اعمال کے لئے شرط ہے جیسے کہ علامہ بیضاوی فرماتے ہیں:

"کہ اعمال صالحہ وہ اعمال ہیں جنہیں شریعت نے جائز قرار دیا ہو"

اور مدخل میں ہے کہ:

"ثواب، دراصل قرآن و حدیث کے احکام ماننے اور نیک بزرگانِ گذشتہ کی تابعداری پر مرتب ہوتا ہے وہ (اسلافؒ) اپنے اعمال میں سنت کے پیروکار ہونے کے باوجود ڈرتے اور خائف رہتے تھے"[2]

شاہ ولی اللہ الدہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"انتظام الدین علی السنۃ" یعنی "دین کے چل چلاؤ کا دارومدار سنت پر ہے"[3]

---

[1] قواعد الاحکام جلد اول ص ۱۶ [2] المدخل ص ۱۸۱ [3] حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۷۰

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور بعض حضرات کا قول ہے کہ:

"دین اتباع و پیروی کا نام ہے بدعت و ایجاد کا نہیں، پس جو چیز رائے کا نتیجہ ہو اس پر پیشاب کرلے۔" اس اصل کے ذیل میں اتنی ہی بحث کافی ہے۔

اب اگر آپ اس اصل سے ہر بدعت کا رد چاہیں تو آپ یوں کہہ سکتے ہیں کہ:

"اس کام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہیں اور ہر وہ کام جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہ ہو اس میں ثواب نہیں ہوتا۔"

یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ:

"کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کام کرتے تھے یا نہیں پس اگر حضور نے نہ کیا ہو اور نہ اس کا حکم دیا ہو تو آپ کیسے کر سکتے ہیں۔"

؎ وکان الناس فی جھل عظیم
فجاؤا بالیقین فاذ ھبوہ

(لوگ بڑی جہالت میں مبتلا تھے کہ بندگانِ خدا یقین لے کر بڑھے اور جہل کو نیست و نابود کر دیا)

"اصلِ مذکور پر چند مروجہ بدعتوں کی تفریع"

اہل بدعت نے اپنے اکابر اور سرداروں کا اتباع کرتے ہوئے رسول کی سنت کی تابعداری چھوڑ دی اور دین میں ایسی ایسی چیزیں بڑھا دیں جو دین میں نہیں تھیں جس طرح عبادات کے لئے اوقات کی تخصیص کرنا۔ مثلاً سورۂ ملک پڑھنے اور میّت کو ثواب پہنچانے کے لئے جمعہ کی رات کو خاص کرنا، اسی طرح چہلم اور برسی اور تئیس رمضان کو سورتوں کی تلاوت کے لئے خاص کرنا، اسی طرح بزرگوں کے عرس، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد، اور عبادات کے لئے ان جگہوں کو خاص کرنا جنہیں شارع نے خاص نہ کیا ہو۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

تیسرا اصل؛ اتباع (اور اس کے وسیع مفہوم) کے بارے میں

(شارع کی) تابعداری جس طرح "فِعل" میں ہے اسی طرح "ترک" میں بھی ضروری ہے (یعنی جو کام قولاً، فعلاً اور تقریراً ثابت نہ ہو اس کے ترک کو بھی اتباع کہیں گے۔ مترجم عفرلہٗ) اس لئے کہ یہ ثابت ہے کہ (کسی امر کا) منقول نہ ہونا اس امر کے مکروہ ہونے کی دلیل ہے۔ اور وہ فعل جس پر کوئی دلیل نہ ہو وہ مردود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا" ۱؎ — "اور جو دے تم کو رسول، سو لے لو۔ اور جس سے منع کرے، سو چھوڑ دو"

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دین میں نئی ایجاد سے منع فرمایا ہے جیسے کہ ارشادِ نبوی ہے:

"وایاکم و محدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ" — "یعنی دین میں چیزوں کی ایجاد سے بچو، کہ ہر گھڑی ہوئی چیز بدعت کہلاتی۔"

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ولا تقف ما لیس لک بہ علم" ۲؎ — "اور نہ پیچھے پڑ، جس بات کی خبر نہیں تجھ کو۔"

اور حکمِ خداوندی ہے کہ:

"قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین" ۳؎ — "کہہ! لے آؤ سند اپنی، اگر تم سچے ہو"

اور اس امر کی کہ ترکِ فعل بھی شارع کی سنت ہے اور اس کی اتباع بھی ضروری ہے، بہت ساری مثالیں ہیں جیسے آنحضرتؐ کا عیدین کے لئے اذان کا ترک کرنا، ہر نماز کے لئے غسل چھوڑنا، شعبان کی پندرھویں رات کی نماز، تراویح کے لئے (مستقل) اذان، سنتوں کے بعد ہیئتِ اجتماعی کے ساتھ التزاماً دعا ——— اور مُردوں کے لئے ختم پڑھوانا وغیرہ۔

۱؎ الحشر ۷ ۲؎ الاسراء ۳۶ ۳؎ البقرہ ۱۱۱، الانبیاء ۲۴، النمل ۶۴

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

یہ ثابت ہو چکا ہے کہ خدا پر جھوٹ کا طومار باندھنا تمام کبیرہ گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"خدا تعالیٰ نے واجب، مستحب، مباح، مکروہ اور حرام کے فیصلے کر دیئے ہیں ـــــ آگے چل کر کہتے ہیں ـــــ پس جو کوئی کسی اعتماد اور دلیل کے بغیر یوں کہے کہ یہ واجب ہے یا یہ چیز حرام ہے تو اس نے خدا تعالےٰ پر بے بنیاد جھوٹ کا طومار باندھا۔" ۱؎

ابن حجرؒ اپنے فتویٰ میں کہتے ہیں کہ:

"وکذا ما ترکہٗ (صلے اللہ علیہ وسلم) مع قیام المقتضی فیکون ترکہٗ سنۃ و فعلہٗ بدعۃ مذمومۃ" ۲؎

"اور اسی طرح جن امور کو رسول اللہؐ نے مقتضیٰ (یعنی تقاضے) کے باوجود چھوڑا ہو تو اس کا ترک کرنا سنت ہے جبکہ اس کا کرنا انتہائی مذموم بدعت ہے۔"

اور علامہ قسطلانی کا کہنا ہے کہ:

"اور ایسے کام کا ترک کرنا ہمارے حق میں سنّت ہے، یعنی جس چیز کو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ترک فرمایا ہو، اس کا چھوڑنا ہمارے لئے اسی طرح سنت ہے، بشرطیکہ ہماری جستجو کے باوجود اس پر کوئی دوسری دلیل موجود نہ ہو ـــ جس طرح کہ آپؐ کے کئے ہوئے کام میں ہمیں ان کا اتباع کرنا سنت ہے ـــــ ہاں البتہ اس دلیل کے قائم ہونے کے وقت سنت نہیں ہوگا، جو اس کام کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خصوصیت ثابت کرتی ہو۔" ۳؎

صاحب ہدایہ (رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ:

"دن کے نوافل میں ایک سلام کے ساتھ چار رکعتوں پر اضافہ مکروہ ہے۔"

اس کی علت انہوں نے یہ بیان کی کہ:

"حضورؐ نے (ان اوقات میں) چار رکعت پر زائد کو ایک سلام سے نہیں پڑھا، اگر چار رکعتوں پر اس صورت میں زیادتی مکروہ نہ ہوتی تو حضورؐ

۱؎ التفہیمات جلد اول صلا ۲؎ المواہب اللدنیہ جلد ششم ص۲۷۸ ۳؎ القسطلانی جلد ہفتم ص۳۳۵

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

صرف تعلیم جواز کے لئے ضرور کرتے۔"

اسی ہدایہ میں ہے کہ:

"سورج گرہن کے موقعہ پر کوئی خطبہ نہیں ہے اس لئے کہ یہ خطبہ منقول نہیں ہے۔"

پس صاحب ہدایہ نے نقل نہ ہونے کو (فقہی اور اصولی) دلیل قرار دیا۔ اسی طرح صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ:

"نمازِ عید سے قبل عید گاہ میں نفل نہ پڑھے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نماز پر حرص کے باوجود ایسا نہیں کیا۔" [1]

یہ بات اپنی جگہ پر ثابت ہے کہ جس امر پر دلیل نہ ہو وہ مردود ہے۔ اور ایسی چیز میں تقلید بھی ناجائز ہے۔ بلکہ اس کو رد کیا جائے گا اس لئے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ:

"من احدث فی امرنا ھٰذا مالیس منہ فھو ردٌّ۔"

"یعنی جو شخص ہمارے اس دین میں ایسی چیز کو ایجاد کرے گا جو اس میں نہ ہو، تو وہ چیز مردود ہوگی۔"

اس لئے کہ اقتدار صرف رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہوگی۔ [2]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (رحمہ اللہ) نے شرح مشکوۃ میں فرمایا ہے:

"واتباع ہمچنانکہ در فعل واجب است، در ترک نیز مے باید کرد، پس آنچہ مواظبت نماید بر فعلے کہ شارع نکردہ باشد، بتدع بود کذا قالہ المحدثون۔"

"اتباع جیسے کہ فعل میں واجب ہے اسی طرح ترک میں بھی ہونا چاہیئے پس وہ شخص جو کسی ایسے کام پر ہمیشگی کرے، جسے شارع نے نہ کیا ہو، بدعتی ہوگا۔ محدثین کرام نے یونہی فرمایا ہے۔"

اور ملا علی قاری (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ:

"والمتابعة کما تکون فی الفعل تکون فی الترک ایضاً فمن واظب

"اور تابعداری جس طرح فعل میں (واجب) ہے اسی طرح ترک میں بھی ہوگی۔ پس جو شخص کسی

[1] اسی طرح "الاختیار فی شرح المختار" اور "السعایة" میں بھی ہے [2] السعایہ شرح شرح الوقایہ جلد دوم ص ۲۶۵

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

علی فعلٍ لم یفعلہُ الشارع فھو مبتدعٌ"۔ [1]
ایسے کام پر ہمیشگی کرے گا جسے شارع نے نہ کیا ہو، تو وہ بدعتی ہوگا"۔

علامہ ابن ہمامؒ "فتح القدیر" میں لکھتے ہیں کہ:

"نفی المدرك الشرعی یکفی لنفی الحکم"۔ [2]
"یعنی دلیل شرعی کا نہ ہونا، حکم کی نفی کے لئے کافی دلیل ہے"۔

"الحسامی" کی شرح "المولوی" میں ہے کہ "حکم شرعی صرف دلیل سے ثابت ہوگا"۔

اور اسی "المولوی" میں ہے کہ:

.....فعدم فعلہ یدلُّ علی الکراھیۃ"۔ [3]
"یعنی حضورؐ کا کسی کام کو نہ کرنا، اس کام کی کراہت پر دلالت کرتا ہے"۔

اور علامہ شامی (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ:

"پس وہ حکم جس کے مشروع ہونے پر دلیل نہ ملے، اس کو کرنا جائز نہیں ہے بلکہ وہ مکروہ ہے"۔

اور پھر یہی بات انہوں نے مُنیہ سے، امام سرخسیؒ سے، خلاصہ سے، البدائع سے اور بحر الرائق سے نقل کی ہے اور "الحلیۃ" جلد اول ص۳۸۰، ص۶۳۲ اور ص۴۷۷ سے بھی نقل کی ہے۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:

"پس وہ کام جسے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمارے لئے مشروع نہ فرمایا ہو، نہ ہی انہوں نے اس کا ہمیں حکم دیا ہو اور نہ ہی انہوں نے خود کیا ہو، اس میں ہمارے لئے ان کی پیروی اور تابعداری مسنون ہے۔ اس لئے کہ ایسے افعال نہ عبادات ہیں اور نہ ہی ثواب و قرب کا ذریعہ سمجھنا، رسول اکرمؐ کی مخالفت ہے"۔ [4]

---

[1] المرقاۃ شرح المشکوٰۃ للقاریؒ ص۲۱ [2] فتح القدیر باب الاستسقاء جلد دوم ص۶۸ [3] اسی طرح فتاویٰ الشامیہ جلد اول ص۴۷۷ میں ہے وقال فیہا "واقلہ کراھۃ"۔ جلد سوم ص۱۸۸، ص۲۳۵، ص۲۵۲ اور ص۲۸۰ [4] مجموعۃ الرسائل جلد پنجم ص۹۸

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور عنایہ میں ہے کہ :

وعدم النقل من النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) یدل علی عدم فعلہ[1]

"اور رسولؐ سے نقل کا نہ ہونا، ان کے اس فعل کو نہ کرنے کی دلیل ہے۔"

اور "طریق الوصول" میں ہے کہ :

"جان لو! کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت جیسے فعل میں ہے ایسی ہی ترک میں بھی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اُن کاموں (افعال) میں اتباع کا مکلف بنایا، جن کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتے رہے، بشرطیکہ وہ خصوصیاتِ نبویہ میں سے نہ ہوں، تو اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ترکِ فعل میں بھی اتباع کا حکم دیا، پس ایسا "ترک" بھی سنت ہوگا ___ جس طرح ہم آنحضرتؐ کے کیے ہوئے کام کو چھوڑ کر تقرب حاصل نہیں کر سکتے اسی طرح آپؐ کے چھوڑے ہوئے کام کے کرنے سے بھی تقرب حاصل نہیں کر سکتے۔ پس حضرتؐ کے ترک کردہ کام کا کرنے والا اسی طرح ہوگا، جس طرح کہ ان کے کئے ہوئے کام کو چھوڑنے والا ___ (اور حکم کے اعتبار سے) بھی دونوں میں کوئی فرق نہیں۔" انتہی[2]

اور مجالس الابرار میں ہے کہ :

"علماء نے کہا ہے کہ جس طرح حضرتؐ کا کیا ہوا فعل کرنا سنت ہے (اسی طرح، مقتضی کی موجودگی اور رکاوٹ و مانع کے نہ ہونے کے باوجود حضرتؐ کے چھوڑے ہوئے کام کا ترک کرنا بھی سنت ہے پس رسول (علیہ السلام) نے جب جمعہ میں اذان کا حکم دیا اور عیدین میں نہیں، تو اب عیدین میں اذان کا ترک کرنا سنت ہی ہوگا۔ اور کسی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اس کا اب اضافہ کرے اور یوں کہے کہ یہ تو عمل صالح (یعنی نیک کام) کا اضافہ ہے، اس کی زیادتی مضر نہیں ہے۔ اس لئے کہ اُس سے یوں کہا

---

[1] مجموعۃ الرسائل جلد دوم ص۲۰۶ اور اسی طرح مأتہ مسائل ص۲۸، ص۷۵ اور ص۱۳۱ ملاحظہ ہو

[2] طریق الوصول ص۲۸، ص۱۰۶

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

جائے گا کہ رسولوں کے دین اسی طرح تبدیل ہوتے اور اُن کی شریعتیں اسی طرح بدلیں۔ پس اگر دین میں زیادتی جائز ہوتی، تو صبح کی فرض نماز چار رکعت اور ظہر کی چھ رکعت پڑھی جاسکتی اور کہا جا سکتا کہ یہ تو عمل صالح کا اضافہ ہے، اس کا اضافہ مضر نہیں ہے لیکن کسی کو ایسا کہنے کی جرأت نہیں ہے۔ اس لئے کہ بدعتی جس مصلحت اور فضیلت کا اظہار کرتا ہے اگر وہ نبی کریم کے زمانہ میں ثابت ہوتی تو اس کے باوجود حضورؐ نے اُسے کیوں نہیں کیا؟ پس اس قسم کے فعل کو ترک کر دینا، ایسی سنت ہوگی کہ ہر عموم اور قیاس پر مقدم ہوگی ___ جو کوئی بھی اس قسم کا فعل اس اعتقاد کے ساتھ کرے گا، کہ یہ مشروع ہے اور دین میں سے ہے تو وہ فاسق اور بدعتی ہوگا۔ اس لئے کہ فسق بدعت کی بہ نسبت عام ہے کہ ہر بدعت فسق ہے مگر بالعکس نہیں،.... اسی طرح بدعت فسق کی بہ نسبت زیادہ شر کی حامل ہے اس لئے کہ بدعت کا ارتکاب کرنے والا دراصل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تنقیص کرتا ہے اگرچہ وہ اپنے باطل زعم میں اپنی بدعت کے ذریعے ان کی تعظیم کا دعویٰ کرتا ہے۔" انتہیٰ [1]

امام غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

قال بعض العلماء، ما تکلّم فیه السلف فالسکوت عنه جفاء وما سکت عنه السلف فالکلام فیه تکلّف۔ [2]	یعنی "بعض علماء کا کہنا ہے کہ سلف صالحینؒ نے جس معاملہ میں کوئی ارشاد فرمایا ہو تو اس سے خاموشی اختیار کرنا (صرفِ نظر کرنا) ناانصافی ہے اور جس معاملے سے سلفؒ نے خاموشی اختیار کی ہو تو اس کے بارے میں گفتگو کرنا (اس میں پڑنا) تکلف ہے۔"

مدخل ابن الحاجؒ میں ہے کہ:

"اور ہر وہ چیز جس کے لئے شریعت میں اصل نہ ہو، اس کا چھوڑ دینا

---

[1] مجالس الابرار ص۱۲۷ [2] احیاء العلوم جلد اول ص۸۱

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور اس کی پرواہ تک نہ رکھنا متعین ہے۔ (واللہ الموفق)۔"
صاحب مدخل نے مزید فرمایا کہ:

الزیادۃ علی فعلہ بدعۃ و اقلہ کراھۃ۔ [۱]	یعنی "حضرت کے فعل پر اضافہ بدعت ہے اور اس کا کم تر درجہ کراہت ہے۔"

اسی طرح حافظ ابو شامہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ:

"فالترک للأوامر تدیّناً ابتداع، وکسلاً فسق۔ وکذا المانع من تناول ما أحل اللہ من غیر عذرٍ شرعیّ فھو خارجٌ عن السنۃ والعامل بغیر السنۃ تدیّناً فھو المبتدع بعینہ۔" [۲]	یعنی "اوامر شرعیہ کے ترک کرنے کو دین سمجھنا بدعت ہے جبکہ سستی سے ترک کرنا فسق ہے اور اسی طرح خدا کی حلال کردہ چیزوں کو عذرِ شرعی کے بغیر کھانے سے روکنے والا سنت سے خارج ہے۔ اور سنت کے بغیر کسی چیز پر عمل کرنے والا" اس حال میں کہ وہ اسے دین سمجھ رہا ہو" بعینہٖ بدعتی ہے۔"

لوگوں نے دینِ خداوندی میں ایسی ایسی بدعتیں ایجاد کی ہیں کہ جن کے بارے میں ان کے پاس گمان کی تابعداری، یا مشرکین کی طرح منافع کی چاہت یا گذشتہ بزرگوں جنہوں نے ان طریقوں کو اپنا ہو، کے اتباع کے بغیر، قرآن و سنت میں سے کوئی دلیل اور حجت نہیں ہوتی: ارشادِ ربانی ہے:

"ما لھم بذلک من علمٍ إن ھم إلا یخرصون۔" [۳]	"کچھ خبر نہیں ان کو اس کی، یہ سب اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔"
إن یتبعون إلا الظن وإن ھم إلا یخرصون۔ [۴]	"سب یہی چلتے ہیں خیال پر، یہ سب اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔"

یہ قاعدہ (اصل) آپ کو ان تمام بدعتوں کے رد کے لئے مفید ثابت ہوگا جو ان لوگوں نے ایجاد کر رکھے ہیں اور جن کے ساتھ لمبے چوڑے زمانے سے لوگ مانوس ہو گئے ہیں۔

---

[۱] بحوالہ مجالس الابرار ص ۱۲۸ [۲] الباعث ص ۷ وھکذا قال الشاطبی فی الاعتصام
[۳] الزخرف ۲۰ [۴] الانعام ۱۱۶

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

علامہ شاطبی (رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ:

"شارع کا ترک کردہ امر دو طرح کا ہے۔ ایک وہ امر کہ شارع نے اسے مقتضی کے نہ ہونے کی وجہ سے ترک کیا ہو — جیسے جدید (پیش آنے والے) مسائل — جو نبی کریمؐ کی وفات کے بعد ظاہر ہوئے — تو اہل شریعت کو ان میں غور و فکر کرنا پڑا، اور انہیں اُن اصول اور کلیات پر منطبق کرنا پڑا جن کے ذریعے سے دین مکمل ہوا تھا — پس وہ تمام مسائل جن میں اسلاف مجتہدین (رحمہم اللہ) نے غور و فکر (اجتہاد) کیا وہ اسی قسم سے تعلق رکھتے ہیں — اور دوسرا وہ امر کہ شارع کسی خاص حکم سے خاموشی اختیار کرلے یا امور میں سے کوئی ایسا امر ترک کردے اس حال میں کہ اس کا مقتضیٰ موجود ہو اور وحی کے زمانے میں اس کا سبب موجود ہو اور شارع نے اس خاص حکم کے بارے میں، اس جیسے دوسرے امور میں پائے جانے والے عام حکم کی طرح کوئی اضافہ متعین نہ کیا ہو — تو یہی قسم اپنی خصوصیت کے اعتبار سے شرعاً مذموم بدعت ہے۔"

اس کے بعد علامہ شاطبیؒ نے اس بدعت کے لیے سجدۂ شکر اور حضرتؐ کے اُس ارشاد کے عموم کے باوجود سبزیوں اور ترکاریوں میں زکوٰۃ (عشر) کے ساقط کرنے کی مثالیں دی ہیں۔ جس میں آپؐ نے فرمایا ہے کہ:

فیما سقتہ السماء والعیون العشر وفیما سقی بالنضح نصف العشر"

"کہ جس (فصل) کو آسمان کی بارش یا چشموں کا پانی سیراب کرتا ہو اس میں عُشر (دسواں حصہ) اور جسے پانی سے سیراب کیا جائے اس میں آدھا عُشر ہے۔"

— اسی طرح حلالہ کرنے والے کے نکاح کی حُرمت بھی اس کی مثال ہے کہ یہ بھی بدعت ہے۔ باوجودیکہ اس کا اُس زمانے میں مقتضی موجود تھا، اسے مشروع نہیں کیا گیا۔ اور حضرت رفاعہؓ کے، اپنی مطلقہ بیوی کے اپنی طرف لوٹ آنے کے سلسلہ میں حرص کے باوجود، حلالہ کے بارے میں حضورؐ کا ارشاد نہ فرمانا اس بات کی دلیل

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ہے کہ حلالہ مشروع نہیں ؏ [1]

اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

"علماء کرام کا حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ترک کے بارے میں نقل کرنا دو طرح کا ہے۔ ایک وہ ترک کہ جس کے ساتھ یہ تصریح ہو کہ حضرتؐ کا ترک کردہ کام یہ ہے اور دوسرا وہ کہ راویوں نے یہ (تصریح) نقل نہ کی ہو، پس اگر حضرتؐ نے یہ کام کیا ہوتا تو یہ حضراتؓ اپنی ہمتیں اور فکریں، یا ان میں سے اکثر علماء یا ان میں سے کوئی ایک اپنی ہمتیں اور فکریں اس کی نقل پر صرف کرتے۔ پس جب کسی ایک نے بھی اس چیز کو مجمع میں بیان نہیں کیا اور نہ ہی حضرتؐ سے کبھی نقل کیا، تو معلوم ہوا کہ یہ کام مشروع تھا ہی نہیں۔ اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے حضورؐ کا نماز میں داخل ہوتے وقت نیّت پر تلفظ نہ کرنا، اور نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کرکے دعا نہ کرنا وغیرہ۔"

حافظ ابن قیمؒ آگے مزید مثالیں دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"یہ بات ناممکن ہے کہ حضرتؐ نے ایک کام کیا ہو اور اُن سے اس کام کو کسی چھوٹے یا بڑے، مرد یا عورت نے نقل نہ کیا ہو ___ اور یہ اس کی ایسی پابندی کر رہا ہے کہ اس پابندی کے ساتھ یہ کام ایک دن بھی جائز نہیں۔"

پھر آگے کہتے ہیں کہ:

"اور یہیں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ایسے فعل کو مستحب کہنا خلافِ سنت ہے کہ حضورؐ کے ترک کردہ کام کو ترک کرنا اسی طرح سنت ہے جیسے ان کے کیے ہوئے کو اپنانا ___ پس جب ہم ان کے ترک کردہ کام کو مستحب کہہ دیں گے تو ہمارے اس (مزعومہ) استحباب کی مثال۔ --- "ان کے کیے ہوئے کو ترک کرنا"--- ہوگی۔ کہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ اور اگر یوں کہا جائے کہ علماء کرام کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ حضورؐ

---

[1] انتہیٰ کلام الشاطبیؒ بتصرف۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

نے یہ کام نہیں کیا کہ کسی چیز کے منقول نہ ہونے سے اس کا نہ کرنا تو لازم نہیں ؟ ـــــ تو اس قسم کا اعتراض اور استدلال حضورؐ کی سیرت اور سنّت کی پہچان سے بہت دُور ہے نیز اُن اعمال سے بھی دور ہے جو حضورؐ فرماتے تھے۔ اور اگر سوال ذرا بھی صحیح ہو تو جواب میں کہا جائے گا کہ پھر تو ہمارے لئے تراویح کے لئے (مستقل) اذان کہنا بھی مستحب ہو جائے گی "۔ (انتہی قول ابن قیمؒ بتصرف)

تتمہ اس مبحث کی تفصیلات علامہ شوکانی (رحمہ اللہ) کی کتاب "ارشاد الفحول" اور مؤلف کی کتاب "ضیاء النور" میں ملاحظہ ہوں۔

جان لو! کہ حضور اکرمؐ کے افعال کی دو قسمیں ہیں (۱) شرعی افعال (۲) فطری اور عادی افعال۔ پس شرعی افعال میں آنحضرتؐ کا اتباع واجب ہے جیسے فجر کی دو اور مغرب کی تین رکعتیں، ظہر، عصر اور عشاء کی چار چار رکعتیں ـــــ اور (سنت کی) اس قسم کو نص کی وضاحت (بیان) کہتے ہیں ـــــ اسی طرح چور کا ہاتھ بندِ دست سے کاٹنا بھی اسی قسم سے ہے ـــــ اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عادی افعال مثلاً آپؐ کا کھڑا ہونا (قیام)، آپ کا بیٹھنا ـــــ اور یہ کہ حضورؐ نے کس وقت کھایا اور پیا، تو اس بارہ میں کوئی جھگڑا نہیں کہ ایسے افعال، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپؐ کی امت کی نسبت کے اعتبار سے، جواز اور اباحت پر محمول ہوں گے۔

ـــــ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعض افعال وہ ہیں جو آپؐ کی خصوصیات میں سے ہوں، مثلاً چار سے زیادہ شادیاں کرنا اور صوم وصال رکھنا....

تو اجماع کے رُو سے ہمارے اور ان کے درمیان شرکت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وہ افعال جو نہ تو فطری (عادی) ہوں، نہ آپؐ کے ساتھ مختص ہوں اور نہ ہی وہ نص کا بیان اور وضاحت واقع ہوئے ہوں ـــــ تو ایسے افعال سے اگر اللہ تعالیٰ کے تقرب (نزدیکی) کا قصد اور ارادہ کیا گیا ہو تو بعض حضرات (علماء کرام) نے ایسی صورت میں بھی اتباع کو واجب قرار دیا ہے جبکہ بعض نے ایسے افعال میں اتباع کو (محض) مستحب کہا ہے، کچھ حضرات "اباحت" کے قائل ہیں اور ـــــ بعض نے توقّف کی بات فرمائی ہے۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور اگر ایسے افعال سے قربت و ثواب کا قصد و ارادہ نہ کیا گیا ہو تو اس صورت میں بھی یہی چار اقوال ہیں۔

علماء کرام کی تصریحات سے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرتؐ کا محض فعل کو کر دینا ہی، اس کے استحباب کی دلیل نہیں ہے اس لئے کہ صحابۂ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین)۔۔۔۔۔نبی کریمؐ کے اتباع کے بارے میں تمام لوگوں سے زیادہ حریص تھے، اور وہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تمام افعال کا مشاہدہ کرتے تھے جس کسی کام میں انہیں ثواب (کا قصد) نظر نہیں آیا تو ایسے فعل کو انہوں نے دین (کا حصہ) نہیں سمجھا۔

جیسے حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ "رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جوتے کے دو تسمے تھے"[۱] تو حضرات صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اسے دین نہیں بنایا اگر ایسا ہوتا تو اب (تک) بھی لوگوں میں دو تسموں کا مسئلہ باقی رہتا۔

اسی طرح حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کفار سے دور ایک غار (حراء) میں وقت گزارا۔[۲] اور وہاں آپؐ نے کئی روز گزارے، حالانکہ صحابۂ کرام (رضوان اللہ علیہم) میں سے کسی سے بھی منقول نہیں ہے کہ وہ (بھی) عبادت گزاری کے لئے (ازراہِ اتباع نبویؐ) وہاں غار میں گئے ہوں۔[۳] اسی طرح آپؐ نے ہجرت کے موقعہ پر ساحل کا راستہ اختیار فرمایا، اور صحابۂ کرامؓ میں سے کسی سے ہجرت کے لئے ساحل کی راہ کا سنت ہونا، منقول نہیں ہے۔

صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) "بدر" کے دن ۔۔مقام بدر کے قریب ترین پانی پر تشریف لائے، تو حضرت منذر بن حباب (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ حضور! اس جگہ کے بارہ میں آپ کا کیا خیال ہے؟ (جو آپ نے یہاں نزول فرمالیا۔ مترجم غفرلہٗ) کیا یہاں خدا تعالیٰ نے آپ کو اتارا ہے (یعنی آپ یہاں خدا تعالیٰ کے حکم سے پڑاؤ ڈال رہے ہیں؟) یا یہ آپ کی رائے اور جنگی چال ہے؟

---

[۱] رواہ السنۃ غیر مسلم [۲] یہ مسئلہ اس ذیل میں بھی آتا ہے کہ آنحضرتؐ کے افعال قبل النبوۃ کی کیا تشریعی حیثیت ہے؟ (مترجم غفرلہٗ) [۳] آج کل حجاج کرامؓ جو غارِ حراء دیکھنے جاتے ہیں تو محض اس جگہ کو دیکھنے کے شوق کی تکمیل میں تو شاید کوئی حرج نہیں لیکن وہاں نماز پڑھنے کو ثوابِ خاص سمجھنا بدعت کی تعریف کے زد میں آتا ہے۔ (مترجم غفرلہٗ)

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

حضرت نے فرمایا کہ یہ رائے اور جنگی داؤ ہے (اور خدا کی طرف سے امر نہیں ہے) تو حضرت منذر بن حباب (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ حضور! پھر یہ جگہ (جنگی نقطۂ نگاہ سے) پڑاؤ ڈالنے کے لئے نامناسب ہے۔ پس حضورؐ نے لوگوں کو وہاں سے اٹھایا (الخ) اور اس کے علاوہ اس کی اور بھی (کئی) مثالیں ہیں۔

مذکورہ قاعدے پر تفریع

اسی بنا پر حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے عیدگاہ میں نماز پڑھنے کا ارادہ کرنے والے شخص کو، نمازِ عید کی ادائیگی سے قبل، نفل نماز پڑھنے سے روکا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ "اے امیر المؤمنین! مجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے پر عذاب نہیں دیں گے۔" تو حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے جواباً فرمایا کہ "میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کسی کام پر ثواب ہی عنایت نہیں فرماتے، جب تک کہ حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُسے نہ کیا ہو یا اس پر آپؐ نے کسی کو آمادہ نہ کیا ہو۔ پس تمہاری یہ نماز بے فائدہ وعبث ہے ــــــ اور بے فائدہ کام حرام ہے۔ پس مجھے یقین ہے کہ تمہاری اس نماز پر اللہ تعالیٰ کے نبیؐ کی مخالفت کے باعث خدا تمہیں عذاب دے گا۔"

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ:

"صبح کے طلوع ہونے کے بعد فجر کی دو رکعت سنت سے زائد (نفل) پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نماز کے معاملہ میں اپنے حرص کے باوجود ان دو رکعتوں پر اضافہ نہیں فرمایا۔"

ملاحظہ فرمائیے کہ صاحبِ ہدایہؒ نے کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے "عدم فعل" کو عبادات کے باب میں کراہت کی دلیل قرار دیا[1]۔ اسی طرح علماء امت نے "عملِ تسخیر" اور مخصوص طریقہ کے اوراد واذکار کے بدعت ہونے کے بارہ میں ارشاد فرمایا ہے جیسے کہ "مدخل لابن الحاج" میں ہے ــــــ اسی طرح ان لوگوں نے ایک نماز ایجاد کی ہے جسے "قضاء عمری" کہتے ہیں، اسی طرح جنازہ سے آگے آگے ذکر کرنا، بآوازِ بلند ذکر کرنا، عرس منانا، میلاد منانا، قوالی کرنا، چند ہاتھوں میں پھیر پھرا کر فدیہ کو زیادہ کرانے کا حیلہ کرنا جسے (مبتدعین کی اصطلاح) میں "حیلہ اسقاط" کہتے ہیں وغیرہ

[1] وکذا فی مجالس الابرار ص ۱۲۹

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

(وہ بدعتیں ہیں جو اس اصل کے خلاف لوگوں نے گھڑ رکھی ہیں۔ مترجم غفرلہٗ) حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے میت پر رحمدلی کے باعث قبروں پر قرآن کی تلاوت کو ترک فرمایا تھا اسی طرح مُردوں کے لئے "مروجہ ختمات" ان حضرات نے نہیں فرمائے۔ اذان سے پہلے یا بعد یہ مروجہ صلوٰۃ وسلام، آپ کے یوم پیدائش کو میلہ بنانا اور عرس منانا وغیرہ (کوئی کام بھی ان حضرات رضی اللہ عنہم نے نہیں کیا) ؎

وکل ھدی النبی قد رجع
فما ابیح افعل ودع مالم یبح

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سنت وسیرت کو ہی ترجیح دی گئی ہے پس جو چیز (اس میں) جائز قرار دی گئی ہے اسے کرو اور جس چیز کو جائز نہیں قرار دیا گیا اسے چھوڑ دو۔"

چوتھا اصل: (صحابہ کرامؓ کی پیروی بھی دین کا حصہ ہے)

حضرت عرباض بن ساریہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، جس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ:-

فعلیکم ما عرفتم من سنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی[1]

یعنی "میرے بعد میری اور خلفاء راشدین کی سنت کو جسے تم پہچان لو، لازم پکڑو۔"

اور حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ:-

"من کان منکم متأسیا فلیتأس بأصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فانھم کانوا أبر ھذہ الامۃ قلوبا، وأعمقھا علما وأقلھا

"تم میں سے جو کوئی اقتدار کرے تو چاہیئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحابؓ کی پیروی کرے کہ یہ حضراتؓ دلوں کے اعتبار سے اس اُمت کے نیک ترین، علم رہے

[1] رواہ الحاکم فی المستدرک جلد اول ص۹۷ وابوداؤد جلد اول ص۲۸۶ والترمذی وابن ماجۃ وصاحہ

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

تکلفا واقوم ھا ھدیا واحسنہا حالا۔ اختارھم اللہ تعالیٰ لصحبۃ نبیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فاقامۃ دینہ۔ فاعرفوا لھم فضلھم واتبعوھم فی اٰثارھم فانھم کانوا علی الھدی المستقیم"۔[1]

کے اعتبار سے انتہائی گہرے، تکلف کے اعتبار سے کم، سیرت اور کردار کے اعتبار سے سیدھے اور حال کے اعتبار سے بہت عمدہ تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی کی "صحابیت" کیلئے منتخب فرمایا، ان کی فضیلت پہچانو اور ان کے نقش قدم پر چلو کہ یہ حضرات سیدھی ہدایت پر ہی تھے"۔

علامہ طیالسیؒ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ:۔

"اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چن لیا چنانچہ آپؐ کو اپنی رسالت کے لئے بھیجا اور انہیں اپنے علم کے لئے منتخب فرمایا۔۔۔ پھر بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو آپؐ کے لئے آپؐ کے اصحابؓ کو چنا تو ان حضراتؓ کو خدا تعالےٰ نے اپنے دین کے مددگار اور اپنے نبیؐ کے لئے وزراء بنایا۔ پس جس چیز کو یہ مؤمن اچھا سمجھیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اچھی ہوگی اور جس چیز کو یہ حضرات برا جانیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی قبیح ہوگی"۔[2]

اور حضرت ابراہیم نخعی (رحمہ اللہ) المتوفی ۹۵ھ جو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے استاد ہیں، فرماتے ہیں کہ:۔

لو رأیت الصحابۃ (رضوان اللہ اجمعین) یتوضأون الی الکوعین، لفعلت کفعلھم وان کنت اقرأھا الی المرافق لانھم ارباب العلم واحرص الخلق علی اتباع رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ولا یتھمون فی شیئ من الدین

"اگر میں صحابہ کرامؓ کو کلائیوں تک دھوتے دیکھتا تو ان کے فعل کی طرح میں بھی کلائیوں تک دھوتا اگرچہ میں (قرآن میں) الی المرافق پڑھتا۔ اس لئے کہ یہ حضرات علم والے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں تمام مخلوق سے زیادہ حریص ہیں اور ان حضرات پر کسی دینی معاملہ میں تہمت نہیں باندھی

---

[1] بحوالہ المدخل جلد اول ص۶۱ [2] مسند طیالسیؒ ص۳۳

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ولا یظن ذلك بهم الا ذو ریبة فی دینه ..... فکل ما لم یفعلوه، اذا فعل بعدهم، کان نقصا فی الدین" انتهی[له]

جا سکتی اور اس کا گمان ان حضرات کے بارے میں صرف وہی شخص رکھ سکتا ہے جس کے دین و ایمان میں کھٹکا ہو ..... پس ہر وہ کام جسے صحابہ کرامؓ نے نہیں کیا ہو اور ان کے بعد اسے کیا جائے تو وہ دراصل دین میں کمی اور نقصان ہوگا"

اور مجالس الابرار میں اغاثة اللهفان سے منقول ہے کہ:۔
"ان لوگوں کا صحابہ کرامؓ کے بعد نئی گھڑی ہوئی چیز پر اجماع تمہیں کہیں دھوکے میں مبتلا نہ کر دے، بلکہ تمہیں صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے احوال اور اعمال کی جستجو اور تفتیش کرنی چاہیئے اس لئے کہ تمام لوگوں کی بنسبت زیادہ جاننے والے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جو صحابہؓ کے طریقے کے زیادہ جاننے والے اور ان کی طرح کی راہ چلنے والے ہوں اس لئے کہ انہی حضرات سے دین لیا گیا اور یہی حضرات صاحب شریعتؐ سے نقلِ دین کی بنیاد ہیں۔ پس مناسب ہے کہ آپ رسولِ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ کے لوگوں کی موافقت کے سلسلہ میں اپنے زمانہ کے لوگوں کی خوب خوب مخالفت کریں"

حضرت ابو شامہؒ فرماتے ہیں کہ:۔

فحیث جاء الامر بلزوم الجماعة فالمراد به لزوم الحق واتباعه، وان کان المتمسك به قلیلا والمخالف له کثیرا لان الحق ما کان

"جہاں جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم وارد ہوا ہے وہاں اس سے مراد حق کو لازم پکڑنا اور حق کی تابعداری کرنا ہے اگرچہ اس کو اختیار کرنے والے کم اور مخالفین زیادہ ہوں اس لئے کہ حق وہی امر ہے

له المدخل جلد اول ص۱۴۲ و جلد رابع ص۲۶۳

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

علیه الجماعة الاولی، وهم الصحابة رضی اللہ عنہم ولا عبرة لکثرة الباطل بعدهم۔

جس پر پہلی جماعت گامزن تھی اور پہلی جماعت سے مراد صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں اور ان کے بعد باطل کی کثرت کا کوئی اعتبار نہیں۔"

اور مدخل لابن الحاج میں مذکور ہے کہ :-

"حاصل کلام یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو سلف صالحین کے بعد گھڑ لی گئی ہو، اسے یا تو ان حضرات نے جانا ہو گا اور اس کو شریعت کے موافق سمجھا ہو گا ——— یا اُسے انہوں نے نہیں جانا ہو گا، اللہ کی پناہ! کبھی ایسا ہو سکتا ہو۔ اس لئے کہ اس سے سلف کی تنقیص اور بعد کے لوگوں کی ان پر برتری لازم آتی ہے اور یہ بات طے ہے کہ وہ حضرات تمام چیزوں میں سب لوگوں کی بنسبت کامل ترین تھے اور اتباعِ شریعت کے بارے میں شدید ترین ——— اور اگر اس نو ایجاد امر کو انہوں نے جانا ہو لیکن اس پر عمل چھوڑا ہو، تو ان کا یہ ترک کسی سبب سے ہو گا۔ یا تو وہ کام ہی ایسی نوعیت کا ہو گا کہ اس کا ترک واجب ہو ——— تو پھر ایسے کام کا کرنا کیسے ممکن ہے، یہ بات تو سمجھ میں بھی نہیں آسکتی۔ اور اگر اس کام کو انہوں نے جانا ہی نہ ہو تو پھر جو شخص اُن کے بعد اس کو جاننے کا دعویٰ کرتا ہے، وہ ان کی بنسبت زیادہ عالم، بہتر، نیکی کے طریقوں کو زیادہ جاننے والا اور ان طریقوں کا زیادہ حریص ثابت ہو گا ——— اگر یہ کام اچھا ہوتا تو وہ حضرات ضرور اس کو جان لیتے اور ان کے لئے یہ ظاہر ہوتا اس لئے کہ یہ ثابت ہے کہ وہ تمام لوگوں کی بنسبت زیادہ دانشمند اور زیادہ جاننے والے تھے۔"

اور شرح "جوہرۃ التوحید" میں ہے کہ :-

"دینی امور میں اتباع سلف کے سلسلہ کی ہر نیکی ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہی لی جاسکتی ہے اور انہی کی راہ سے اسے پہچانا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ قرآن مجید رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اُترا، اور یہ سب کچھ ان کے سامنے اُترا، تو یہ حضرات دوسرے سب لوگوں کی بنسبت،

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

دین کے حلال وحرام، اس کے عقائد، عبادات اور دینی امور میں اس کے معاملات زیادہ جاننے والے تھے اور ہم ان امور کو مختصر اور مفصل طریقے سے انہی سے حاصل کرتے ہیں۔ پس جو کام صحابہؓ اور تابعینؒ کے زمانہ میں باعثِ قربت وثواب ہو، تو وہ آج بھی ثواب کا کام ہوگا، اور جو اس طرح نہ ہو وہ قربت وثواب کا ذریعہ بن ہی نہیں سکتا۔" [1]

احادیث اور آثارِ صحابہؓ بھی، صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے اتباع پر دلالت کرتے ہیں جیسے کہ علامہ بغویؒ نے حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت کی ہے:۔

أصحابي كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم۔ "کہ میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں، ان میں سے جس کی بھی اقتدار کروگے راہ راست پاؤگے۔"

اسی طرح اس روایت کو ابن عدیؒ نے "الکامل" میں "بایھم اخذتم" کے الفاظ سے نقل کیا ہے۔ اور علامہ بیہقیؒ نے اس روایت کو ایسی مختلف سندوں سے نقل کیا ہے کہ جن کے ذریعے سے یہ "حَسَن" کے درجہ تک پہنچتی ہے۔ پس یہ روایت "حَسَن" ہے۔ اور "المدخل" میں بیہقیؒ سے اسی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔ دارقطنیؒ نے "الفضائل" میں اور اسی طرح ابن عبد البرؒ اور عبد بن حمید نے اپنی "مُسْنَد" میں اور دارمیؒ نے نیز "سنجریؒ" نے "الابانہ" میں اور حاکم نے بھی اسے نقل کیا ہے۔ انتھی ملخصا من تحفۃ البیضاء۔ [2]

امام احمد (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ:۔

"سنّت کی بنیاد ہمارے نزدیک صحابہؓ کرامؓ کے عمل پر مضبوطی سے جمے رہنا، ان کی پیروی کرنا اور بدعت ترک کر دینا ہی ہے۔

[1] المدخل ص ۱۶۱ [2] حفاظ حدیث نے اس حدیث پر کلام کیا ہے جیسے کہ ہم نے اپنی کتاب ضیاء النور جلد اوّل ص ۱۲۳ میں ذکر کیا ہے۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کہ ہر بدعت گمراہی کا ذریعہ ہوتی ہے:۔
اور مجالس الابرار میں ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ارشاد خیر القرون قرنی الذی بعثت فیھم، ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یفشو الکذب[1] کے پیش نظر کسی آدمی کے لئے بھی دینی معاملہ میں صاحب شریعت کے علاوہ، یا اس شخص کے علاوہ جس کے لئے صاحب شریعت نے بھلائی اور بہتری کی گواہی دی ہو ـــــ کسی اور کی تقلید کرنی ناجائز ہے۔ اور ایسے شخص کی بھی (تقلید کرنی ناجائز ہے) کہ جس کے لئے صاحب شریعت نے جھوٹے ہونے کی گواہی دی ہو ـــــ یا اس پر اعتماد اور بھروسہ کرنے سے صاحب شریعت نے روکا ہو۔ پس ایسے لوگوں کی باتوں اور افعال پر اعتماد اور بھروسہ نہ کیجئے، اس لئے کہ اصحاب قرون مفضلہ کے بعد جو کوئی بھی آئے گا وہ بدعت کے بارے میں کہے گا کہ یہ مستحب ہے، پھر وہ اس مدعا کے ثبوت میں اہل خیر القرون سے ہٹ کر دلیل لائے گا۔ پس ایسی چیز ایسے کسی شخص سے ہرگز قبول نہیں کی جائے گی اس لئے کہ کسی دوسرے شخص کی تقلید و اقتداء، محض حسن ظن کی بنیاد پر، صرف اس وقت جائز ہوتی ہے جبکہ وہ (دوسرا) منصف مزاج مجتہد ہو، نہ کہ اس شخص کی، جو کہ خود مقلد ہو ـــــ لیکن جبکہ زمانہ دراز سے (عمومی) اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے، تو مجتہد کے مذہب کی پہچان، کا راستہ علماء کے درمیان کسی مشہور اور معتبر کتاب کی نقل، اور ایسے راست باز اور بے غبار حضرات کے اخبار میں، منحصر ہو کر رہ گئی ہے ـــــ جن کے علم و عمل پر اعتماد کیا گیا ہو۔ پس ہر کتاب پر عمل کرنا جائز نہیں، کیونکہ اس زمانہ میں ایسی کتابیں سامنے آگئی ہیں جنہیں ضعیف اور کمزور (ناقابل اعتماد) لوگوں نے جمع کیا ہے ـــــ اور نہ ہی ہر عالم کے قول پر عمل کرنا جائز ہے اس لئے کہ قرون ثلاثہ کے بعد لوگوں میں فسق کا غلبہ ہو گیا ہے۔ اور وہ شخص جس کی حالت، عدالت اور فسق کے بارہ میں پوشیدہ ہو ـــــ وہ بھی فاسق ہی کے حکم میں ہے۔ پس ایسی عدالت ضروری ہوگی جو سچائی کی جانب کو ترجیح دینے والی بن سکے تاکہ پھر اس (عدالت)

---

[1] (ترجمہ) یعنی "بہترین لوگ میرے زمانہ کے وہ لوگ ہیں جن میں مجھے مبعوث کیا گیا ہے پھر ان سے پیوستہ زمانہ کے لوگ، پھر ان سے ملے ہوئے زمانہ کے لوگ، پھر (اس کے بعد) جھوٹ پھیل جائے گا"۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کے بعد اس (عدول) کی بات دینی امور کے بارے میں قبول کی جا سکے (خدا
تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے اپنی خوشنودی کے موافق عمل کرنا آسان فرماویں)۔
اور وہ عمل جو صحابہ کرامؓ سے گاہ گاہ سرزد ہوا، اور جسے اکثر اصحابؓ
نے نہ جانا ہو ـــــ تو ایسا عمل یا تو اجتہاد کا نتیجہ ہوگا اور یا پھر ایسی حدیث کی وجہ
سے ہوگا جو اس (عمل کرنے والے) صحابی نے سُنی ہو اور بعد میں منسوخ ہو چکی ہو
اور اُس (صحابی) کو اس حدیث کے نسخ کا علم نہ ہوا ہو ـــــ (پس ایسا عمل
واجب الاتباع نہیں ہوگا۔ مترجم) اس لئے کہ وہ اتباع، جس کا حکم دیا گیا ہے وہ
"اصحابی" کے عنوان سے وارد ہوا، اور لفظ "اصحاب"، جمع مکسّر کا صیغہ ہے
جو معرفہ (ضمیر متکلم) کی طرف مضاف ہو کر ـــــ استغراقِ حقیقی کا فائدہ
دیتا ہے (یعنی تمام کے تمام اصحابؓ) یا استغراقِ عُرفی ہے یعنی اکثر صحابہؓ
ـــــ اور باقی صحابہؓ نے خاموشی اختیار کی ہو ـــــ اور یہی حال لفظِ "قرنی"
کا ہے کہ اس سے وہ فعل مراد لیا جائے گا جو اس قرن (زمانہ) میں عام رائج
ہو۔ پس حضرت عمرؓ کا قول، جس میں انہوں نے منع فرمایا ہے ـــــ شرعی حکم ہوگا جبکہ ابن
عمرؓ سے جو کچھ مروی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے سمجھا
جائے گا پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی ان کی موافقت نہیں کی۔

اور حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا:

"اے قراء کی جماعت! اللہ سے ڈرو اور اپنے سے پہلے گذرے ہوئے (اسلاف) کا طریقہ اختیار کرو۔ اگر تم بالکل سیدھے رہو گے تو بہت ہی آگے بڑھ جاؤ گے (یعنی نیکی میں) اور اگر تم دائیں بائیں مُڑ کر چلنے لگو گے تو بہت دور کی گمراہی سے دوچار ہو جاؤ گے۔"

ایک دوسری روایت میں حضرت حذیفہ بن الیمان سے مروی ہے کہ:

"ہماری راہوں کا اتباع کرو، اگر تم ہمارے نقشِ قدم پر چلے تو بہت آگے بڑھ جاؤ گے اور اگر ہماری مخالفت کا ارتکاب کرو گے تو دور کی گمراہی میں پڑ جاؤ گے۔" [1]

---

[1] کتاب البدع والنہی عنہا ص۱۱

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور "نوح الجامع" نے ابوحنیفہؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:
"سلف کے طریقہ اور نقشِ پا کو لازم پکڑو اور ہر نئے گھڑے ہوئے کام اور بدعت سے بچو"
امام اعظمؒ کا یہ قول ابن قدامہؒ نے ذکر کیا ہے۔
حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ:

اتبعوا ولا تبتدعوا فقد کفیتم۔ [1]	"یعنی تابعداری اختیار کرو اور نئی راہ مت ایجاد کرو، ایسا کروگے تو یہی تمہارے لئے (شر سے بچنے کے لئے) کافی ہوگا"

علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ:
"اہل سنت والجماعت یوں کہتے ہیں کہ ہر وہ فعل اور قول جو صحابہ کرامؓ سے ثابت نہ ہو، وہ بدعت ہے۔ اس لئے کہ اگر یہ بھلائی کا کام ہوتا تو وہ ہم سے اس کے بارے میں آگے بڑھتے، اس لئے کہ بھلائی کی خصلتوں میں سے کوئی کام ایسا نہیں رہا جس کی طرف وہ پہلے نہ لپکے ہوں" [2]
اور امام غزالی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

البدعة عبارة عن احداث مقالة غیر مأثورة عن السلف ـــ وقال ـــ واما مبتدعاً، فمن حیث انه ابتدع قولا لم یتعهد من الصالح التصریح به۔ [3]	یعنی "بدعت کسی ایسی بات کی ایجاد کا نام ہے جو سلف سے منقول نہ ہو۔ ـــ اور آگے چل کر کہتے ہیں کہ ـــ (ایسے شخص کو) بدعتی اس حیثیت سے کہتے ہیں کہ اس نے کسی ایسے قول کو ایجاد کر لیا، جس کی صراحت سلفِ صالح سے منقول نہیں ہے"

امام شعبیؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

ماحدّثوك عن اصحاب محمدؐ	یعنی "یہ لوگ جو چیز صحابہ کرامؓ سے نقل

---

[1] الباعث ص۹ [2] ابن کثیر جلد چہارم ص۱۵۶ [3] فیصل التفرقة بین الاسلام والزندقة ص۱۳

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

فشد عليه يدك وما حدثوك من رأيهم فبُل عليه۔

کریں تو اُسے اپنے ہاتھوں سے مضبوطی سے تھام لو، اور جو کچھ وہ اپنی رائے سے نقل کریں تو اس پر پیشاب کرو۔

فكل خير في اتباع من سلف
وكل شر في ابتداع من خلف

(یعنی اسلاف کے اتباع میں بھلائی ہی بھلائی ہے اور اخلاف (پچھلوں) کے اتباع میں نقصان اور شر ہی شر ہے۔)

مذکورہ اصل پر تفریع

پس وہ تمام نو پیدا اور نوایجاد امور، جو صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے بعد گھڑے گئے ہوں (اور باعث ثواب سمجھے جاتے ہوں۔ مترجم عفرلہ) ... بدعات کہلاتے ہیں ان سے بچنا چاہیئے۔ جس طرح کہ جنازہ کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا، جنازہ کے فوراً بعد (اسی ہیئت صفوف میں) دعا کرنا، قبروں پر قرآن مجید (مصحف لے جاکر) پڑھنا (یا اسی طرح کی تلاوت کا اہتمام کرنا۔ مترجم)، عیدین اور جمعہ کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا، جمعہ کے دن کام نہ کرنا (کہ ترک بیع و معاملات کا حکم صرف وقتِ جمعہ کے لئے ہے، پہلے یا بعد کے لئے نہیں ہے)، ذکر با آواز بلند کرنا اور ملاقات کے موقعہ پر جھکنا وغیرہ ـــــ اور اسی طرح وہ بدعتیں جو میت کے موقعہ پر کی جاتی ہیں جنہیں ہم نے پچاس (۵۰) تک گنا ہے ـــــ اسی طرح ختنہ کی تقریب میں حاضری دینا، قبر میں اذان دینا اور اذانِ (فرائض) سے قبل یا بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا ـــــ وغیرہ (وہ بدعتیں ہیں جو اس مذکورہ قاعدے کی رُو سے رد کی جاسکتی ہیں اس لئے کہ یہ تمام امور صحابہ کرامؓ سے منقول نہیں ہیں۔ مترجم غفرلہ)۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

پانچواں اصل: ہر نئی گھڑی ہوئی چیز بدعت ہے، پس ترک اور منع کا اصل سبب احداث (یعنی گھڑنا) ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر اور عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہم) سے منقول ہے کہ:

"دین دو چیزوں سے عبارت ہے ــــ کلام اور سیرت (ہدی) ــــ پس بہترین کلام، اللہ کا کلام ہے اور بہترین سیرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت ہے، نئی گھڑی ہوئی چیزوں سے خود کو بچاؤ اس لئے کہ بدترین امور، گھڑے ہوئے (ایجاد کردہ) امور ہی ہیں۔ ہر نوایجاد امر بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے"۔[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو ردٌّ۔[2]

"یعنی جو ہمارے اس دین میں ایسی نئی چیز پیدا کرے گا، جو اس دین میں پہلے سے نہ ہو، تو وہ چیز مردود ہوگی"۔

حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ:

"ہر نوایجاد چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے بدترین وہ امور ہیں جو بعد میں گھڑ لئے جائیں"۔

اسی طرح حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے بھی منقول ہے۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک بڑی جماعت نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے جیسے کہ "اصل سادس" کے ذیل میں عنقریب آرہا ہے۔

ابوطاہر السلفیؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ:

"نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اے ابوہریرہ! لوگوں کو

---

[1] کتاب البدع صـ ۲۲ [2] متفق علیہ

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

قرآن سکھاؤ اور خود بھی سیکھو اس لئے کہ اگر اس حالت میں وفات پاؤ گے تو فرشتے (اس کثرت سے) تیری قبر کی زیارت کو آئیں گے جس کثرت سے کہ بیت اللہ کی زیارت کی جاتی ہے اور لوگوں کو میری سنت کی تعلیم دو، اگرچہ وہ اسے بُرا محسوس کریں۔ اور اگر تو پل صراط پر پلک جھپک برابر بھی رکنا نہ چاہے (بلکہ جلدی سے گزرنا چاہے۔ مترجم) تو دین میں اپنی رائے سے کچھ ایجاد مت کر۔"

پس احداث اور بدعت سے ڈرانے کی اصل علت وسبب اِن دونوں چیزوں کی "نوپیدی" اور "گھڑنتو" ہونے کی صفت ہے۔ اِس وعید (ڈرانے) کی علت وسبب یہ نہیں کہ یہ چیزیں خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے خلاف ہیں۔

اس تقریر سے مبتدعین کا یہ اعتراض از خود دفع ہو جاتا ہے کہ "اس چیز سے روکنے کا کوئی حکم وارد نہیں ہوا" (اس لئے اس کو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مترجم غفرلہٗ) کہ بدعت صرف اس وجہ سے ممنوعہ شے قرار دی گئی ہے کہ وہ محدث (اور نو ایجاد) ہے۔ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی اُمت کو نئی گھڑی ہوئی چیزوں پر عمل پیرائی سے ڈرایا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ:

"ایاکم و محدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ" یعنی "خبردار! نئی گھڑی ہوئی چیزوں سے بچو کہ نئی ایجاد کی ہوئی چیز گمراہی ہے۔"

چنانچہ آپؐ نے (اس ارشاد میں) "گمراہی ہونے" کا حکم اس چیز کے "نوپید" اور "نو ایجاد" ہونے کے باعث لگایا، نہ اس وجہ سے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم کے خلاف ہے۔ اور اصولِ فقہ میں یہ بات طے ہو چکی ہے کہ "کسی وصف کی وجہ سے حکم کو مرتب کرنا اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ وہ وصف (دراصل) اس حکم کی علت ہے۔ پس (اس حدیث میں) "ڈرانے" اور "ضلالت ہونے" کا حکم اس بات کی علامت

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ہے کہ کسی امر کا "نوپید" اور "نو ایجاد" ہونا ہی اس "تحذیر" (ڈرانے) اور "ضلالۃ" (گمراہی ہونے) کی علت ہے۔"

پس شریعت میں نئی چیزیں ایجاد کرنی ــــ اور بدعت کے تمام افراد، ممنوع اور ناجائز ہوں گے۔ اس لئے کہ علتِ احداث وابتداع، بدعت کے تمام افراد میں پائی جاتی ہے اور شریعت میں اس بدعت کی، حسنہ اور سیئہ کی طرف تقسیم کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ اس بات کی وضاحت شیخ مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں، ــــ علامہ شاطبیؒ نے "الاعتصام" میں اور ابن حجرؒ نے اپنے "فتاویٰ" میں -- اور اسی طرح اصول السنن ص ۶۲ میں کی ہے۔ اور جن بزرگوں سے بدعت کی یہ تقسیم منقول ہے تو خیال رہنا چاہیئے کہ وہاں "بدعتِ لغوی" مراد ہے نہ کہ اصطلاحی بدعت۔[1] پس جو کوئی شخص دین میں، قول یا فعل کی، کوئی ایسی بدعت ایجاد کرلے، جس کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہے ــــ تو اس نے شریعت میں ایک ایسا کام ایجاد کرلیا جس کا حکم خدا تعالیٰ نے نہیں دیا۔ پس معلوم ہوا کہ ہر وہ بدعت جو بدنی عبادات کے سلسلہ میں کی گئی ہو، بدعتِ سیئہ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتی۔

نئی ایجاد کردہ چیز کی دو[2] قسمیں ہیں۔ ایک قسم تو یہ ہے کہ کوئی چیز پہلے تو موجود نہیں تھی لیکن کسی داعیہ اور حاجت کے پیشِ نظر ایجاد کرلی گئی، جیسے کسی ایسے شبہ کے ازالے کے لئے دلائل ترتیب دینا، جو صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں موجود نہ تھا۔ یا نئے پیش آنے والے مسائل کے سلسلہ میں دلائل کی ترتیب ــــ پس ایسی صورت میں اہلِ شریعت اِن مسائل پر غور کرنے ــــ اور اِن مسائل کو اُن اصولوں پر جاری کرنے کی طرف محتاج ہوتے ہیں جن کے ذریعے دین کی تکمیل ہوئی ــــ اور یہی حکم ان مسائل کا بھی ہے جن پر آں حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ میں کسی مانع کی وجہ سے عمل

---

[1] تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہوں ایضاح الحق ص ۱۰۱، فتاویٰ ابن حجر ص ۲۰۶، ہدایۃ السائل ص ۳۵۵، الاعتصام ص ۱۵۳، تحفۃ الاخیار ص ۱۹۳، ص ۲۰۰، آکام النفائس ص ۶۷، مأۃ مسائل ص ۸۶ اور ترویج الجنان ص ۱۶۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

نہیں ہو سکا تھا، جیسے کہ بیس[۲۰] رکعت تراویح باجماعت ادا کرنا ۔۔۔۔۔ کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں فرضیت کا خوف، اس پر مواظبت اور ہمیشگی کرنے سے مانع تھا (جیسے کہ بعض روایات میں اس کی صراحت موجود ہے۔ مترجم غفرلہ)
پس جب زمانۂ وحی کے اختتام کے بعد خوف فرضیت کا مانع جاتا رہا تو اب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شروع کردہ ایسے کام کی طرف لوٹنا صحیح ہوگا جو انہوں نے شروع کرنے کے بعد، مانع کی وجہ سے ترک کر دیا تھا۔

پس یہ قسم دین میں نئی ایجاد نہیں کہلائے گی بلکہ یہ ایسے امر کا اظہار کہلائے گی جو حضور (صلے اللہ علیہ وسلم) کا عمل فرمودہ تھا، لیکن مانع کی وجہ سے ترک کیا گیا تھا ۔۔۔ جیسے کہ صلوٰۃ تراویح یا مصالح مرسلہ کی قسم کی چیزیں یا وسائل وغیرہ یا استحسان کی قسم کی کوئی چیز ۔۔۔۔ جس کا حاصل ایک ضروری امر کی حفاظت اور دین میں لازم آنے والے حرج کا دفع کرنا ہے چنانچہ یہ قسم مقاصد میں سے ہی نہ رہی۔ (بلکہ دینی امر کی حفاظت یا دفعِ حرج کی نوعیت کی اضافی چیز ہوئی۔ مترجم غفرلہ)۔

دوسری قسم وہ امر، جو ایسی صفت کے ساتھ پیدا کیا گیا ہو، جو صحابۂ کرام ﷺ کے زمانہ میں نہیں تھی اور نہ ہی اس صفت کے وجود سے کوئی مانع پایا جاتا تھا، جیسے جنازہ کے آگے آگے ذکر کرنا، اذان سے (قبل یا) بعد صلوٰۃ وسلام اور خطبوں اور اذانوں میں نغمہ سرائی کے مختلف انداز ؎

ہوس بالائے ممبر ہے تجھے رنگین بیانی کی
نصیحت بھی تری صورت ہے اک افسانہ خوانی کی

یا وہ امر جو وقت کی تخصیص کے ساتھ ایجاد کیا گیا ہو، جیسے صدقہ اور سورۂ "ملک" کی تلاوت کے لئے جمعرات کی تخصیص ۔۔۔ تو یہ قسم دین میں نئی ایجاد کہلاتی ہے اور یہی مذموم بدعت ہے۔

ہشام بن عروہ سے منقول ہے کہ:
"لوگوں سے ان کی بدعتوں کے بارے میں سوال نہ کرو، کیونکہ اس کے لئے تو انہوں نے جواب تیار کر رکھا ہوتا ہے۔ البتہ ان

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

سے سنّت کے بارے میں سوال کرو۔"

اور احیاء العلوم میں ہے کہ:

"مروان نے جب عید کی نماز کے لئے عیدگاہ میں ممبر بنوایا، تو حضرت ابو سعید خُدریؓ (مجمع میں) اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا "یا مروان! ما ھٰذہ البدعۃ؟" (مروان! یہ کیا بدعت ہے؟) تو مروان نے جواب دیا کہ "یہ بدعت نہیں ہے، یہ اس سے بہتر چیز ہے جو تم جانتے ہو لوگوں کا ہجوم بڑھ گیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ان تک آواز پہنچے۔"

تو ابو سعید خُدری نے فرمایا کہ: "بخدا میری معلومات سے تم کبھی بھی بہتر چیز نہیں لاسکتے۔ بخدا میں آج تمہارے پیچھے نماز نہیں پڑھوں گا۔"

حضرت خُدریؓ نے اس امر کو اس لئے بُرا جانا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) عید اور استسقاء کے خطبہ میں کمان یا لاٹھی پر ٹیک لگایا کرتے تھے، نہ کہ ممبر پر۔

مشہور حدیث ہے کہ:

من احدث فی امرنا ھٰذا مالیس منہ فھو ردٌّ۔

"ہمارے اس دین میں جو شخص ایسی نئی چیز ایجاد کرے گا جو اس میں سے نہ ہو، تو وہ چیز مردود ہوگی۔"

اور دوسری حدیث میں ہے کہ:

من غش امتی فعلیہ لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین۔

"جو شخص میری امت (کے دین میں) ملاوٹ کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔"

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سوال کیا گیا کہ وما غش امتک؟ (آپؐ کی امت کے ساتھ ملاوٹ (کے معاملہ) سے کیا مراد ہے؟) تو حضورؐ نے فرمایا:

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ان یبتدع بدعة یحمل الناس علیھا۔ "کہ کوئی بدعت ایجاد کر کے لوگوں سے اس پر عمل کرائے۔"

اور حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے:

ان للہ عزوجل ملکاً ینادی کل من خالف سنة رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لم تنله شفاعتی۔ "کہ خدا تعالیٰ کا ایک (خاص) فرشتہ ہے جو باآوازِ بلند کہتا رہتا ہے کہ جو بھی رسول اللہ کی سنت کی مخالفت کرے گا وہ میری شفاعت سے محروم ہوگا۔"

بدعت کے واسطہ سے، خلافِ سنت چیز کی ایجاد کے سبب، دین پر زیادتی اور ظلم کرنے والے شخص کی مثال ـــــ بنسبت اس شخص کے جس نے کوئی عام گناہ کر لیا ہو۔۔۔۔ ایسی ہے جیسے کہ وسطِ مملکت میں بادشاہ کی نافرمانی اور بغاوت کرنے والا' بنسبت اس شخص کے جو بادشاہ کی کسی معینہ خدمت میں اس کی حکم عدولی کرے، کہ اس کو بعض اوقات معاف بھی کر لیا جاتا ہے۔ بخلاف وسطِ مملکت میں نافرمانی (بغاوت) کرنے والے کے، کہ اسے کبھی بھی معاف نہیں کیا جاتا۔[1]

حاصلِ کلام یہ ہے کہ ہمیں دین میں اُمور ایجاد کرنے اور گھڑنے سے روکا گیا ہے۔ بموجبِ فرمانِ نبوی "وشر الامور محدثاتھا" (کہ کاموں میں بدترین کام، گھڑے ہوئے کام ہیں) "ثم یفشوا الکذب" (یعنی قرون مفضلہ اور مشہود لہا بالخیر) کے بعد جھوٹ عام ہو جائے گا۔) کہہ کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں ڈرایا ہے۔ اسی طرح آپؐ نے فرقۂ ناجیہ (نجات پانے والے طبقہ و فرقہ) کے بارہ میں ارشاد فرمایا "ما انا علیہ واصحابی" (کہ یہ فرقہ وہ راستہ اختیار کرے گا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں) ـــــ اور "علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین" (یعنی میری سنت اور خلفاءِ راشدینؓ کے طریقہ کو لازم پکڑو) فرما کر ہمیں اپنے (اور اپنے اصحابؓ کے) طریقہ کی پیروی کا حکم دیا۔

---

[1] احیاء العلوم جلد چہارم ص۸۱ والمدخل۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

نیز یہ ارشاد فرما کر بھی:

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔ [لہ]

"کہ بہترین لوگ میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر ان سے پیوستہ زمانہ کے لوگ پھر اس سے پیوستہ زمانہ کے"

علامہ شوکانی رحمہ اللہ حدیث "۔۔۔لیس علیہ امرنا فھو رد" کی تشریح کے سلسلہ میں اپنی کتاب "شرح منتقی الاخبار" میں لکھتے ہیں کہ:

"یہ حدیث دین کی بنیادوں میں سے ہے۔ اس لئے کہ اس حدیث کے تحت بے شمار احکام آجاتے ہیں"۔۔۔۔ آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ۔۔۔۔"اس حدیث سے استدلال کا موقع، ہر وہ فعل اور ترک ہے، جس کے بارہ میں آپ کے اور آپ کے مقابل کے درمیان اس امر پہ اتفاق ہو گیا ہو کہ یہ (فعل یا ترک) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین میں شامل نہیں تھا، البتہ وہ (مقابل) اس حدیث کے تقاضا میں آپ کی مخالفت کر رہا ہو، اس طرح کہ اس حدیث کی رُو سے وہ امر باطل اور فاسد نہیں ہو سکتا ــــ اور (اس مخالفت میں وہ) اس قاعدے سے استدلال کر رہا ہو کہ اس قسم کا تقاضا تو صرف اس امر کی غیر موجودگی کر سکتی ہے جس کی غیر موجودگی کسی امر کے موجود نہ ہونے میں مؤثر ہو جیسے کہ شرط۔ (کہ اس کا عدم وجود مشروط کے "عدم" میں مؤثر ہے۔ مترجم عفرلہٗ) ــــ یا اس قسم کا تقاضا، صرف اس امر کا وجود کر سکتا ہے جس کی موجودگی کسی امر کے "عدم" (نہ ہونے) میں مؤثر ہو جیسے کہ "مانع"، (کہ اس کا وجود فعل کے عدم میں مؤثر ہے۔ مترجم غفرلہٗ) ــــ اور ایسے موقعہ پہ آپ اس مذکورہ حدیث کے اس عموم پہ ٹیک لگا کر، جو اس قسم کے تمام امور کے ہر ہر فرد پہ احاطہ کئے ہوتے ہے، (مخالف کی) اس

[لہ] رواہ الشیخان عن عمران بن حصین۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

تخصیص کا انکار کریں جس پر اس کے پاس اس مذکورہ (منطقی) اصطلاح کے علاوہ کوئی بھی دلیل نہیں۔ (اور یہ انکار آپ) یوں کہتے ہوئے کریں کہ ـــــ تمہارا یہ فعل ایک ایسا فعل ہے کہ جو حضورؐ کے دین میں سے نہیں، اور ہر ایسی چیز مردود ہوتی ہے۔

پس یہ فعل مردود ہے ـــــ اور ہر مردود باطل ہے

پس تمہارا یہ فعل بھی باطل ہے۔ (انتہیٰ کلامہ مختصراً)

یہ حدیث مبتدعین کی تمام (بدعات) گھڑی ہوئی نوایجاد امور کے ردّ کے سلسلہ میں آپ کے لئے کافی ہے ـــــ تو آپ یوں کہیں کہ یہ نوایجاد امر ہے، اور ہر نوایجاد چیز بدعت ہوتی ہے پس یہ بدعت ہے۔

○

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

چھٹا اصل : ہر ہر بدعت گمراہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ۔ [1] "اور جس کو راہ بھلادے اللہ، تو کوئی نہیں اس کو راہ دینے والا اور جس کو راہ سوجھا دے اللہ، اس کو کوئی نہیں بھلانے والا"

اور فرمانِ خداوندی ہے کہ :

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى۔ [2] "وہی ہیں، جنہوں نے خرید کی راہ کے بدلے گمراہی"

اور امام مسلمؒ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ:

قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ۔ [3] "یعنی بدترین کام نئے گھڑے ہوئے کام ہیں اور (دین میں) ہر نئی پیدا کردہ چیز گمراہی (ضلالت) ہے"

ابن عساکرؒ نے ایک روایت نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ :

وایاکم والبدعۃ فان کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ تصیر الی النار۔ "یعنی بدعت سے بچو، اس لئے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی (جہنم کی) آگ کی طرف لوٹتی ہے"

اسی طرح عبداللہ بن حسن لالکائیؒ (المتوفی ۴۱۸ھ) نے "السنۃ" میں شبابہ کی روایت نقل کی ہے۔ [4]

---

[1] الزمر ۳۶ و ۳۷ [2] البقرہ ۱۶ [3] وہکذا اخرجہ الامام احمد صـ۲ و صـ۳۷ ج ۴، وابوداؤد صـ۲۸۷، والحاکم صـ۹۷ ج ۱، وابن ماجہؒ صـ۵، ورواہ الترمذی صـ۹۲ ج ۲، والدارمی صـ۲۶ [4] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ضیاء النور صـ۸۹ ج ۱، وکتاب البدع والنہی عنہا لمحمد بن وضاحؒ (عن عرباض بن ساریہؓ) صـ۲۴، واحیاء العلوم صـ۷۹ ج ۱۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

حافظ ابن حجرؒ المتونی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں کہ :

"کل بدعۃ ضلالۃ یہ جملہ اپنے مفہوم اور منطوق (لفظ) کے اعتبار سے قاعدہ کلیہ (یعنی ہمہ گیر اصول) ہے۔ منطوق کے اعتبار سے یوں ـــــ کہ کہا جائے گا کہ ہر ایسا فعل، جس کا یہ حکم ہو، بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی (ضلالت) ہے۔ پس یہ فعل شریعتِ محمدیہؐ میں سے نہیں، اس لئے کہ شریعت پوری کی پوری سراسر ہدایت ہی ہدایت ہے۔" [1]

حافظ ابن رجبؒ فرماتے ہیں کہ :

"یہ حدیث اپنے لفظ کے اعتبار سے بتا رہی ہے کہ ہر وہ عمل جس پر رسول اللہؐ کا امر نہ ہو ـــــ وہ مردود ہے۔ نیز یہ حدیث اپنے مفہوم کے اعتبار سے بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہر وہ عمل جس پر نبی کریمؐ کا امر نہ ہو مردود ہے۔ یہاں "امر" سے مراد ـــــ پیغمبرؐ کا دین اور اس کی شریعت ہے جیسے کہ ایک دوسری روایت میں "امر" سے مراد یہی دین ہے (من احدث فی امرنا ھذا الخ) پس مطلب یہ ہوگا کہ وہ عمل جو شریعت سے باہر ہو اور شریعت کی قید سے آزاد ہو تو وہ عمل مردود ہوگا۔" [2]

ابن صفیؒ کہتے ہیں کہ "ان کل محدثۃ بدعۃ" "وکل بدعۃ ضلالۃ" یہ اس شکلِ اوّل کی پہلی قسم ہے جو نتیجہ کے اعتبار سے بالکل واضح ہے۔ (یعنی حدِ اوسط گرانے سے "کل محدثۃ ضلالۃ" موجبہ کلیہ بطور نتیجہ برآمد ہوگا۔ مترجم غفرلہٗ)۔

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ :

"یہ حدیث اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے شمار کی گئی ہے۔"

---

[1] فتح الباری ص۲۱۳ ج ۱۳ [2] جامع العلوم والحکم ص۵۲

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"یہ حدیث ایسی ہے کہ اسے یاد کرنا اور منکرات و بدعات کے ترک کرنے کے سلسلہ میں استعمال کرنا چاہیئے۔"

اور صوفی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

"اس حدیث کو شریعت کے دلائل میں نصف کہنا صحیح ہے۔"

حافظ ابو شامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

"لفظِ بدعت کا اطلاق، شریعت میں نازیبا اور ناپسندیدہ چیز کی ایجاد پر غالب ہو گیا ہے۔"

"بدعت" عبادات کو (اپنی طرف سے) اوقات کے ساتھ خاص کرنے کو بھی شامل ہے مثلاً جمعہ کی رات کو صدقہ دینے اور "سورۂ ملک" پڑھنے کے لئے خاص کرنا ــــــ اور اسی طرح ان ہیئتوں کو بھی شامل ہے جو ذکر کے لئے ایجاد کی گئی ہیں مثلاً حلقہ باندھنا، با آوازِ بلند ذکر کرنا ــــــ اور ہیئتِ اجتماعی کے ساتھ سنتوں کے بعد دعا (کا اہتمام) کرنا ــــــ خلاصہ یہ کہ ہر وہ فعل یا امر جو نبی کریم ﷺ سے منقول ہو وہ ہدایت ہے جیسے کہ ہر ممنوع فعل یا نو ایجاد کردہ کام گمراہی ہے۔ ہم نے اپنی کتاب ضیاء النور میں بدعت کے بہت سے معانی لکھے ہیں (تفصیل وہیں ملاحظہ ہو)۔

اُن تین زمانوں کے لوگوں کی سیرت، خلفاء راشدین کی سنّت اور وہ عمل جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مندوب قرار دیئے ہوئے عمل کے عموم کے تحت واقع ہو ــــــ اور شارع نے اس عمل کے کرنے کی تلقین کی ہو ــــــ یہ اُمور بدعت نہیں کہلائیں گے، جیسے کہ کوتاہ فہم لوگوں نے سمجھ رکھا ہے۔ اسی طرح دنیاوی اُمور بھی اپنے جواز کی وجہ سے بدعت نہیں کہلائیں گے۔[1]

حضرت شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ فتوح الغیب میں لکھتے ہیں کہ "اتبعوا ولا تبتدعوا"[2] (یعنی تابعداری کرو اور اپنی طرف سے چیزیں مت

---

[1] کذا فی "ہدایۃ السائل" ص ۳۷۱ [2] مقالہ ثانیہ۔ غنیۃ الطالبین ص ۷

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ایجاد کرو)۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہتے ہیں کہ:

"پیروی کنید سنت را و پیدا نہ کنید بدعتے را کہ نبودہ"۔ (شرح فتوح الغیب)

یعنی "پیروی و اتباع کرو سنت کی اور کوئی ایسی بدعت مت ایجاد کرو جو کہ دین میں نہ ہو"۔

یہ طے شدہ امر ہے کہ ہر وہ ہمہ گیر قاعدہ اور دلیل شرعی جو کئی جگہوں پر مکرر رہو اور کسی جگہ اس کے ساتھ کوئی تخصیص یا تقیید پیوست نہ ہو تو ایسا تکرار، اس قاعدہ کے اپنے عموم الفاظ کے تقاضے پر باقی رہنے کی دلیل ہے جیسے کہ ارشادِ خداوندی ہے:

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؎۱

"کہ اٹھاتا نہیں، اٹھانے والا بوجھ کسی دوسرے کا"۔

پس حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ ارشاد کہ "کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة"۔ اسی قسم کے قواعد اور کلیات میں سے ہے کہ یہ کئی جگہ پر مکرر آیا ہے اور کسی بھی آیت یا حدیث میں اس کی کوئی تقیید یا تخصیص وارد نہیں ہوئی اور نہ کہیں قرآن و حدیث میں اس کلیہ کے ظاہر کے خلاف کوئی چیز آئی ہے، تو اس حیثیت سے یہ اس بات کی دلیل ہوئی کہ یہ روایت اپنے عموم اور اطلاق پر ہی ہے ـــــــ اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ سلف صالحین اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی بدعتوں کی مذمت پر متفق ہیں۔ علامہ شاطبیؒ نے اس مبحث کو الاعتصام ج ۱ ص ۱۰۹ میں خوب پھیلایا ہے۔ ؎۲

خلاصۂ بحث

بدعات کے ردّ کے بارہ میں آپ یوں کہیں کہ "یہ امر بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے پس یہ امر گمراہی ہے"۔ پھر یوں کہیں کہ "یہ امر گمراہی ہے اور گمراہی آگ میں ہوگی"۔ اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ: "یہ عمل دین میں زیادتی ہے پس یہ بدعت ہے اس لئے کہ یہ کمال پر زیادتی ہے اور ایسی زیادتی گمراہی و ضلالت ہوئی

؎۱ النجم ۳۸ ؎۲ وھکذا فی ضیاء النور ص ۱۳۵ ج ۱

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ہے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ "آج میں پورا دے چکا تم کو دین تمہارا۔" [۱]

یہ آیت خبر ہونے کی وجہ سے نسخ کا احتمال نہیں رکھتی محکم ہے اور اس کی تخصیص، نسخ ہوگی پس یہ دلیل ہوگی اس امر کی کہ اس قسم کی تخصیصات یہاں نہیں چلیں گی۔ یا یوں آپ کہیں گے کہ "یہ امر خدا کی اجازت کے بغیر تشریع ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر تشریع شرک ہے" جیسے کہ ارشاد ربانی ہے:

اَمْ لَھُمْ شُرَکٰٓؤُا لَھُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَأْذَنْ بِہِ اللّٰہُ۔ "کیا ان کے اور شریک ہیں جو راہ ڈالی ہے انہوں نے اُن کے واسطے دین کی؟ جس کا حکم نہیں دیا اللہ نے۔" [۲]

یا یوں کہیئے کہ اس بدعی ہیئت اور نو ایجاد مقدار کو مستحسن سمجھنا خداوند تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے اور خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ایک بُرا اور شنیع کام ہے کہ اس کو خدا تعالیٰ نے بھی انتہائی بُرا قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ "یا جوڑتے ہو اللہ پر جو معلوم نہیں رکھتے؟" [۳]

پس خداوند قدوس نے ان لوگوں کو شنیع قرار دیا جو کوئی فعل یا قول —— دلیل وحجت (شرعی) کے بغیر کرتے ہوں۔ نیز خدا پر جھوٹ خدا کی نازل کردہ شریعت کے خلاف ہے اور وہ کسی صورت میں بھی شریعت میں سے نہیں کہلا سکتا بلکہ گمراہی اور اپنی طرف سے ایک نئی شریعت کی ایجاد ہی کہلائے گا۔

---

[۱] المائدہ ۳ [۲] الشوریٰ ۲۱ [۳] البقرہ ۸۰

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اصل مذکور پر تفریع

پس بدعت کبھی تو نوایجاد ہیئت کی صورت میں ہوگی، البتہ اس کی اساس و بنیاد ثابت ہوگی جیسے باواز بلند ذکر کرنا اور سنتوں کے بعد دعاء کے لئے اجتماع۔ (کہ ذکر اور دعاء دونوں مشروع الاصل ہیں البتہ یہ ہیئت کذائی بدعت اور نوایجاد ہے۔ مترجم غفرلہٗ) ـــــ اور کبھی بدعت وقت کے تعین کی صورت میں ہوگی جیسے کہ صدقہ وخیرات کے لئے جمعرات کو خاص کرنا، چالیسواں (چہلم)، برسی (سال کے بعد) کا اہتمام کرنا، جمعہ کی رات کو سورۂ ملک پڑھنا، صبح کی نماز، نماز جمعہ اور عیدین کے بعد مصافحہ کرنا (وغیرہ) ـــــ اور کبھی یہ بدعت جگہ کے تعین کی صورت میں ہوگی کہ اس جگہ پر شارع نے وہ کام نہیں کیا ہوگا جیسے کہ جنازہ، عیدین کے لئے نیز قبر پر اذان دینا ـــــ جنازہ کے بعد (اسی موقعہ پر) دعا کرنا اور اذان سے قبل یا بعد، زور زور سے صلوٰۃ وسلام پڑھنا وغیرہ۔

ـــــ اور کبھی بدعت التزام (یعنی کسی فعل کو لازم کرنے) کی صورت میں ہوگی جیسے کہ حضرت عمرؓ نے ان لوگوں پر نکیر فرمائی جو چاشت کی نماز التزامی طور پر مسجد میں پڑھتے تھے۔

ـــــ اور کبھی بدعت کسی ایسے کلمے کی ایجاد کرنے کی صورت میں ہوگی جو سلف سے منقول نہیں ہوگا جیسے کہ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ:

"ان طلب الدعاء من الاموات بدعة والاستمداد بهذا المعنیٰ لم تؤثر" یعنی "مُردوں سے دعا طلب کرنا بدعت ہے اور اس معنیٰ میں مدد مانگنا سلف صالحین سے منقول نہیں ہے۔"

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ساتواں اصل: رائے پر عمل پیرائی گمراہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ[1]

"اے داؤد! ہم نے کیا تجھ کو نائب ملک میں، سو تو حکومت کر لوگوں میں انصاف سے، اور نہ چل جی کی چاہ پر، پھر تجھ کو بچلاوے اللہ کی راہ سے مقرر جو لوگ بچلتے ہیں اللہ کی راہ سے، ان کو سخت مار ہے اور اس پر کہ بھلا دیا دن حساب کا۔"

اللہ تعالیٰ نے خواہشات کے اتباع کو ضلالت و گمراہی قرار دیا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ:

فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَىٰ[2]

"سو کہیں تجھ کو نہ روک دے اس سے وہ جو یقین نہیں رکھتا اس کا اور پیچھے پڑا ہے اپنے مزوں کے، پھر تو ٹپکا جاوے۔"

گویا حق سے روکنے والا اور انبیاء علیہم السلام سے عناد رکھنے والا صرف وہی شخص ہے جو خواہشات کا تابعدار ہو۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ:

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ[3]

"پھر تجھ کو رکھا ہم نے ایک رستے پر اس کام کے سو تو اسی پر چل، اور نہ چل چاؤں پر نادانوں کے۔"

---

[1] ص ۲۶ [2] طٰہٰ ۱۶ [3] الجاثیہ ۱۸

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ حضرت مالک بن انس رح سے روایت کرتے ہیں کہ:

انما انا بشر أُخطی وأُصیب فانظروا فی رأیی فکلما وافق الکتاب والسنۃ فخذوہ وکلما لم یوافق الکتاب والسنۃ فاترکوہ۔ [۱]

"یعنی بلاشبہ میں ایک انسان ہوں غلطی بھی کر سکتا ہوں اور صحیح بھی کہہ سکتا ہوں، پس تم لوگ میری رائے میں غور کرو، جب وہ کتاب وسنت کے موافق ہو تو اسے لے لو اور اگر کتاب وسنت کے خلاف ہو تو اُسے ترک کر دو۔"

علامہ شعبی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ:

"یہ لوگ جس چیز کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب (رضوان اللہ علیہم) سے نقل کرتے ہوں تو اسے اختیار کر لو، اور جس چیز کے بارے میں وہ اپنی ہی رائے پیش کریں تو اس پر پیشاب کر دو۔" [۲]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

العلم ثلاثۃ اشیاء، کتاب ناطق وسنۃ ماضیۃ ولا أدری۔ [۳]

"علم کل تین چیزیں ہیں، اللہ تعالیٰ کی بولتی ہوئی کتاب، گذشتہ اسلاف کے طریقے اور یہ کہ "میں نہیں جانتا"۔"

وعن أبی ھریرۃ (رضی اللہ عنہ) تعمل ھذہ الامۃ برھۃ من کتاب اللہ ثم تعمل برھۃ بسنۃ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ثم تعمل بالرأی، فاذا عملوا بالرأی فقد ضلوا وأضلوا [۴]

"حضرت ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ یہ امت ایک زمانہ تک کتاب اللہ سے (عمل کا) علم حاصل کرے گی، پھر ایک عرصہ تک سنت پر عمل پیرا ہوگی--- پھر رائے پر عمل کرے گی۔ پس جب یہ لوگ رائے پر عمل کرنا شروع کر دیں گے تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں

[۱] جامع بیان العلم وفضلہ ص۳۲ ج۲ [۲] جامع بیان العلم وفضلہ ص۴۲ [۳] جامع بیان العلم وفضلہ ص۲۳ [۴] کنز العمال ص۵ و ص۱۶۱ و رواہ ابو نعیم عن جابر (رضی اللہ عنہ)۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

وفی روایۃ "من قال فی الدین برأیہ فقد اتھمنی" وفی روایۃ "من تکلم بالرأی فقد اتھمنی فی الدین" [1] وروی الدیلمیؒ عن علیؓ "لا تقیسوا الدین فان الدین لا یقاس، واول من قاس ابلیس" [2]

کو بھی گمراہ کریں گے۔" اور ایک روایت میں ہے کہ "جو شخص دین میں اپنی رائے سے کچھ کہے گا تو وہ گویا مجھ پر تہمت باندھے گا" ایک اور روایت میں ہے کہ "جو شخص رائے زنی کرے گا تو اس نے مجھے دین کے بارے میں متّہم کر دیا" اور دیلمیؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ دین میں (اپنے خیال سے) قیاس مت کرو اس لئے کہ دین قیاس و خیال سے جانچنے کی چیز نہیں ہے۔ اور پہلا وہ شخص جس نے (دینی امر میں اپنے خیال سے) قیاس کیا، وہ "ابلیس" ہے۔

امام شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ:

"آپ کسی فرقہ کی طرف منسوب کوئی ایسا مبتدع نہیں پائیں گے جو اپنی بدعت پر شرعی دلیل سے استدلال نہ کرتا ہو، پس وہ شرعی دلیل کو اپنی عقل اور خواہش کے موافق اتارتا اور ٹھیک بٹھاتا ہے اور یہ معاملہ خدا کی اس ازلی حکمت میں ثابت ہے جس کو لوٹایا نہیں جا سکتا، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "یُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا" [3] اور فرمان ہے کہ: كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ" [4] لیکن ان لوگوں کو متشابہ دلائل میں سے

---

[1] رواہ الدیلمی عن انس (رضی اللہ عنہ) [2] کنز العمال ص۱۸۷ ج۱ [3] البقرہ ۲۶ (ترجمہ) "گمراہ کرتا ہے اس سے بہتیرے، اور راہ پر لاتا ہے اس سے بہتیرے۔" [4] المدثر ۳۱ (ترجمہ) "یوں بھٹکاتا ہے اللہ جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے جس کو چاہے۔"

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ہی، دلائل میسّر آتے ہیں، نہ کہ واضح (اور محکم) دلائل میں سے اس قسم کے دلائل میں سے تھوڑے بھی، کثیر دلائل کی طرح ہیں اور یہی اتباعِ خواہشات کی انتہائی مضبوط دلیل ہے"

پھر امام شاطبیؒ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ:

"یہ واضح تقریر (ثبوت) ہے جس پر بدعتیوں کی مقرر کردہ گمراہیاں اور اسلام سے قبل کے لوگوں کے احوال نیز حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ کے لوگوں کے احوال شاہد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ مَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ، لہ پس کفار کو جب خرچ کرنے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے اپنے مال وزر کے بارے میں بخل سے کام لیا، اور انفاق سے گریز کرنے کا ارادہ کیا، تو کہنے لگے "کیا ہم ان لوگوں کو کھلائیں جن کو اگر خدا کھلانا چاہتا تو کھلا دیتا؟" ـــــ حالانکہ یہ بات معلوم ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو کسی کو کسی کا محتاج نہ بناتے، لیکن انہوں نے اپنے بندوں کو آزمایا تاکہ ظاہر ہو کہ وہ کیسے عمل کرتے ہیں ـــــ پس خداوند قدوس نے اسی بنیاد پر ان کی خواہش کا بیان فرمایا ـــــ کہ انہوں نے کتاب اللہ کے اس متشابہ لفظ کا اتباع کیا جو خدا کی طرف منسوب ہے (یعنی خدا ان کو کھلانا نہیں چاہتا تو ہم کیسے کھلائیں) پس اسی وجہ سے ان سے کہا گیا کہ "إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ" لہ انتہی

لہ یٰس ۴۷ (ترجمہ) اور جب کہیے ان کو، خرچ کرو کچھ اللہ کا دیا، کہتے ہیں منکر ایمان والوں کو ہم کیوں کھلا دیں ایسے کو کہ اللہ چاہتا تو اس کو کھلاتا۔" لہ ایضاً (ترجمہ) "تم لوگ نرے بہک رہے ہو"

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اس سورت (سورۂ یٰسٓ) میں پہلے شرک کے سلسلہ میں انبیاء (علیہم السلام) کے ساتھ کفار کا عناد اور اپنی رائے کا اتباع ـــــ ذکر ہو چکا ہے اور یہ بھی کہ کیسے انہیں ایک مؤمن آدمی نے رسولوں کی تابعداری کی طرف بلایا اور کہا کہ "یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ" لہ لیکن جب انہوں نے عناد کیا حق کا انکار کیا، اور اپنی رائے پر جمے رہے تو انہیں اُس عذاب نے گھیر لیا جو اُن پر اُترا تھا۔ حتیٰ کہ انہیں عذاب نے بجھا کر (ٹھنڈا کر کے) رکھ دیا۔ گویا وہ اپنی باطل آراء کے ساتھ گدھوں کی طرح پکارے جا رہے ہیں۔

ـــــ تو اب آخرِ سورت میں غور کیجئے، جہاں آپ کو گمراہ اور ٹیڑھی دلیلوں والے اِس حال میں نظر آئیں گے کہ اِن کے دلائل ـــــ جو در حقیقت اُن کی فاسد آراء ہیں ـــــ (قطعی طور سے) مغلوب ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس صورتِ حال سے بچائے اور توحید و سنت پر ثابت قدم رکھے۔ (آمین) کہ:

اِنَّ وَلِیِّیَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَهُوَ یَتَوَلَّى الصّٰلِحِیْنَ ۔ لہ "میرا حامی اللہ ہے، جس نے اتاری کتاب اور وہ حمایت کرتا ہے نیک بندوں کی۔"

علامہ ابن عبد البرؒ کہتے ہیں کہ:

"اہلِ بدعت نے اجماع کیا ہوا ہے کہ وہ سنت سے مثال پیش نہیں کریں گے اور انہوں نے کتاب اللہ کی ایسی تاویلیں کیں جو سنت کی بیان کردہ تفسیر کے خلاف ہیں پس وہ گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی انہوں نے گمراہ کیا، ہم سنت کو چھوڑنے سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں اور ان کی رحمت کے طفیل بچنے کی توفیق طلب کرتے ہیں۔" لہ (انتہی قول ابن عبد البرؒ)

علامہ شعبیؒ نے مسروقؒ کے واسطہ سے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کی ہے کہ انہوں نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

ردوا الجهالات الى السنة۔ یعنی "جہالتوں کو سنتوں کی طرف لوٹا دو۔"

لہ یٰسٓ ۲۰ (ترجمہ) "اے قوم! چلو راہ پر ان بھیجے ہوؤں کے۔" لہ الاعراف ۱۹۶
لہ جامع بیان العلم ص۱۹۳ ج ۲۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ہشام بن عروہؒ سے منقول ہے کہ:

ان بنی إسرائیل لم یزل أمرھم معتدلاً حتی نشأ فیھم مولدون أبناء سبایا الأمم، فأخذوا فیھم بالرأی فضلوا وأضلوا۔ [1]

یعنی "بنی اسرائیل کا دین ابتداء سے معتدل چلا آرہا تھا حتی کہ ان میں دوسری قوموں کی قید کردہ عورتوں کے بچے پیدا ہوئے، جنہوں نے رائے پر عمل کرنا شروع کردیا تو خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔"

علامہ ابن عبدالبرؒ "البقیہ" میں فضل بن المقنع سے نقل کرتے ہیں کہ:

"اہلِ بدعت کی صرف یہی بات بُری لگتی ہے کہ انہوں نے دین کو رائے بنا دیا، حالانکہ رائے کوئی حتمی اور اعتمادی چیز نہیں ہوتی، رائے تو شک اور گمان کے مرتبہ سے آگے نہیں بڑھ سکتی صرف اس کے قریب تک پہنچ پاتی ہے ــــ بلکہ قریب بھی نہیں پہنچ سکتی، آپ نے کسی ایسے آدمی کو کسی ایسی بات کے بارہ میں جس نے اسے سیکھا ہو اور اُسے اس (بات کا) یقین ہوگیا ہو، یہ کہتے نہیں سنا ہوگا، کہ میری اس بارے میں یہ رائے ہے، (یعنی یقینی اور حتمی امر کو کوئی بھی رائے سے تعبیر نہیں کرتا۔ مترجم عفرلہٗ)، پس مجھے اس آدمی سے بڑھ کر کوئی بھی اپنے دین کے ساتھ مذاق کرنے والا نظر نہیں آتا، جس نے اپنی اور دوسرے لوگوں کی آراء کو قطعی دین سمجھ لیا ہو۔"

حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قیامت کی علامات کے بارہ میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ:

من أشراطھا أن یلتمس العلم عند الأصاغر۔

یعنی "قیامت کی علامتوں میں سے ایک یہ بات ہے کہ علم چھوٹے درجے کے

---

[1] جامع بیان العلم وفضلہ ص ۲۸۳ ج ۲

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

لوگوں کے ہاں تلاش کیا جائے گا۔"

علامہ نعیم کہتے ہیں کہ حضرت ابن المبارکؒ سے "اصاغر" کے بارہ میں سوال کیا گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ:

الذین یقولون برأیھم — یعنی "اصاغر وہ لوگ ہیں جو دین کے بارے میں رائے زنی کرتے ہیں۔"

پس وہ "چھوٹا" جو بڑے کی بات نقل کرتا ہو (اس سیاق میں) چھوٹا نہیں کہلائے گا۔ ؎۱

حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ:

لا یزال الناس بخیر ما اخذوا العلم عن اکابرھم، فاذا اخذوہ من اصاغرھم وسرارھم ھلکوا۔ — یعنی "لوگ اس وقت تک عافیت سے ہوں گے جب تک کہ وہ علم اپنے بڑوں سے حاصل کرتے رہیں، لیکن جب وہ علم اپنے بچوں اور لونڈوں سے حاصل کرنا شروع کر دیں گے تو ہلاکت میں پڑ جائیں گے۔"

اور اسی طرح کی روایت حضرت عمر بن الخطابؓ سے بھی منقول ہے۔

ابن مبارکؒ کی تفسیر (تشریح) ابھی گذری ہے کہ "اصاغر" سے مراد وہی لوگ ہیں جو دین میں اپنی رائے اختیار کرتے ہیں اور اسی طرح کی تشریح علامہ ابی عُبیدؒ سے بھی منقول ہے۔

پس ہر وہ شخص جو کتاب و سنّت کی دلیل کے بغیر فتویٰ دے وہ "صغیر" کہلائے گا۔ اور "کبیر" سے مراد "عالم" ہوگا چاہے وہ کسی بھی عمر میں ہو ــــ علماء کرام نے یہاں تک کہا ہے کہ جاہل، چھوٹا ہے اگرچہ وہ عمر کے اعتبار سے بوڑھا ہو۔ اور عالم بڑا ہے اگرچہ وہ عمر کے اعتبار سے نوخیز لڑکا ہو۔ ؎۲

؎۱ جامع بیان العلم وفضلہ ص۱۵۸ و ص۱۵۹ ؎۲ بحوالہ علامہ ابن عبدالبرؒ۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

مذکورہ اصل پر تفریع

ہمارا تعلق ایسے پُرآشوب زمانہ سے ہے جس میں لوگوں نے بزرگ کا قول، دینی حجتوں کی طرح دلیل سمجھ لیا ہے۔ اور جب ہم ان سے کتاب وسنت میں سے دلیل کا مطالبہ کرتے ہیں تو وہ ہم پر فتووں کی بوچھاڑ کر دیتے ہیں۔ آپ انہیں اپنے شیوخ کے تمام کاموں کا بغیر کسی شرعی حجت اور دلیل کے تابعدار پائیں گے۔ مثلاً میلاد منانا، عرس کرنا، حیلۂ اسقاط، دعا بعد السنن بہیئت اجتماعی وغیرہا۔

اس زمانہ میں جب مصنّف نے ان لوگوں کی بدعتوں سے منہ موڑتے ہوئے "الانتصار لسنّۃ سید الابرار" تصنیف کی تو اسے بہتان تراشیوں کے تیروں کا ہدف بننا پڑا۔ مصنف نے برملا اعلان کیا کہ اگر تم لوگ قرآن وسنت کے تابعدار ہو اور اپنے اقوال وافعال میں سچے ہو تو دلیل لے آؤ۔ مصنّف نے ان سے ظاہراً بھی اور خفیہ طریقہ سے بھی وضاحت سے کہا کہ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت سے کچھ تو اپنے دعوؤں کی دلیل میں لے آؤ ____ تو انہوں نے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیں لیکن وہ گالی گلوچ، ایذارسانی، بہتان طرازی اور افتراپردازی کے سوا کوئی بھی ایسی چیز نہیں لا سکے جس پر (بحیثیت دلیل) قناعت کی جاسکتی ____ پھر کہنے لگے "یہ" بزرگوں اور مشائخ کا نافرمان ہے، اور کہنے لگے کہ اس کی یہ باتیں "گھڑنتو" ہیں، ہم نے یہ باتیں گذشتہ لوگوں سے نہیں سنیں ____ انہوں نے مصنّف کے ساتھ ان لوگوں کی طرح کا معاملہ کیا، (جو نہی کی ڈگر پہ) عہدِ گذشتہ میں گذر گئے ____ کیا گزرنے والوں نے، انہیں اس بات کی وصیّت کر چھوڑی تھی؟ ____ بلکہ یہ موجودہ لوگ ہی حدِ اعتدال سے بڑھنے والے سرکش ہیں۔

نوٹ: اشارہ ہے اس معرکہ کی طرف جس میں بعینہ عین نے حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتی رح کو اپنی ایجادات، اختراعات اور بدعات کے لئے ڈھال بنا لیا تھا اور ان کی پیرانہ سالی اور حد درجہ ضعف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان سے اپنے من گھڑت فتاوی پر دستخط لے لئے تھے اور حضرت شیخ الحدیث ؒ مصداق "المؤمن غرٌ کریم"، ان کے دام میں آگئے تھے۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

آٹھواں اصل: مشائخ کا قول و فعل شرعی دلائل میں سے نہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ [1] "ٹھہرائے ہیں اپنے عالم اور درویش خدا، اللہ کو چھوڑ کر۔"

اور حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عدی بن حاتم (رضی اللہ عنہ) نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا کہ اُن لوگوں نے تو اپنے پیروں وغیرہ کی عبادت نہیں کی تھی (تو یہ "ارباب" کیسے فرمایا؟) تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ:

اطاعوهم فمن اطاع احدا في دين الله مالم يأذن به الله تعالیٰ فقد عبده واتخذه ربا۔

"ان لوگوں نے ان پیروں کی اطاعت تو کی تھی، پس جو بھی شخص خدا کی اجازت کے بغیر اللہ کے دین میں کسی ایک کی اطاعت کرے گا تو گویا اس نے اس کی عبادت کی اور اُسے اس نے رب بنا دیا۔"

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ۔ [2] "اور شریک ہیں جو راہ ڈالی ہے انہوں نے اُن کے واسطے دین کی؟ جس کا حکم نہیں دیا اللہ نے۔"

پس وہ شخص جو کسی ایسے قول یا فعل کو ایجاد کر لے، جسے خُدا نے مشروع قرار نہیں دیا ہو — تو اس نے دین میں نئی شریعت بنا دی۔ صحابۂ کرامؓ نے مبتدعین کی "ایجادوں" پر رد کیا اور انہیں دلیل نہیں بنایا،

[1] التوبہ ۳۱ [2] الشوریٰ ۲۱

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

جیسے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب انہیں ایسے لوگوں کی اطلاع دی گئی جو مغرب کے بعد بیٹھ جایا کرتے تھے اور ان میں سے ایک شخص یہ کہتا کہ اتنی بار "اللہ اکبر" کہو، اتنی بار "سبحان اللہ" کہو (الحدیث) (تو حضرتؓ نے ان کو بدعتی قرار دے کر ان سے برارت وبیزاری کا اظہار فرمایا۔ مترجم)۔

(یہ بات بھی ذہن نشین ہونی چاہیئے کہ) لوگوں کا زیادہ ہونا حق کی دلیل نہیں ہے۔ ارشادِ ربانی ہے کہ:

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِى الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ [1]

"اور اگر تو کہا مانے اکثر لوگوں کا جو دنیا میں ہیں، تجھ کو بھلا دیں اللہ کی راہ سے۔"

اور فرمایا

وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِىَ الشَّكُوْرُ۔ [2]

"اور تھوڑے ہیں میرے بندوں میں حق ماننے والے۔"

اور ابلیس سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ [3]

"اور نہ پاوے گا تو اکثر ان میں شکر گزار۔"

اور فرمان ہے کہ:

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ۔ [4]

"اور یقین نہیں لاتے بہت لوگ اللہ پر، مگر ساتھ شریک بھی کرتے ہیں۔"

اور ان اسباب میں سے ایک سبب، جن کی بنا پر سنت سے اعراض کیا جاتا ہے اور کتاب اللہ کو چھوڑا جاتا ہے، مشائخ اور علماء کے معصوم ہونے کے عقیدے کے ساتھ ان اقوال پر عمل کرنا ہے۔ پس اہلِ بدعت ان کے اقوال، اعمال اور فتووں سے بالکل ویسے ہی دلیل پکڑتے ہیں جیسے کہ وہ مشرکین اپنے آباء واجداد کے اقوال سے استدلال کیا کرتے تھے،

[1] الانعام ۱۱۷ [2] سبا ۱۳ [3] الاعراف ۱۷ [4] یوسف ۱۰۶

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

جنہوں نے انبیاء (علیہم السلام) سے جھگڑے کئے اور اس سلسلہ میں ان کی صرف یہی دلیل ہوتی تھی کہ:

قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا۔ [1] "کہیں نہیں! ہم چلیں گے اس پر جس پر دیکھا اپنے باپ دادوں کو۔"

اور انہی کی حکایت اللہ تعالیٰ نے یوں فرمائی:

اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ۔ [2] "ہم نے پائے اپنے باپ دادے ایک راہ پر اور ہم انہی کے قدموں پر چلتے ہیں۔"

حاصل یہ کہ افعال شرکیہ وغیرہ کے سلسلہ میں ان کی دلیل، منفعتوں کی چاہت اور آباء و اجداد کا اتباع تھا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ، سورۂ المائدہ، سورۂ الانعام، سورۂ یونس، سورۂ النحل، سورہ احزاب سورۂ الصافات اور سورۂ الجاثیہ میں فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی کتاب میں کئی جگہ ردّ فرمایا ہے اور انہیں خوب ڈانٹا ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ:

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ۔ [3] "بھلا اگر ان کے باپ نہ علم رکھتے ہوں کچھ، اور نہ راہ جانتے ہوں۔ تو بھی؟"

اور رب العزت نے ان کے اتباعِ آباء کو ان کے لئے حسرت کا سامان بنایا ہے اس لئے کہ یہ لوگ قیامت کے دن کہیں گے کہ:

وَقَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ۔ [4] "اے رب ہمارے! ہم کو انہی نے گمراہ کیا، سو تو ان کو دونا عذاب دے آگ کا۔"

اور انہی کی جانب سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا "اور کہیں گے اے رب! ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں کا، اور اپنے بڑوں کا

---

[1] البقرہ ۱۷۰ [2] الزخرف ۲۳ [3] المائدہ ۱۰۴ [4] الاعراف ۳۸

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا۔ [له] پھر انہوں نے چوکا دی ہم سے راہ،

پس جو شخص گمان کر بیٹھے کہ شریعت اِن اکابر کے ہاں سے برآمد ہوتی ہے تو اس نے دین کو برباد کر دیا، جیسے اِسی تصور سے دینِ عیسوی برباد کیا گیا تھا ـــــــ کہ اُن لوگوں نے اپنے مولوی اور پیروں کو اللہ کے سوا رب بنا دیا تھا۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"پس ہر جماعت نے اللہ کے دین اور اس کی شریعت کے آگے طاغوت (بُت) کھڑے کر رکھے ہیں، جن کے پاس وہ اپنے جھگڑے فیصلہ کے لئے لے جاتے ہیں، یہی لوگ تو ہیں جو کہا کرتے ہیں کہ "لکم الفضل ولنا العقل" یعنی (تم صاحب فضل ہو اور ہم صاحب عقل ہیں) اور دوسرے کہتے ہیں کہ "تم حدیث و اخبار والے لوگ ہو اور ہم قیاس یعنی آراء و افکار والے لوگ ہیں۔" پھر یہی لوگ کہتے ہیں کہ "انتم ارباب الظاھر ونحن اھل الحقائق" یعنی (تم ظاہر بین ہو اور ہم حقیقت شناس ہیں) نیز وہ کہتے ہیں کہ "لکم الشرع ولنا السیاسۃ" (شریعت تمہارے حصہ کی چیز ہے اور سیاست ہمارے حصہ کی) ـــــــ تو کیسی عجیب مصیبت ہے، جو عام ہو کر اندھے پن کا باعث ہو گئی ہے۔ اور کیا ہی بڑی آفت ہے جو پُرانی ہو کر پختہ ہو گئی ہے ـــــــ کتنا ہی بڑا فتنہ ہے کہ جس نے دلوں کو پکارا تو ہر بھٹکے ہوئے دل نے اس کی دعوت پر لبیک کہا، کتنی عجیب ہوائیں ہیں جو اتنی تُندی سے اُڑیں کہ ان کی وجہ سے کان بہرے اور آنکھیں اندھی ہو گئیں ـــــــ احکام کے نام و نشان، ان کی اہمیت گھٹنے کی وجہ سے، مٹ گئے۔ جیسے کہ اس صورتِ حال کی وجہ

له الاحزاب ۶۷

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

سے صفاتِ باری تعالیٰ تک کا انکار کیا گیا، ہر قوم نے اپنی آراء اور خیالات کی اندھیریوں پر اعتماد کر رکھا ہے اور اپنی خواہشات اور فاسد باتوں کی بنا پر، اللہ کے بندوں کے درمیان ـــــ اور اسی طرح اللہ کی ذات کے خلاف فیصلہ کیا ہے۔ اور اسی صورتِ حال کی وجہ سے، وحی الٰہی ہر تحریف کا نشانہ بن گئی ہے اور دین ہر تبدیلی اور فساد کے لئے وقف ہو کر رہ گیا ہے" انتہیٰ لہ

اور مدخل میں ہے کہ:

"ـــــ پس ہر وہ چیز جو شارعؑ سے منقول نہ ہو، اس کا چھوڑ دینا واجب ہے۔ اور اس سلسلہ میں مشائخ کی تابعداری نہیں کی جائے گی، اگرچہ معاملہ ان سے جدائی اور ان کو چھوڑ دینے تک ہی کیوں نہ پہنچے۔ اس لئے کہ صلہ رحمی (یعنی تعلق قائم کرنا) شریعت کی تابع داری میں ہے، بدعت کی موافقت کرنے میں نہیں۔ اور مروی ہے کہ "خبردار! تم میں سے کوئی زندہ کی تقلیدِ محض نہ کرے۔ اس لئے کہ (عام) زندہ شخص فتنہ سے مامون نہیں" ؎

امام غزالیؒ نے فرمایا کہ:

"ـــــ اس طرح دین گذشتہ صدیوں میں کمزور پڑ گیا، تو پھر تمہارے اِس موجودہ زمانے کے بارہ میں تمہارا کیا گمان (اور خیال) ہے اور معاملہ اب یہاں تک پہنچا کہ انکار کے اظہار کرنے والے کو پاگل پن کی طرف نسبت کی وجہ سے نشانہ بنایا جاتا ہے۔ پس بہتر یہی ہے کہ انسان اپنے نفس کے ساتھ مشغول رہے اور چپ سادھ لے۔ اور انہی باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی ہر گھڑی ہوئی چیزوں (بدعات و مخترعات) سے سخت

لہ مدارج السالکین ص۱۷۰ ج ۲ ؎ صفوۃ الصفوۃ ص۱۶۶ اور اغاثۃ اللھفان ص۱۵۹

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

پرہیز کرنے والا ہو، اگرچہ ان پر سب لوگ متفق ہو گئے ہوں ـــــ تو صحابہ کرامؓ کے بعد گھڑی ہوئی کسی چیز پر لوگوں کا اتفاق تجھے دھوکہ میں نہ مبتلا کر دے ـــــ اور آدمی کو صحابہ کرامؓ کے احوال ان کی سیرتوں، اعمال اور اُن کے حالات کی جستجو اور تلاش کا سخت حریص (مشتاق) ہونا چاہیئے، جن میں صحابہ کرامؓ کی اکثریت تھی۔" انتہیٰ۔

امام اوزاعیؒ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اسلاف کی منقولہ روایات لازم پکڑو اگرچہ لوگ تجھے چھوڑ دیں اور لوگوں کی آراء (محض) سے بچو اگرچہ انہوں نے اسے زورِ بیان سے خوب قلعی کر دیا ہو پس جب آپ سیدھی راہ پر ہوں گے تو معاملہ خوب واضح ہو گا۔" انتہیٰ [1]

اور حضرت مجدد (الف ثانی) نے فرمایا ہے کہ:

"عملِ صوفیہ در حِل وحرمت حجت نیست" [2]	"حلال وحرام کے بارہ میں صوفیاء کرام کا عمل حجت نہیں ہے۔"

اور لائقِ اتباع ائمہ کرام (ائمہ متبوعین) کے تمام ارشادات قرآن وسنت (کی توضیح) پر مبنی ہیں یعنی وہ قرآن وسنت سے اُن اصولوں کی بنا پر حاصل کئے گئے ہیں جو اہلِ اجتہاد علماء کرام کے ہاں صحیح ثابت ہوتے ہوں۔

بعض زندیقوں نے اس سلسلہ میں افراط سے کام لیا ہے کہ وہ اُن مجتہدین کے اتباع اور ان کی تقلید کو بھی اُن مشرکین کے زُمرے میں شمار کرتے ہیں جو اپنے رؤسا مشرکین (کے اقوال واعمال) سے دلیل پکڑتے تھے۔ حالانکہ ائمہ مجتہدین کی ہر ایسے قیاس، قول اور رائے سے براءت ثابت ہو چکی ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہو ـــــ (اس کے باوجود) یہ جاہل لوگ ان پر (قرآن

[1] تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۱۵۰ ج ۱ [2] دفتر اول صفحہ ۲۶۶

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

وسنت کے مقابلہ میں رائے قائم کرنے کی) تہمت لگاتے ہیں اور ان کی شان میں اس طرح گستاخی کرتے ہیں جس طرح یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کی شان میں گستاخی کی تھی کہ ان کو ایک "بدکار عورت کا بیٹا" قرار دیا تھا۔

جہاں تک ائمہ مجتہدین کی ایسی رائے سے براءت کا تعلق ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہو ــــ تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

لا یحل لاحد ان یأخذ بقولنا ما لم یعرف مأخذہ من الکتاب و السنة او اجماع الامة او القیاس۔ [۱]

"کسی شخص کے لئے ہمارے کسی قول پر عمل کرنا جائز نہیں جب تک کہ وہ اس قول کا قرآن مجید، سنت رسول اللہ یا اجماع امت یا قیاس سے مأخذ نہ جان لے۔"

اور امام ابو یوسفؒ نے اپنی وفات کے وقت ارشاد فرمایا کہ:

"کل ما افتیت به فقد رجعت عنه الا ما وافق الکتاب والسنة۔" [۲]

"میں نے اپنے تمام فتووں سے رجوع کر لیا ہے سوائے ان فتووں کے جو قرآن وسنت کے موافق ہوں۔"

اور علامہ شاطبیؒ نے فرمایا ہے کہ:

"ائمہ مجتہدین میں سے کسی امام کا کوئی عمل، سنتِ رسولؐ کے خلاف حجت نہیں (ہو سکتا)، اس لئے کہ سنّت خطا سے معصوم ہے اور صاحبِ سنّت (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی معصوم ہیں جبکہ سب کے سب ائمہ (مجتہدین) کے لئے عصمت ثابت

---

[۱] کذا فی النافع الکبیر ص۱۰۱ والجواہر المضیة ص۵۲ ج ۱ والفوائد البہیة ص۱۲ ومجموعة الشامی ص۲۸ و ص۳۱ و ص۱۳۵ ج ۱ اور اسی طرح امام غزالیؒ نے ان کی طرف سے لواقح الانوار ص۱۶۰ ج ۱ پر کہا ہے۔ اسی طرح کے ارشادات امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ سے بھی منقول ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے ضیاء النور ص۷۵ ج ۱۔

[۲]

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

نہیں" [1]

اور علماء (امت) فرما چکے ہیں کہ ہر غیر معصوم کی بات ترک کی جائے گی سوائے اس بات کے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے ماخوذ ہو ؎

فتابع الصالح ممن سلفا
وجانب البدعة ممن خلفا

یعنی سلف صالحین کی بات مان اور بعد کے لوگوں کی بدعتوں سے پہلو بچا۔

مذکورہ اصول پر تفریع

آپ ملاحظہ فرمائیں کہ لوگوں نے اپنے (عام) بزرگوں کے ارشادات اور عمل کو کس طرح حجت سمجھا ہوا ہے۔ پھر جب ان سے قرآن، سنت اور آثارِ صحابہؓ میں سے کوئی دلیل طلب کی جاتی ہے تو اس وقت ان کی حجت ایک ہی بات ہوتی ہے کہ:

إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّقْتَدُونَ [2]

"ہم نے پائے اپنے باپ دادے ایک راہ پر، اور ہم انہی کے قدموں پر چلتے ہیں"

----- پھر وہ آپ کو بُرا بھلا کہیں گے اور آپ پر طرح طرح کے جھوٹے الزام اور بہتان گھڑیں گے اور آپ پر نافرمان (عاق) ہونے اور "حد سے تجاوز کرنے" کے فتوے لگائیں گے اور سب ایک ہی کمان سے آپ پر تیر برسائیں گے اور کہیں گے کہ یہ بزرگوں اور مشائخ کا دشمن ہے اور استادوں اور باپ دادوں کا نافرمان ہے۔

میں ایسے لوگوں کی جانب سے طرح طرح کی تہمتوں کی آزمائش سے گزرا ہوں اور ان کی طرف سے میں نے بڑی سختیاں برداشت کی ہیں ----- اور اس وقت تو مصیبت کی انتہا ہو گئی تھی جب میں نے "النشاط

---

[1] الاعتصام صـ ۱۷۲ ج ۱ [2] الزخرف ۲۳ وکذا ۲۲

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

من حیلۃ الاسقاط" اور "البصائر للمتوسلین بالمقابر"
تالیف کیں۔ جن میں میں نے ان بزرگوں کے قول و عمل کو ایک طرف
چھوڑ دیا تھا جنہوں نے بعض بدعتوں کے جواز کا فتویٰ دیا تھا جیسے حیلۂ
اسقاط، سنتوں کے بعد ہیئتِ اجتماعی سے دعا، (کا التزام) اور مُردوں
کا وسیلہ (وغیرہ) —— حالانکہ میں نے اس (تصنیف) میں ان کو صرف
اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنّت کی طرف دعوت دی تھی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ اِلَّا اَنْ يُّؤْمِنُوا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ" [1]

"اور ان سے بدلہ نہ لیتے تھے مگر اس کا کہ یقین لائے اللہ پر، جو زبردست ہے خوبیوں سراہا۔"

اور مومنین کی طرف سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَمَا تَنْقِمُ مِنَّا اِلَّا اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا" [2]

"اور تو ہم سے یہی بیر کرتا ہے کہ مانیں ہم نے اپنے رب کی نشانیاں، جب ہم تک پہنچیں۔"

نواں اصل (کسی فعل کا عام ہونا اس کے جواز کی دلیل نہیں)

کسی فعل کا (معاشرہ) میں عام ہونا ان امتوں کی دلیل رہی ہے
جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا تھا کہ وہ لوگ اپنے وقت کے معاشرہ
میں رائج شدہ گھٹیا عادتوں (خصلتوں) سے مانوس تھے اور انہوں نے
ان افعال کو بھی حجّت سمجھ لیا تھا جو ان (کے معاشرہ) میں عام طور سے
پھیل گئے تھے اور اپنے گذشتہ (آباؤ اجداد) کی تابعداری کو ہی انہوں نے

[1] البروج ۸ [2] الاعراف ۱۲۶ (وفی المائدہ ۵۹ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ (الآیۃ)۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

"ہدایت" سمجھ لیا تھا۔ ارشاد ربانی ہے:

"بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ۔ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ۔ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰی مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ـــــ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ"۔ [1]

"بلکہ کہتے ہیں ہم نے پایئے باپ دادے ایک راہ پر، اور ہم انہی کے قدموں پر ہیں راہ پائے۔ اور اسی طرح جو بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے ڈر سنانے والا کسی گاؤں میں، سو کہنے لگے وہاں کے آسودہ لوگ، ہم نے پائے اپنے باپ دادے ایک راہ پر اور ہم انہی کے قدموں پر چلتے ہیں۔ وہ بولا، اور جو میں لا دوں تم کو اس سے زیادہ سُوجھ کی راہ، جس پر تم نے پائے اپنے باپ دادے، تو بھی کہنے لگے ہم تمہارے ہاتھ بھیجا نہ ماننا۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا، سو دیکھ آخر کیسا ہوا جھٹلانے والوں کا"

تو اس شرک کے بارے میں، جس میں وہ مبتلا تھے، اپنے آباء واجداد کی تقلید اور نقل اتارنے کے سوا کوئی دلیل نہیں ـــــ یعنی یہ کہ یہ آباء واجداد ایک اُمت پر تھے ـــــ اور "اُمّة" سے مراد [2] ان کے معاشرہ میں وہ دائمی طریقہ ہے جس کو وہ سب "دین" سمجھتے تھے اور نسل در نسل کسی چیز پر تسلسل کو حجت سمجھتے تھے۔

قریش نے بھی قرآن کے نزول اور حضور کے بیان (تشریح و توضیح) کے بعد ـــــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اُن عادات [3] اور رسوم

---

[1] الزخرف ۲۲ تا ۲۵ [2] جیسے روح المعانی ص۳ ج ۲۵ میں ہے۔ [3] عادات و رسوم "العوائد" کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ جو جمع ہے "عائدۃ" کی جو "عادت" کے معنی بھی آتی ہے۔ یہی حضرت شیخ القرآن کی مراد ہے اور بعد میں "مدخل" کی عبارت سے بھی یہی مفہوم معلوم ہوتا ہے اور "باب" کے بھی یہی موافق ہے۔ ورنہ (العوائد) مالی منفعت کے معنیٰ میں آتا ہے۔ مترجم عفرلہ۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کی وجہ سے ہی کی تھی جن سے اُن کی طبیعتیں مانوس ہوگئی تھیں (محض) عادات اور رسوم سے اُلفت رکھنا کفر اور سرکشی کا سبب ہے۔ تو پس کسی فعل کا (صرف) عام ہونا اس کے جائز ہونے پر (ہرگز) دلالت نہیں کرتا۔

اور "مدخل" میں ہے کہ:

"۔۔۔۔۔ اس لئے کہ شریعت صاحب شرع علیہ السلام سے لی گئی ہوتی ہے اور اُس نے وہ کچھ واضح کر دیا ہوتا ہے جو امت کو ہر وقت ہر زمانے میں کرنا ہوتا ہے۔ پس اگر ہم صالح (اور نیک) ہیں تو ہمیں اس سلسلہ میں وہی کچھ کافی سمجھنا چاہیئے جس کی گنجائش ہمارے سلف صالحین نے دی ہو۔ اس لئے کہ شعائر (وہ چیزیں جو دین میں علامت کے طور سے جانی جاتی ہوں) کی تعظیم اور ان کا احترام اُنہی (اسلاف) سے لیا جاتا ہے اور اُنہی سے حاصل کیا جاتا ہے، اس طرح نہیں کہ جو ہمارے نفس (طبیعتیں) ہمارے لئے بنا دیں یا ہماری عادت اسے ہمارے اوپر نافذ کر دے۔ اس لئے کہ حکم تو صرف شریعت کا چلتا ہے تو اُسی کی پیروی کی جائے گی نہ کہ عادات و رسوم کی (اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل و مہربانی سے اپنی مصیبت سے بچائے)" [۱]

اور مجالس الابرار میں اغاثۃ اللفہان سے نقل کیا گیا ہے کہ:

"۔۔۔۔۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جب کوئی عمل سنت کے خلاف جاری ہو تو اس کا نہ کوئی اعتبار ہوگا اور نہ ہی اس کی طرف کوئی التفات کیا جائے گا۔ زمانۂ دراز سے سنت کے خلاف عمل ہو رہا ہے تو اس حال میں لازم ہے کہ تو نئی گھڑی ہوئی چیزوں (بدعات) سے سخت بچنے والا ہو، اگرچہ سب

[۱] ملاحظہ ہو المدخل ص ۲۷۲ جلد ۳

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

لوگ اُن (بدعات) پر متفق ہوں۔ صحابہ کرام رض کے بعد اِن لوگوں نے جو کچھ گھڑا ہے اس پر ان کا اتفاق تجھے ہرگز دھوکے میں نہ مبتلا کر دے۔ بلکہ تیرے لئے مناسب ہے کہ تو اُن (صحابہ کرام رض) کے احوال اور ان کے اعمال کی جُستجو کا حریص ہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں زیادہ عالم اور اُن کی ذات کے زیادہ قریب وہی لوگ ہیں جو (عمل میں) ان (صحابہ کرام رض) سے زیادہ ملتے جلتے ہوں اور جو اُن کے طریقوں کو زیادہ جانتے ہوں۔ اس لئے کہ دین اُنہی سے لیا گیا ہے اور صاحب شریعت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے شریعت کی نقل کے سلسلہ میں وہی (صحابہ رض) بنیاد ہیں۔ تیرے لئے مناسب ہے کہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لوگوں کی موافقت میں اپنے زمانہ کے لوگوں کی خوب خوب مخالفت کرے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "جب لوگوں میں اختلاف ہو تو تم "سوادِ اعظم"[عہ] کو لازم پکڑو۔"

حضرت عبدالرحمٰن بن اسماعیل رح (جو "ابو شامہ" کنیت سے معروف ہیں) کہتے ہیں کہ:

"جہاں کہیں "جماعۃ" کو لازم پکڑنے کا حکم ہو وہاں اس سے مراد "حق" لازم پکڑنا اور اس کی تابعداری کرنا ہوتا ہے اگرچہ اس (حق) کو اختیار کرنے والے کم ہوں اور اس کے مخالف زیادہ ہوں اس لئے کہ "حق" وہی ہے جس پر "پہلی جماعت" (گامزن) تھی، اور صحابہ کرام ہی ہیں۔ ان کے بعد اہلِ باطل کی کثرت کا کوئی اعتبار نہیں۔"

اور فضیل بن عیاض رح کہتے ہیں کہ:

"ہدایت کے راستوں کو اختیار کرو اور ان پر چلنے والوں کی کمی تجھے ضرر نہ پہنچائے اور گمراہی کے طریقوں سے بچو اور (ان پر چل

عہ "سوادِ اعظم" سے مراد بھاری اکثریت ہے ..... لیکن قرون مفضلہ کے لوگوں کی جیسے۔ عنقریب وضاحت ہو رہی ہے۔ (مترجم غفرلہٗ)

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کہ) ہلاک ہونے والوں کی کثرت تجھے دھوکہ میں مبتلا نہ کر دے"۔
اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ:
"تم ایسے زمانے میں ہو کہ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اعمال میں (جلدی سے آگے بڑھے اور) سبقت کرے اور تمہارے بعد ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں بہتر وہ شخص ہوگا جو شبہات کی کثرت کی وجہ سے رُک رُک کر توقف سے چلے گا"۔
امام غزالی (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ:
"آپؓ نے سچ فرمایا اس لئے کہ اس زمانے میں جو رُک رُک کر نہیں چلے گا اور جمہور عوام جس حال میں ہیں اسی کی موافقت کرے گا اور جس میں وہ (جمہور) مبتلا ہیں اسی میں گھسا رہے گا تو وہ بھی انہی عوام کی طرح ہلاک ہو جائے گا۔ اس لئے کہ دین کی بنیاد، اس کا سہارا اور اس کا سرمایۂ درستگی[له] (یا اس کا قد و قامت اور بقا) عبادت و تلاوت کی کثرت اور بھوک برداشت کرنے کے مجاہدے سے نہیں ہے بلکہ اُن آفات و مصائب سے اُس کو بچانے سے ہے جو اُس پر آپڑتے ہیں جیسے نئی گھڑی ہوئی چیزیں (یعنی بدعتیں) اور نئے اُمور جو اس دین کو بدل ڈالنے کا سبب بنتے ہیں۔ پھر بھی یہ بدعتیں اپنی کثرت اور عام ہونے کے باعث ایسی ہو گئی ہیں گویا کہ وہ دین کی پہچان ہیں یا وہ اب ایسی چیزیں ہیں جو ہمارے اُوپر فرض قرار دی گئی ہیں ــــــ اے کاش! ہم ان نئے امور کے ساتھ بدعت جیسا معاملہ کرتے اس لئے کہ اگر ایسا ہوتا تو توبہ اور بخشش مانگنے کی امید رکھی جاتی ــــــ لیکن ہم نے انہیں اُن لوگوں کے نقش قدم پر بطورِ کارِ ثواب اور بطورِ عبادت اختیار کر لیا ہے، جن سے بھول ہو گئی یا وہ غفلت کے شکار ہوئے

[له] سرمایۂ درستگی (یا اس کا قد و قامت اور بقا) یہ لفظ "قوام" کا ترجمہ ہے اگر یہ لفظ بکسر القاف ہو تو اول الذکر معنی ہوگا اور اگر بفتح القاف ہو تو ثانی الذکر معنی ہوگا اور موقعہ و محل میں دونوں کی گنجائش ہے۔ مترجم غفرلہ

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

یا وہ غلطی کر بیٹھے، بعد اس کے ہم آگے بڑھے اور ایسے لوگوں کو ہم نے اپنے دینی معاملات میں قائد بنالیا —— پھر اگر کوئی شخص ہمارے اِن اختیار کردہ امور کے سلسلہ میں ہم پر رد کرتا ہے —— اگر وہ شخص ایسا ہے جس کا ہمارے دلوں میں احترام ہو تو ہم اس سے جواباً کہتے ہیں کہ یہ تو جائز ہے۔ فلاں شخص نے اس کو جائز کہا ہے اور اس کے سامنے بعض ایسے گذشتہ لوگوں کا ذکر کرتے ہیں جن سے بھول ہو گئی تھی یا وہ غفلت کے شکار ہوئے تھے یا وہ غلطی پر تھے —— اور اگر (رد کرنے والا) ان لوگوں میں سے ہو جن کے لئے ہمارے دلوں میں احترام نہ ہو تو وہ ہم سے (جواباً) ایسی عجیب وغریب باتیں سنے گا جن کا اسے گمان بھی نہ ہوگا بلکہ اس کے خواب وخیال میں بھی ایسی باتیں نہ گذری ہوں گی —— ان سب چیزوں کا (اصل) سبب ہمارے اندر پایا جانے والا "جہلِ مرکب"[1] ہے۔ جس جہالت پر ہماری طبیعتیں ہیں اس کو محسوس کرنے میں اگر ہم کوتاہی نہ کرتے تو ہم اس شخص کے جواب کو قبول کر لیتے جو ہماری حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور بھولے بھٹکے یا غفلت شعار یا غلط کار لوگوں کو اپنے دین میں حجت نہ بنائے رکھتے اس لئے کہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے دین میں کسی شخص کی (اندھی) تقلید کرے سوائے اس ذات کے جو صاحبِ شریعت ہو یا وہ شخص جس کے حق میں شریعت نے بھلائی کی گواہی دی ہو نہ وہ شخص جس کو حضورؐ کے اس ارشاد کی بنا پر شریعت نے جھوٹا بتایا ہو اور اس پر اعتماد کرنے سے روکا ہو۔"

---

[1] جہل مرکب اور جہل بسیط دو الگ قسم کے جہل ہیں۔ وہ جہل جس کا جاہل کو احساس اور اعتراف ہو جہل بسیط کہلاتا ہے ؎

آں کس کہ نداند و بداند کہ نداند   او اسپ و خرِ خویش بمنزل برساند

اور وہ جہل جس کا جاہل کو احساس و اعتراف بھی نہ ہو جہل مرکب کہلاتا ہے ؎

آں کس کہ نداند و نداند کہ نداند   در جہل مرکب ابد الدہر بماند

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

خیر القرون قرنی الذی بعثت فیھم ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یفشوا الکذب۔ (الحدیث)	بہترین لوگ میرے زمانہ کے وہ لوگ ہیں جن میں مجھے بھیجا گیا ہے پھر وہ لوگ جو اِن سے ملے ہوئے قریب ہیں پھر وہ جو ان سے قریب ہیں پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔ ؎۱

تو ان کے (بے سند) اقوال اور افعال پر اعتماد نہ کرو۔ اس لئے کہ ہر وہ شخص جو اِن (صحابہؓ) کے بعد آتا ہے تو بدعت کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ مستحب (کام) ہے پھر (شرعی) اُصول کے باہر سے اس پر کوئی دلیل پیش کرتا ہے تو (ظاہر ہے کہ) وہ غیر مقبول اور نامنظور ہی ہوگا۔ ؎۲

اور شرح جوہرۃ التوحید میں ہے کہ:

"جو اعمال صحابہ کرامؓ کے عہدِ مبارک میں باعثِ ثواب (قرب کا

؎۱ اس حدیث سے ناچیز مترجم کو ایک واقعہ یاد آیا کہ مقام "شنئی" علاقہ جاگیر (ضلع وتحصیل مانسہرہ) میں یہ ناچیز ایک جنازہ میں اپنے والد مرحوم کے ساتھ شریک تھا۔ حیلہ اسقاط پر قرآن مجید کو پھیرے دینے سے والد ماجد مرحوم کے روکنے پر ایک مولوی صاحب نے لوگوں سے کہا کہ آؤ میں قرآن مجید کو مولویوں کے دائرے میں پھیرے دینے کا ثبوت دوں۔ یہ کہہ کر مولوی صاحب نے ایک اونچی جگہ سے تقریر شروع کی اور کہا کہ اے لوگو! حضورؐ نے فرمایا ہے خیر القرون قرنی (بے چارے مولوی صاحب نے کشمیر والے کاف سے پڑھا تھا) یعنی اُس زمانے کے لوگ اچھے تھے اس لئے بخشوانے کے لئے قرآن کو پھیرے دینے کی ضرورت نہیں تھی اور آج کل کے لوگ گنہگار ہیں اس لئے اس حیلے کے ساتھ قرآن کو چکر دینے کی ضرورت ہے۔ اس عجیب استدلال کو سننے کے بعد کسی چھوٹے سے طالب علم نے جب مولوی صاحب کو حدیث کے آخری فقرے "ثم یفشو الکذب" کی طرف توجہ دلائی اور مولوی صاحب کو احساس ہوا کہ ان کی اپنی ہی دلیل میں وہ خود پھنس گئے ہیں تو بیچارے کھسیانے ہو کر رہ گئے، سچ فرمایا حضورؐ نے کہ "بدعتی سے زیادہ ذلیل وخوار کوئی مخلوق نہیں ہوتی۔" (مترجم عفرلہٗ)

؎۲ ص۳۰

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ذریعہ) تھے تو وہی (آج بھی) باعثِ ثواب (قُرب کا ذریعہ) ہوں گے اور جو (اُس زمانہ میں) ایسے (باعثِ ثواب) نہ تھے تو ان کا اب باعثِ ثواب (نیک) اعمال سے کوئی واسطہ ہی نہیں اگرچہ سب لوگ ہی انہیں نیک اعمال سمجھ کر کرتے ہوں۔ اور لوگوں کی اپنی گھڑی ہوئی اور نئی بنائی ہوئی تمام باتوں (بدعتوں اور رسوم) میں دلیل ــــ "اُن افعال کا عام ہونا" اور "بزرگوں کا عمل" ہی ہوتا ہے ــــ (اگر ایسا ہے) تو مناسب ہے کہ وہ تمام رسمیں جو ان لوگوں میں بھڑک اٹھی ہیں ــــ جیسے (دینی) طالب علموں کا مسجدوں میں ناچنا [۱]' (ناچتے ہوئے) پیر زمین پر پٹخنا' آستین پکڑ کر ناچنا' عوام کا داڑھیوں کو منڈوانا (اور منڈانا) اور عرس اور ماتم کے موقعہ پر عورتوں اور مردوں کی (مخلوط) بھیڑ بھاڑ ــــ سب کی سب جائز قرار پائیں کہ لوگوں کے طبیعتیں جاہل لوگوں کی اِن عادتوں سے (اب) مانوس ہوچکی ہیں اور ان کا ہر چھوٹا بڑا بدعت (کے ماحول) میں پلا بڑھا ہے اور (اب اس) بدعت کو انہوں نے سنّت کا مقام دیدیا ہے۔ اور اگر آپ ان کو ان بدعات سے روکیں گے تو وہ فی الفور کہیں گے کہ "لوگوں کی عادت ایسی ہے" اور "اس پر ہم نے بزرگوں کا عمل پایا ہے" پھر اگر آپ نے ان سے کتاب وسنت میں سے کوئی دلیل طلب کی تو کوئی بھی دلیل پیش نہیں کرسکے گا ہاں مگر یہی کہیں گے کہ ہم نے اس پر اپنے گذشتہ زمانہ کے بزرگوں کو پایا ہے' وہی ہمارے قائد ہیں جنہوں نے (ایسا کرنے کا) فتویٰ دیا' وہ تجھ سے زیادہ جانتے تھے تُو تو ایک اکیلا ہے تیرا تو کوئی چھوٹے سے چھوٹا بھی ہمنوا نہیں ہے اور ہمارے جو بزرگ ہم نے یہ کام کرتے ہوئے پائے ان

---

[۱] یہ پرانے زمانے میں ایک عام رسم تھی کہ طلبہ مساجد میں رہتے اور ناچ گانے کا شوق فرمایا کرتے تھے (العیاذ باللہ) اب آج کل یہ رسم نہ ہونے کے برابر ہے اور وہ بھی قبائلی اور پہاڑی علاقوں میں۔ (مترجم عفرلہ)

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کے ساتھ لوگوں کی ایک بڑی جماعت تھی"۔

دسواں اصل: جب کوئی معاملہ سنّت یا بدعت ہونے کے درمیان دائر ہوجائے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ [1] "اور مت چلو کئی راہیں پھر تم کو پھٹا دیں گے اس کی راہ سے"۔

امام دارمیؒ نے (امام تفسیر) مجاہدؒ سے (السُّبل کی تفسیر) "بدعتیں اور شبہات" نقل کی ہے اور صحیح حدیث میں ہے کہ:

دع ما یریبك الی ما لا یریبك۔ [2] "اس چیز کو چھوڑ دے جو تمہیں کھٹکے (تمہیں شبہے میں مبتلا کردے) اور اس چیز کو اختیار کر جو تمہیں نہ کھٹکے (شبہ میں مبتلا نہ کرے)"۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ:

دع ما یریبك الی ما لا یریبك فان الصدق ینجی۔ [3] "کھٹکے کی چیز کو چھوڑ اور بے کھٹکی چیز اختیار کر کہ سچائی نجات دیتی ہے"۔

ایک اور روایت میں یوں ہے کہ:

دع ما یریبك الی ما لا یریبك فان الصدق طمانیۃ وان الکذب ریبۃ۔ [4] "کھٹکے کی چیز کو چھوڑ کر بے کھٹکی چیز اختیار کر سچائی میں اطمینانِ قلب اور جھوٹ میں کھٹکا ہے"۔

ایک اور روایت میں یوں ہے کہ:

دع ما یریبك الی ما لا یریبك "کھٹکے کی چیز کو چھوڑ کر بے کھٹکی چیز اختیار

---

[1] الانعام ۱۵۳ [2] رواہ الامام احمدؒ عن انسؓ والنسائیؒ وابن حبانؒ عن الحسنؓ بن علیؓ وصححہ الترمذیؒ۔ ورواہ الطبرانیؒ عن وابصۃ بن معبدؓ والخطیبؒ عن ابن عمرؓ [3] رواہ قانع عن الحسنؓ [4] رواہ الامام احمدؒ و الترمذیؒ وابن حبان فی صحیحہ عن الحسنؓ۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

فان تک لن تجد فقد شیٔ ترکتہ للّٰہ۔ [۱]	کہ اس لئے کہ جو چیز تم خدا کے لئے چھوڑ دو گے اُس (کا فائدہ) کم نہیں پائیں گے۔

ابن سعدؒ نے امام ابن سیرینؒ سے نقل کیا ہے کہ جب سے انہوں نے ہوش سنبھالا ہے انہوں نے ہر کھٹکنے والی چیز کو ترک ہی کیا ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ (حضورؐ سے سوال کیا گیا کہ) گناہ کیا چیز ہے؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جب کوئی چیز تیرے دل میں کھٹکنے لگے تو اس کو چھوڑ دے"۔ [۲]

اور ہم نے مدخل ابن الحاج اور اعتصام کے حوالے سے (پہلے) بیان کیا ہے کہ بھلائی ساری کی ساری تابعداری میں ہے اور شر سارا کا سارا نئی چیزیں گھڑنے میں ہے۔ اور حافظ ابو شامہؒ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے ذیل میں:

یَا اَھْلَ الْکِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ۔ [۳]	"اے کتاب والو! مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں، اور مت بولو اللہ کے حق میں مگر بات تحقیق"۔

فرمایا ہے کہ:

"ہر وہ شخص جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کے بارے میں اُسے جائز اور مشروع ہونے کا (صرف) وہم ہو حالانکہ وہ ایسا نہ ہو تو وہ اپنے دین کے معاملہ میں "غالی" (ناچیز کو بڑا درجہ دینے والا) دین میں بدعت کرنے والا اور اپنی زبان سے یا زبان حال سے اللہ تعالیٰ پر ناحق بات کہنے والا ہوگا"۔ [۴]

اور حضورؐ کا ارشاد ہے کہ:

ما اجتمع الحلال والحرام فی	"کسی بھی چیز میں حلال و حرام اکٹھے نہیں

---

[۱] رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ والخطیب عن ابن عمرؓ وصححہ السیوطی فی الجامع الصغیر نیز ملاحظہ فرمائیں ضیاء النور صـ۱۳ ج ۲ [۲] الطبقات الکبریٰ صـ۱۹۷ ج ۷ [۳] النساء ۱۷۱ وفی المائدہ ۷۷ لا تغلوا فی دینکم غیر الحق (الآیۃ) [۴] الباعث علی انکار البدع والحوادث صـ۱۳

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

شیٔ الا غلب الحرام الحلال۔ ہوئے مگر یہ کہ حرام حلال پر غالب ہی رہا۔"

یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے اور حفاظِ حدیث نے اس میں کلام کیا ہے جیسے "الاشباہ" میں ہے لیکن امام زیلعیؒ (کنز کے شارح) نے "کتاب الصید" میں اس کو "مرفوع" کہا ہے۔ اور امام دارمیؒ نے حضرت عباد بن عباد سے روایت کی ہے کہ:

فعلیکم بالوقوف عند الشبہات حتی یبرز لکم واضح الحق بالبینۃ، فان الداخل فیما لا یعلم بغیر علم اٰثم۔[1] "مشتبہ چیزوں میں توقف اختیار کرو جب تک کہ ٹھوس دلیل سے واضح حق تم پر ظاہر ہو جائے۔ اس لئے کہ نامعلوم چیز میں بے سوچے سمجھے گھسنے والا گنہگار ہوتا ہے۔"

اور امام ترمذی نے نقل کیا ہے کہ:

"کوئی بندہ متقی ہونے کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ضرر رساں چیزوں کے ڈر سے غیر مضر چیزوں کو نہ چھوڑ دے۔"[2]

پھر اجتناب (بچنے) کی تین قسمیں ہیں ـــــ واجب، مستحب اور مکروہ۔ پس اُن چیزوں سے بچنا واجب ہے جو حرام کے مرتکب ہونے کو لازم ہوں اور جس شخص کا اکثر مال حرام ہو اس کے ساتھ معاملات سے بچنا مستحب ہے اور غلو کے طور پر شریعت کی اجازتوں سے بچنا مکروہ ہے۔

امام شافعیؒ کا ارشاد ہے کہ:

"کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں کچھ کہے ہاں علمی نقطۂ نظر سے وہ ایسا کرسکتا ہے کہ قرآن مجید، سنت رسول اللہؐ اور اجماعِ امت میں واضح طور سے حکم موجود ہو یا اِن تینوں اصولوں پر قیاس کرنے سے ثابت ہو جو اسی نص ہی کے حکم میں ہے۔"

---

[1] الدارمی ص۸۶ [2] کذا فی فتح الباری ص۲۵۰ ج۴

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

شیخ عبدالقادر جیلانی رح نے فتوح الغیب کے بیسویں مقالہ میں فرمایا ہے کہ:

"کھٹکنے والی چیزوں کو چھوڑ کر بے کھٹکی چیزوں کو اختیار کر یعنی جب کھٹکنے والی چیزیں بے کھٹکی چیزوں سے مل جائیں تو (رخصت کے بجائے) اس عزیمت کا راستہ اختیار کر جس میں کسی شک اور کھٹکے کی ملاوٹ نہ ہو اور جو چیز تمہیں شک میں مبتلا کر دے اس کو چھوڑ دے۔"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

پس اخذ کن و عمل کن بعزیمت و آنچہ اولیٰ وافضل است کہ آمیزش نہ کند آں را ریب و شک۔

"پس تو عزیمت اختیار کر اور اس پر عمل کر جو بہتر اور زیادہ فضیلت والی چیز ہو جس میں شک اور کھٹکے کی ملاوٹ نہ ہو۔" [۱]

پس سلف نے بہت سی جائز چیزیں اس ڈر سے ترک کیں کہ لوگ اسے بطور سنت نہ اختیار کر لیں۔ [۲]

اور امام زرقانی رح نے مواہب اللدنیہ اور اس کی شرح (جلد ۸ ص ۱۵) میں کہا ہے کہ:

"عبادات کے سلسلہ میں اصل توقف ہے بایں طور کہ اسی پر اکتفا کرے جو شریعت میں وارد ہوا ہو اور بغیر کسی دلیل کے (ادھر ادھر کی) دوسری چیز کی طرف نہ بڑھے۔ اور یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ کوئی حکم جب سنّت اور بدعت کے درمیان دائر ہو جائے تو (اس صورت میں) سنت کا ترک کرنا بہتر ہو گا۔" [۳]

شمس الائمہ السرخسی رح نے ارشاد فرمایا:

"کہ (دونوں کے) جمع ہونے کی صورت میں "منع" کا پہلو غالب

---

[۱] کذا فی فتح الباری ص ۱۰ ج ۴ [۲] الاعتصام ص ۲۸ و ص ۲۸۶ [۳] کما فی شرح سیر کبیر المجلد الاول ص ۲۵۱ و ص ۱۹۷، والاشباہ والنظائر ص ۴۳ و ص ۲۷، واحکام القرآن للجصاص ص ۱۵۸ ج ۲ و ص ۳۸۷ و ج ۳ ص ۲۲۶

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ہو گا۔" [۱]

اور (اسی) شرح سیر کبیر ج ۱ ص ۲۵۳ پر انہوں نے لکھا ہے کہ:

"جب (حلال و حرام میں) مقابلہ (آمنا سامنا) ثابت ہو جائے تو حرام پہلو کو حلال پر ترجیح دی جائے گی۔"

اور "الاشباہ والنظائر" میں ہے کہ:

"جب دو دلیلیں باہم معارض ہو جائیں (اس طرح کہ) ایک کا تقاضا حرام قرار دینا اور دوسری کا تقاضا جواز ہو تو حرام قرار دینے والی دلیل کو مقدم کیا جائے گا۔" [۲]

اور شامی میں ہے کہ:

"جب کسی حکم کو سنت اور بدعت (قرار دیئے جانے) کے بارے میں تردّد ہو تو بدعت کے کر لینے پر اس سنت کو ترک کر دینا راجح ہو گا۔" [۳]

اور سعایہ میں ہے کہ:

"جب کوئی معاملہ مکروہ یا جائز ہونے کے درمیان پڑ جائے تو "منع" کی پیروی مناسب ہو گی کہ فائدہ حاصل کرنے کی بنسبت نقصان دفع کرنا زیادہ بہتر ہے۔" [۴]

اور شمس الائمہ السرخسیؒ کا ارشاد ہے کہ:

"عبادات کے معاملہ میں احتیاط سے کام لیا جائے گا۔"

اور فرمایا

"۔۔۔ اس لئے کہ جب (جائز و مکروہ میں) معارضہ ثابت ہو جائے اور ترجیح کی کوئی سبیل نہ ہو تو احتیاط سے کام لینا واجب ہے۔" [۵]

بحر الرائق میں ہے کہ:

"بدعت اور اصطلاحی واجب کے درمیان جب تردّد ہو جائے

---

[۱] شرح سیر کبیر ص ۲۶۵ ج ۳ [۲] الاشباہ ص ۴۳ [۳] الشامی ص ۶۰ ج ۱ [۴] السعایۃ ص ۲۶۵ ج ۲ [۵] شرح سیر کبیر ص ۱۹۷ ج ۱ –

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

تو سنت کی طرح (اس صورت میں) واجب کو بھی چھوڑا جائے گا۔[۱]
اور فرمایا:
"اس موقعہ پر جہاں (حلال و حرام کا) باہمی تعارض ہو تو حلال کے پہلو پر حرمت کے پہلو کو ترجیح دی جائے گی"۔[۲]
(البتہ) مجالس الابرار میں ہے کہ علامہ ابن الہمامؒ نے فرمایا:
"کہ وہ عبادات جن کے بدعت اور واجب ہونے میں تردد ہو تو انہیں احتیاط کے طور پر بجا لائے (تاکہ ترک واجب کا گناہ نہ ہو) اور جس عبادت کے بدعت اور سنت میں تردد ہو تو (اس صورت میں) اس کو ترک کیا جائے کہ بدعت کا ترک کرنا لازم ہے اور سنت کی ادائیگی اتنی ضروری نہیں"۔
اسی طرح کی بات بحر الرائق میں بھی ہے کہ:
"جب کسی حکم کے سنت اور بدعت ہونے میں تردد ہو تو سنت کے ادا کرنے پر بدعت کے چھوڑ دینے کو ترجیح ہو گی"۔[۳]
اور ارشاد ہے کہ:
"جس چیز کے سنت اور بدعت ہونے میں تردد ہو تو اسے احتیاطاً ترک کیا جائے گا"۔[۴] اور اسی طرح کی بات "الطریقۃ المحمدیۃ" میں بھی ہے۔[۵]
اور شاہ اسماعیل الامام المجاہد الشہید رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ:

"ہر گاہ کہ چیزے متردد باشد درمیانِ سنّت حقیقیہ و بدعتِ حقیقیہ باعتبارِ ضعف روایت جانبِ بدعت اورا ترجیح دہند واحتراز از و لازم می شمارند چنانچہ شیخ ابن ہمام در فتح القدیر و مجالس الابرار باں تصریح فرمودند

"اور جب کوئی چیز حقیقی سنت اور حقیقی بدعت کے درمیان ضعفِ روایت کے اعتبار سے متردد ہو جائے تو اس کے بدعت کے پہلو کو (اسلاف نے) ترجیح دی ہے اور اس سے بچنا لازمی قرار دیا ہے چنانچہ شیخ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں اور مجالس ابرار میں اس کی تصریح

---
[۱] بحر الرائق ص۱۶۵ ج۲ [۲] بحر الرائق ص۱۲۵ ج۲ [۳] بحر الرائق ص۲۰ ج۲ [۴] جیسے کہ محیط ص۱۲۵ ج۲ پر ہے۔ [۵] نیز ملاحظہ ہو نظم البیان ص۱۵ اور قواعد الاحکام ص۵۱ ج۱۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

پس وقتے کہ چیزے متردد باشد درمیانِ سنتِ حکمیہ و بدعتِ حقیقیہ جانبِ بدعت راجح خواہد گردید و از جنس بدعتِ حقیقیہ البتہ شمردہ خواہد شد۔ انتہیٰ۔ [1]

کی ہے۔ پس اس وقت جبکہ کوئی چیز حکمی سنت اور حقیقی بدعت کے درمیان متردد ہو تو اس کے بدعت ہونے کا پہلو راجح ہوگا اور ضرور اسے حقیقی بدعت کی جنس میں سے شمار کیا جائے گا۔"

مذکورہ اصل پر تفریع

پس ہمارے علاقوں کی تمام مروجہ بدعتوں کو اس اصل کی بنا پر ترک کیا جانا چاہیئے۔ اور کسی چیز کے عام ہونے یا بزرگوں کے معمول ہونے سے بدعتیوں کا استدلال باطل ہے کہ محققین علماء کرام نے اپنی کتابوں میں ان بدعات کی صراحۃً مذمت کی ہے جیسے میلاد شریف کرنا، حیلہ اسقاط کرنا، عرس کرنا، مُردوں کے لئے ختم (اُجرت کے عوض) کرنا، یا قبروں پر ختم کرنا، عبادت پر، قرآن وحدیث پر اُجرت لینا [2] اور اسی طرح ہر کارِ ثواب پر اجرت لینا جیسے نکاح پڑھانے اور مُردے کو نہلانے پر اُجرت۔

اور شامی میں ہے کہ:

"کسی چیز کا صحابہؓ کے زمانہ سے اب تک ترک کیا جانا (اسی کے ترک کرنے کے لئے) حجت اور دلیل ہے اور ہر نقل شدہ امر کی تابعداری واجب ہے۔" [3]

---

[1] ایضاح الحق الصریح ص ۶۳ [2] ایک عام وبا یہ بھی پھیلی ہوئی ہے کہ امامت وغیرہ کی اجرت گاؤں یا محلے کے لوگ عشر اور زکوٰۃ وغیرہ میں پیش کرتے ہیں اس طرح نہ صاحبِ مال زکوٰۃ کی ادائیگی سے بری الذمہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی لینے والے کے لئے ایسی صورت میں زکوٰۃ لینی جائز ہے ___ ہاں امامت، تدریس القرآن والحدیث اور اذان پر وظیفہ یا تنخواہ کو فقہاء متاخرین نے استحساناً جائز قرار دیا ہے لیکن یہ ملحوظ رہے کہ جو مسائل استحسان سے ثابت ہوں ان پر دوسری چیزوں کو قیاس کرنا ناجائز ہے مثلاً مطلقاً امامت کی تنخواہ کے جواز پر امامتِ تراویح کی اجرت کو قیاس کرنا جائز نہ ہوگا۔ [3] الشامی ص ۲۱۰۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

گیارھواں اصل: مشتبہ چیزوں کو ترک کرنا بھی دین کا حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ۔ [1]

"سو جن کے دل پھرے ہوئے ہیں وہ لگتے ہیں ان کی ڈھب والیوں سے، تلاش کرتے ہیں گمراہی، اور تلاش کرتے ہیں ان کی کل بیٹھانی۔"

(زیغ) کا مطلب "گمراہی" اور "حق سے باطل کی طرف نکل جانا" ہے فرمایا (فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ) یعنی وہ اس متشابہ (مشتبہ المراد) لفظ پر عمل کرتے ہیں جسے وہ آسانی سے اپنے فاسد مقاصد کی طرف موڑ لیتے ہیں اور ایسا کرنا ان کے لئے اس لئے ممکن ہوتا ہے کہ لفظ میں ان کے فاسد معنی کا احتمال موجود ہوتا ہے پس جہاں تک اس (نص میں) حکم کا تعلق ہے تو وہ اس سے محروم رہتے ہیں کہ وہ تو اُن کو (ایسا کرنے سے) روکنے والا ہوتا ہے اور اُن کے حق میں دلیل بننے کے بجائے ان کے خلاف حجت ہوتا ہے جیسے عیسائیوں نے استدلال کیا کہ قرآن حکیم نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو "روح اللہ" (یعنی اللہ کی روح) اور كَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ (اپنا ایسا کلمہ کہا ہے جسے انہوں نے مریمؑ کی طرف ڈال دیا تھا) اور رُوْحٌ مِّنْهُ (یعنی اپنی طرف سے (بھیجی ہوئی) روح) کہا ہے ___ لیکن انہوں نے (اپنے فاسد مقاصد کے پیش نظر عبدیت عیسیٰ پر) اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے استدلال کرنا چھوڑ دیا (حالانکہ وہ محکم بھی ہے):

اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ۔ [2]

کہ "وہ کیا ہے؟ ایک بندہ ہے، کہ ہم نے اس پر فضل کیا۔"

---

[1] آل عمران ۷، ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ص۳۴۵ ج ۱ [2] الزخرف ۵۹

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

امام ولی اللہ دہلویؒ کا ارشاد ہے کہ:

"اور رسول اللہؐ کے دین کے اصولوں میں سے ایک اصول متشابہات (یعنی وہ آیات و الفاظ جن کا معنی مشتبہ ہو اور متعین نہ ہو) کے سلسلہ میں توقف کرنا ہے۔ پس (محض) عقل کی بنا پر ان میں کلام نہیں کیا جائے گا۔" [۱]

اور اس کی مثالوں میں سے وہ سب حالات و کیفیات ہیں جو مُردے کو قبر میں بٹھانے، اس سے سوالات کرنے، اس کی قبر کے وسیع یا تنگ کرنے اس کے چیخنے چلّانے سے متعلق وارد ہوئی ہیں۔ اور وہ (حالات و کیفیات بھی) جو حشر اور بعث بعد الموت کا حال بیان کرتے ہیں ___ بعض واقعات کے دوسروں پر تقدیم و تاخیر وغیرہ سے متعلق ___ روایات کے تقریباً سو قسم کے اختلافات ہیں۔ پس لازم ہے کہ جن اُمور کا علم صرف شارع سے متعلق ہو ان میں بات نہ کی جائے۔

اور "وَلَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا" [۲] بھی اسی قبیل سے ہے۔ امام طرطوشیؒ فرماتے ہیں کہ:

"مسلمان رسول اللہؐ سے کہا کرتے تھے کہ "رَاعِنَا وَارْعِنَا سمعك" [۳] (یعنی ہماری رعایت فرمائیں اور ہماری طرف توجہ فرمائیں) اور لفظ "راعنا" (عربی لغت کے برخلاف) عبرانی میں رعونة سے ماخوذ گالی کے معنیٰ میں ہے۔ تو یہود یہ کلمہ نبی کریمؐ کو گالی دینے کے ارادے سے استعمال کرتے تھے [۴]۔ پس اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ کلمہ کہنے سے روک دیا اگرچہ (عربی لغت کے اعتبار سے) اس کا کہنا جائز تھا ___ تاکہ یہود ناجائز مفہوم اور معنیٰ ہی نہ نکال سکیں۔" درحقیقت یہ معاملہ ایک ایسے امر

---

[۱] البدور البازغہ ص ۲۴۲ [۲] البقرہ ۱۰۴ [۳] قول وارعنا سمعك یہ عرب کے اس محاورہ کے قبیل سے ہے کہ "اَرْعَیْتُهٗ سمعی" (میں نے اس کی بات سنی)۔ [۴] نیز راع (امر کے صیغہ) کے کسرہ کو جب اشباعی صورت میں کھینچ کر پڑھا جائے تو "راعی" بمعنی چرواہا (گڈریا) ہو جاتا ہے۔ (مترجم عفرلہ)

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

سے روکنا ہے جو ظاہری اعتبار سے تو جائز ہو لیکن وہ حرام اور باطل تک رسائی کا ذریعہ بنتا ہو۔"

اور اسی قبیل سے صَبِیغ العراقی کا قصہ ہے جسے دارمی نے حضرت عبداللہؓ کے غلام "نافع" سے نقل کیا ہے کہ:

"صَبِیغ عراقی مسلمانوں کے لشکروں میں قرآن میں موجود بعض چیزوں سے متعلق پوچھا کرتا تھا حتیٰ کہ جب وہ مصر پہنچا تو (گورنر) عمرو بن العاصؓ نے اُسے حضرت امیر المؤمنین عمرؓ کی خدمت میں روانہ کیا۔ جب قاصد نے امیر المؤمنین کو خط دیا اور آپؓ نے پوچھا کہ یہ شخص کہاں ہے؟ قاصد نے کہا قافلہ میں! حضرت عمرؓ نے فرمایا "دیکھو کہیں وہ چلا نہ جائے ورنہ تو میں تمہیں سخت تکلیف دِہ سزا دوں گا۔" چنانچہ قاصد نے اُسے پیش کیا تو حضرت عمرؓ نے اس سے فرمایا کہ "تم نئی نئی چیزوں کے بارے میں سوال کرتے رہتے ہو؟" پھر حضرت عمرؓ نے تازہ ٹہنیاں منگوائیں اور اس شخص (صُبیغ) کو ان سے مارا یہاں تک کہ اس کی پیٹھ سے کھال ادھڑ گئی (یعنی زخمی ہو گئی) پھر اُسے مارنا موقوف کر دیا یہاں تک کہ وہ ٹھیک ٹھاک ہو گیا، تو اس کو پھر مارنا شروع کیا پھر (خوب زخمی ہونے پر) مارنا موقوف کیا تا آنکہ وہ ٹھیک ہوا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اس کو پھر بلایا تا کہ اُسے پھر ماریں تو صُبیغ نے کہا کہ "حضرت اگر آپ مجھے قتل ہی کرنا چاہیں تو اچھے طریقہ سے (ایکدم) قتل کر دیں اور اگر آپ میری (بیماری کی) دوائی (علاج) کرنا چاہتے ہوں تو بخدا میں اب ٹھیک ہو گیا ہوں۔" چنانچہ آپ نے اُسے اس کے علاقہ میں جانے کی اجازت دیدی اور ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ اس شخص کے ساتھ کوئی مسلمان نہ اُٹھے بیٹھے۔ یہاں تک کہ اس شخص کو یہ کیفیت بڑی شدید محسوس ہوئی تو حضرت

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ "اس شخص کی حالت ٹھیک ہوگئی ہے۔" چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اب لوگوں کو اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی اجازت دیدیں۔"[1]

اور دارمی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ:

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ[2]

"وہی ہے جس نے اتاری تجھ پر کتاب اس میں بعض آیتیں پکی ہیں سو جڑ ہیں کتاب کی اور دوسری ہیں کئی طرف ملتی ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت: ——— تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا کہ "جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو قرآن میں سے متشابہات کے پیچھے پڑے ہوئے ہوں تو ان سے بچو۔"[3]

امام طحاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

"زیغ" راہِ اعتدال اور راہِ استقامت سے کجروی اور اس افراتفری کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے احکام الٰہی اس منشاء خداوندی کے خلاف جاری ہوں جس کی خاطر اللہ نے اِن احکام کو نازل کیا ہو۔"[4]

اور دارمی رحمہ اللہ نے امام اوزاعی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ:

"عبادت کے بغیر فقیہ ہونے کا دعوی کرنے والوں اور شبہ کی بنا پر حرام کو حلال سمجھنے والوں کے لئے ہلاکت اور بربادی ہو۔"[5]

اور دارمی نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ" (یعنی کئی ایک راستوں پر مت چلو) کے ذیل میں امام مجاہد سے "السبل" کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ:

"اس سے مراد "بدعتیں اور شبہات" (کھٹکنے والی چیزیں) ہیں۔"[6]

---

[1] سنن دارمی ص ۳۱، الحوادث والبدع ص ۲۰ [2] آل عمران ۷ [3] سنن الدارمی ص ۳۱ واسی طرح مشکل الآثار ص ۲۰۷ ج ۳ [4] الطحاوی ص ۲۰۹ ج ۲ [5] الدارمی ص ۳۶ [6] الدارمی ص ۲۸

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کہتے ہیں کہ:

"اگر آپ تقویٰ کی حالت میں ہیں تو نفس کی مخالفت کریں، اس طرح کہ اسے لوگوں کے حرام، ان کے شبہات اور آرزوؤں سے ــــ اور اُن پر بھروسہ و توکل کرنے سے اور ان پر ہی اعتماد کرنے سے، ان سے ڈرنے سے اور ان کے پاس دنیا کے جو فوائد ہیں ان کو لالچ سے بچانے کے ذریعے نکال دیں۔ پس لوگوں کی عطیات کی ہدیہ، زکوٰۃ، صدقہ، کفارہ یا منّت کے طور سے اُمید مت رکھیں۔" [1]

ہم نے دسویں اصل میں حدیث "دع ما یریبك الی ما لا یریبك" (یعنی کھٹکے کی چیز چھوڑ اور بے کھٹکی چیز اختیار کر) کے ذیل میں سفیان ثوری رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

"جو چیز بھی تیرے دل میں کھٹکے اسے ترک کر دے۔"

بخاریؒ اور مسلمؒ نے نعمان بن بشیرؓ سے نقل کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ:

"حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی بالکل واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جن کا بیشتر لوگوں کو پتہ ہی نہیں۔ پس جو شخص اُنہی مشتبہ چیزوں سے بچا تو اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو کوئی ان شبہات میں پڑ گیا تو وہ حرام میں ہی پڑ گیا ــــ جیسے کہ وہ چرواہا جو باڑ کے آس پاس (اپنی بھیڑ بکریاں) چرا رہا ہو، قریب ہے کہ وہ (باڑ کے بجائے) فصل میں ہی پڑ جائے۔ خبردار! ہر بادشاہ کی باڑ (اور حد) ہوتی ہے۔ خبردار! اللہ کی "باڑ" (اور حد) اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ خبردار! بدن میں ایک لوتھڑا ہے کہ جب وہ صالح (اور ٹھیک) ہو تو پورا بدن صالح ہوتا ہے اور جب

---

[1] فتوح الغیب دسواں مقالہ۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

بیکار ہوجائے تو پورا بدن بیکار ہو جاتا ہے اور وہ لوتھڑا دل ہی ہے۔"

حسان بن ابی سنانؒ کہتے ہیں کہ:

"میں نے "ورع" اور پرہیزگاری سے زیادہ آسان کوئی چیز نہیں دیکھی (یعنی یہ کہ) کھٹکے کی چیزوں کو چھوڑ دو اور بے کھٹکی چیزوں کو اختیار کرو۔"

امام خطابی کا ارشاد ہے کہ:

"ہر وہ چیز جس میں تجھے شک ہو جائے تو پرہیزگاری یہی ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔" [۱]

پس وہ امور جن کے حلال اور حرام ہونے میں اشتباہ ہو تو ان سے اجتناب ہی مناسب ہے۔ خیال رہے کہ یہ اشتباہ ایسے علماء پر نہیں ہوتا جو علم کے اعتبار سے پختہ ہوں۔ [۲]

اور امام شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ:

"متشابہات پر عمل کرنے کی صورتوں میں، مقیدات میں غور کرنے کے بغیر مطلق نصوص پر عمل کرنا، نیز عام نصوص پر یہ دیکھے بغیر عمل کرنا بھی شامل ہے کہ ان کی تخصیص کرنے والی نصوص بھی ہیں یا نہیں ــــ اور اسی طرح اس کا عکس بھی کہ کسی مقید نص یا کسی خاص نص کو کسی شرعی دلیل کے بغیر محض رائے سے مطلق اور عام بنا دیا جائے ــــ اس لئے کہ یہ مسلک دراصل اندھے پن (جہالت) اور خواہشِ نفس کی تابعداری پر مبنی ہے اور ایسا اس لئے ہے کہ مطلق نصوص جب مقید نہ ہوں تو اپنے اطلاق پر ہی رہتی ہیں اور جب (شارع کی طرف سے) مقید کر دی جاتی ہیں تو وہ مزید واضح ہو جاتی ہیں۔"

---

[۱] فتح الباری صفحہ ۲۵۰ ج ۴ وکذا فی شرح العینی صفحہ ۲۵۰ ج ۱ [۲] قال ابن رجب فی جامع العلوم والحکم ص ۵۶

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور علماء کرام کا ارشاد ہے[1] کہ:

"دین کی بربادی کی دو قسمیں ہیں (۱) باطل عقیدہ اور اس کا بیان کرنا اور وہ (مختلف قسم کی) بدعتیں ہیں اور (۲) عملی فسق و فجور وغیرہ پہلی قسم شبہات کی جہت سے اور دوسری قسم شہوات (خواہشاتِ نفسانیہ) کی جہت سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے سلف صالحین کہا کرتے تھے کہ "بدکار عالم اور جاہل عبادت گزار کے فتنے (اور فساد) سے ڈرو اور بچو کہ ان دونوں کے فتنے ہر آزمائش میں مبتلا شخص کے لئے بڑے فتنے ہیں۔

ان میں سے ایک فتنہ مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ، یعنی ان لوگوں کے فتنے سے ملتا جلتا ہے جن پر اللہ کا غضب ہوا کہ جو حق جاننے کے باوجود اس کی پیروی نہیں کرتے اور دوسرا فتنہ "الضَّالِّيْنَ" (گمراہوں) کے فتنے سے ملتا جلتا ہے جو علم (اور جاننے) کے بغیر عمل کرتے ہیں ـــــ پس خواہشاتِ نفسانیہ (شہوات) کو صبر کے ذریعے ترک کیا جا سکتا ہے اور شبہات کو یقین کے ذریعے دفع کیا جا سکتا ہے۔"

حاصلِ کلام یہ ہوا کہ اہل بدعت کا دینی ہی التباس اور اشتباہ پیدا کرنا اور مشتبہ امور سے دلیل پکڑنا ہے جیسے کہ بزرگوں کا ارشاد ہے کہ بدعتیوں کی (اصل) بیماری (ہی) شبہات ہیں اور فاسق و فاجر لوگوں کی بیماری شہوات (خواہشاتِ نفسانیہ) ہیں ـــــ چنانچہ یہ بدعتی آپ کو یہ کہتے ہوئے نظر آئیں گے کہ "دعاء عبادت ہے" اور "صدقہ و خیرات ثواب کا ذریعہ ہیں" اور "قبروں کی زیارت سنت ہے" ـــــ اور اس سلسلہ میں زندہ سے دعا کروانے اور مُردے سے دعا کی التجا کرنے میں اور موجودہ حاضر شخص سے دعا کی درخواست اور غائب سے دعا کی التجا کرنے میں نیز اس چیز کی دعا جس پر بندہ قادر ہو اور اس چیز کی دعا کرنے میں جس پر بندہ

[1] اقتضاء الصراط المستقیم ص ۱۳

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کو قدرت نہ ہو ـــــ کوئی فرق نہیں کرتے (بلکہ الدعاء ھوالعبادۃ کی عام نص کو ان سب قسم کی دعاؤں کے لئے بطور دلیل بیان کرتے ہیں)۔ اسی طرح وہ اس صدقہ کے درمیان، جس کا شارع نے عام طریقہ سے، کسی وقت اور مقام کے تعین اور تخصیص کے بغیر حکم دیا ہو ـــــ اور اپنے مزعومہ خاص کی ہوئی خیراتوں اور اور صدقوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے ـــــ نیز وہ شرعی طریقہ سے قبرستان کی زیارت اور بدعی طریقہ سے زیارۃ القبور کے درمیان بھی کوئی فرق نہیں کرتے۔

گیارہویں اصل پر تفریعات

پس اس بیان کردہ اصول کی بنا پر وہ تمام بدعتیں جو لوگوں نے ایجاد کی ہیں اور بے بنیاد طریقہ سے گھڑی ہیں، ممنوع قرار پاتی ہیں۔ اور اس اصول کے ذریعے آپ پر ان اذکار اور اوراد کا ناجائز ہونا بھی واضح ہو جاتا ہے جو ان بدعتیوں نے اپنے طور سے گھڑ رکھے ہیں جیسے کہ وہ "درود" جس کو یہ لوگ "درودِ تاج" کہتے ہیں اسی طرح "کسی بزرگ کی برکت سے دعاء کرنا" نیز ـــــ "یا شیخ عبدالقادر اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ عنایت کیجئے" کے الفاظ سے دعا کرنا اسی طرح وہ نام رکھنا جو ناجائز اور حرام ناموں سے ملتے جلتے ہوں جیسے غلام غوث، علی بخش، پیر بخش ـــــ اسی طرح اونچے اونچے القاب دینا جیسے ابوالاعلیٰ وغیرہ۔ (سب چیزیں اسی زمرے میں آتی ہیں)۔

پس اُن غیبی امور میں غور و خوض کرنا جن کی کیفیت شارع نے نہ بیان کی ہو یہ باطل (اور لاحاصل) میں غور و خوض کرنے کے مترادف ہے جیسے کہ میت کو (قبر میں) بٹھلانے کی کیفیت، میت کی قبر کا ستر ستر گز وسیع کر دینے کی کیفیت اور برزخ میں اس کی زندگی کی کیفیت میں غور و خوض کرنا ـــــ لاحاصل غور اور سنت سے پہلوتہی ہے ـــــ کہ نہ تو ان امور میں بحث کرنا جائز ہے اور نہ ہی ہمارے ہاں کے موجودہ امور پر ان کا قیاس کرنا جائز ہے۔

پس (اصل) سلامتی ہی یہ ہے کہ آپ مشتبہ امور اور ان امور سے بچے رہیں جن کی مراد واضح نہ ہو اور جن مواقع میں آپ قطعی دلیل نہ پائیں وہاں التباس

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور اشتباہ پیدا کرنے والی چیزوں سے دور رہیں، اس لئے کہ دین قوی اور مضبوط چیز ہے وہ کمزور اور گھٹیا چیزوں سے ثابت نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے کئی ایسی چیزیں ذکر فرمائی ہیں جن پر ہم ان کی کیفیت جاننے کے بغیر، ایمان اور یقین رکھتے ہیں جیسے پیالے کی تسبیح بیان کرنا، اور (موجودات میں سے) ہر چیز کی تسبیح بیان کرنا فرمایا:

وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم۔ [۱]
"اور کوئی چیز نہیں، جو نہیں پڑھتی خوبیاں اس کی، لیکن تم نہیں سمجھتے ان کا پڑھنا"

اور شہداء کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ:

احیاء ولکن لا تشعرون۔ [۲]
"وہ زندہ ہیں، لیکن تم کو خبر نہیں"

پس جو شخص ان چیزوں کے جاننے کا دعویٰ کرے اور اُن کی کیفیات بیان کرے تو وہ باطل (اور لاحاصل) امر میں گھُس گیا جیسے کہ ان سے پہلے کے لوگ (بغیر علم کے) باطل میں گھس گئے تھے۔

وکان الناس فی لبس عظیم
فجاؤا بالبیان فأظھروہ

اور لوگ بڑے اشتباہ میں مبتلا تھے تو اہلِ حق آئے اور اس اشتباہ کو اپنے بیان کے ذریعے واضح اور ظاہر کر دیا ــــ (تاکہ لوگ اس سے محفوظ رہ سکیں)۔

بارھواں اصل: ہر اُس جائز امر کا مکروہ قرار پانا جو سنت کے درجہ تک پہنچ جائے یا ایسے جائز امر کا ممنوع ہونا جو ناجائز امر کا ذریعہ اور سبب بنے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واسئلھم عن القریۃ التی کانت حاضرۃ البحر اذ
"اور پوچھو ان سے احوال اس بستی کا کہ تھی کنارے دریا کے، جب حد سے بڑھنے

[۱] بنی اسرائیل (الاسراء) ۴۴ [۲] البقرہ ۱۵۴

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

یعدون فی السبت ۔۔۔۔ الی لگے ہفتے کے حکم میں ۔۔۔۔۔۔۔ الی
قولہ تعالیٰ ۔۔۔ خاسئین ۔ قولہ تعالیٰ ۔۔۔۔ ہم نے حکم کیا، کہ ہو جاؤ
بندر پھٹکارے ؎۱

امام طرطوشی نے فرمایا کہ :

"بات یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے، ہفتہ کے دن یہود پر شکار کھیلنا حرام کردیا تھا اور باقی تمام دنوں میں انہیں اس کی اجازت دی تھی۔ چنانچہ ہفتہ کے دن مچھلیاں، ان کے گھروں کے دروازوں تک مختلف آبی راستوں کے ذریعے، اور بعض نے کہا؎۲ کہ پانی کی سطح پر لاتعداد راستوں کے ذریعے پہنچ جاتیں جبکہ باقی دنوں میں یہ مچھلیاں نہیں آتی تھیں۔ تو اُن میں سے کچھ لوگوں نے جمعہ کے دن نہریں کھودنی شروع کردیں اور شکار کے مختلف آلات (اُن نہروں میں) رکھے (مثلاً جال، کانٹے وغیرہ) چنانچہ مچھلیاں ان آلات میں پھنس گئیں اور ان لوگوں نے (ہفتہ کو چھوڑ کر) اتوار کے دن انہیں پکڑ لیا، اور ظاہر ہے کہ اتوار کے دن شکار جائز تھا، چنانچہ یہ بات ان لوگوں میں پھیل گئی (عام ہوگئی) تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت بیان فرمائی اور ان کی شکلوں کو بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کیا۔"

ابو زیدؒ کہتے ہیں کہ :

"سب سے پہلے ان میں اتوار کو ایک شخص نے مچھلی پکڑی پھر اس کو بھونا، چنانچہ اس کے پڑوسی نے مچھلی کی خوشبو محسوس کی، تو پڑوسی نے اس سے کہا کہ میں محسوس کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھے عذاب دے گا، لیکن جب عذاب نے اسے جلدی نہ گھیرا تو دوسرے ہفتے اس کے ساتھ دو (مزید) آدمی گئے۔ پھر جب ان کو بھی عذاب نے جلدی نہ گھیرا (بلکہ اللہ تعالیٰ کی حکمتِ بالغہ کی بنا پر ان کو ڈھیل ملتی رہی تو لوگوں نے اس سے غلط فائدہ اٹھایا) تو وہ اس میں مسلسل پڑ گئے

؎۱ الاعراف ۱۶۳ الی ۱۶۶ ؎۲ یہ لفظ شُرَّعًا کی تفسیر ہے۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

چنانچہ وہ مچھلیاں پکڑتے رہے اور کھاتے رہے، یہ لوگ تقریباً ستر ہزار افراد تھے جو مدین اور کوہِ طور کے درمیانی علاقہ میں "ایلہ" نامی بستی میں آباد تھے۔ اس طرح اس بستی کے لوگ تین حصّوں میں بٹ گئے[1] انتہیٰ۔

(ان پر نازل ہونے والے عذاب کی تفصیل بتاتے ہوئے) حضرت قتادہؒ نے فرمایا کہ:

"نوجوان لوگ تو بندر بن گئے اور بڑے بوڑھے سؤر، اور ان میں سے صرف وہی لوگ بچ سکے جو دوسروں کو نافرمانی کے ارتکاب سے روکتے تھے، اور باقی سب ہلاک ہوگئے۔"

دیکھئے (جمعہ اور اتوار کے دن) شکار کھیلنا جائز تھا لیکن جب وہ ایک ناجائز اور ممنوع کام کا ذریعہ بننے لگا تو وہ خود بھی ایسا ممنوع امر بن گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت فرمائی اور اس کا ارتکاب کرنے والے ہلاک ہوگئے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

یاایھا الذین اٰمنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا۔[2] "اے ایمان والو! تم نہ کہو "راعنا" اور کہو "انظرنا" اور سنتے رہو۔"

تو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو "راعنا" کے لفظ سے روکا، تاکہ یہودیوں کو اس کے ذریعے ناجائز (مفہوم) تک پہنچنے کا راستہ ہی نہ مل سکے، پس درحقیقت یہ بظاہر ایسے جائز کام سے روکنا ہے جو کسی اندرونی ناجائز کام کا راستہ بن سکتا ہے۔

اسی قبیل سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی ہے:

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوًا بغیر علم۔[3] "اور تم لوگ برا نہ کہو، جن کو وہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا، کہ وہ برا کہہ بیٹھیں اللہ کو بے ادبی سے، بن سمجھے۔"

---

[1] یعنی شکار کھیلنے والے، شکار سے پرہیز کرنے والے اور شکاریوں کو نافرمانی کے ارتکاب سے روکنے والے اور شکار نہ کھیلنے والے لیکن دوسروں کو اس سے نہ روکنے والے (مؤمنین، مجاہرین بالفسق اور مداہنین)۔ مترجم غفرلہٗ [2] البقرہ ۱۰۴ [3] الانعام ۱۰۹

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک مباح کام سے روکا تاکہ وہ الٰہ العالمین (جل و علا شانہٗ) کو بُرا بھلا کہنے کا ذریعہ نہ بنے۔

اور حدیث میں ہے کہ:

"سب سے بڑا گناہِ کبیرہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ پر لعنت کرے صحابہؓ نے پوچھا کہ حضرت! کیا کوئی شخص اپنے باپ کو بُرا بھلا کہہ سکتا ہے؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں! کہ وہ کسی کے باپ کو گالی دے گا تو وہ اِس کے باپ کو گالی دے گا۔"

اور اِسی قبیل سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی ہے:

ولا یضربن بأرجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن۔ [1] "اور نہ دھمکاویں اپنے پاؤں سے، کہ جانا پڑے جو چھپاتی ہیں اپنا سنگار۔"

یعنی اللہ تعالیٰ نے خواتین کو ایک مباح امر سے روکا تاکہ اس کے ذریعے وہ ممنوع کام تک نہ پہنچ سکیں اور وہ (ممنوع امر) اپنی طرف لوگوں (کی نگاہوں) کو دعوت دیتا ہے۔

اور ابن عطیہؒ نے اللہ کے ارشاد "ولا تقربا ھذہ الشجرۃ" [2] کے ذیل میں فرمایا ہے کہ یہ (دراصل ممنوع امر) کے ذرائع بند کرنے کی مثال ہے۔ انتہی [3]

امام طرطوشی نے فرمایا کہ:

"بدعت کرنا بہت بڑی ہلاکت کی بات ہے۔ انتہی۔

پس ہر وہ کام جو بدعت کا ذریعہ اور سبب بن سکے، اس سے روکا جائے گا جس طرح کہ ہم "دسویں اصل" کے ذیل میں بیان کر چکے ہیں۔

اسی قبیل سے سورج کے طلوع اور غروب ہوتے وقت نماز (سے منع کرنے کا معاملہ) ہے تاکہ مشرکین (سورج پرست لوگوں) سے مشابہت نہ ہو، اسی طرح اہلِ کتاب سے مشابہت سے بھی روکا گیا ہے، اِسی طرح محرم پر خوشبو کو حرام کیا

---

[1] النور ۳۱ [2] البقرہ ۳۵ (ترجمہ) "اور نزدیک نہ جاؤ اس درخت کے۔"
[3] بحوالہ قرطبی ص۲۰۳ ج ۱۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

گیا کیونکہ خوشبو، "ہم بستری" کا داعیہ (اور ذریعہ) ہے۔[1] اسی طرح شارع نے شک والے دن کا روزہ رکھنے سے بھی اسی لئے منع کیا ہے تاکہ نفلی روزہ، فرض روزے سے ملحق نہ ہو سکے ـــــ اکیلے رجب کے روزے رکھنے سے روکنا، اکیلے جمعہ کے دن کا روزہ رکھنے کو مکروہ قرار دینا، اور صرف جمعرات کو ہی نفلی نمازوں کے لئے مخصوص کرنے کو مکروہ قرار دینا بھی کسی ایسے شرع کو اختیار کرنے کا راستہ ہی مسدود کرنا ہے جس کی اجازت اللہ تعالیٰ نے نہ دی ہو ـــــ (یہاں شرع سے مراد) ـــــ یعنی کسی ایسے وقت یا جگہ کی تخصیص کرنا جسے ان کاموں کے لئے اللہ تعالیٰ نے خاص نہ فرمایا ہو ـــــ اُس خطیب کی مذمت بھی اسی قبیل سے ہے جس نے کہا تھا کہ "من یطع اللہ و رسولہ فقد رشد ومن عصاھما فقد غوی"[2] (کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی ضمیر سے ذکر کیا)، اور (اسی طرح) نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ "ماشاء اللہ و شاء محمد" مت کہو۔ تاکہ شرک کرنے کا ذریعہ (اور راستہ) ہی بند ہو ـــــ اور جس شخص نے آپؐ سے کہا تھا کہ "ماشاء اللہ وشئت"[3] اس سے آپؐ نے فرمایا تھا "کیا تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا لیا؟" چنانچہ آپؐ نے شرک کی اصل ہی کاٹ کر رکھ دی ـــــ اسی طرح آپ نے کسی بھی شخص کو دوسرے سے ملتے وقت اُس کے لئے جھکنے سے روکا وغیرہ ذٰلک وہ تمام چیزیں، جنہیں علامہ ابن قیمؒ نے تقریباً ننانوے ۹۹ صورتوں میں ذکر فرمایا ہے۔[4]

اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ:

"تم میں سے کوئی شخص، اپنی نماز میں سے شیطان کا حصہ نہ بنائے اگر وہ سمجھے کہ وہ (نماز سے فراغت کے بعد) صرف دائیں جانب ہی مڑے گا اور یہی اس پر لازم ہے، تو اس نے اس تھوڑی سی مقدار میں، بندے کی نماز میں سے، شیطان کا حصہ بنا لیا۔ تو اس سے

---

[1] کہ اس سے شہوانی جذبات کی انگیخت ہوتی ہے (مترجم غفرلہ) [2] (ترجمہ) "جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کی تو وہ ہدایت پا گیا اور جس نے اِن دونوں کی نافرمانی کی تو وہ گمراہ ہوگیا۔" [3] (ترجمہ) "جو کچھ چاہے اللہ تعالیٰ اور جو کچھ چاہیں آپؐ۔" [4] اعلام الموقعین صـ ج ۲۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

بڑھ کر اگر کوئی حرکت ہو تو اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟[۱]

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ:

"اس سلسلہ میں تحقیق یہ ہے کہ کسی مباح چیز سے مزیّن ہونا حرام نہیں ہے لیکن اس (مباح چیز) میں پڑ جانے سے اس کا اُنس پیدا ہوتا ہے، یہاں تک کہ پھر اس کو چھوڑنا مشکل نظر آتا ہے ـــــ اور کسی زینت کو دائم رکھنا غالباً، ایسے اسباب اختیار کرنے کی وجہ سے ہی ممکن ہوتا ہے، کہ جن کی رعایت رکھنے سے گناہوں کا ارتکاب لازم آتا ہے جیسے مداہنت (دین کے معاملہ میں چشم پوشی کی حد تک نرمی)، مخلوق کی رعایت، لوگوں سے جھگڑنا ـــــ اور دوسرے ایسے امور جو ناجائز ہیں ـــــ حرام دراصل یہی امور ہیں، انہی سے اجتناب لازم ہے کیونکہ جو شخص دنیا میں منہمک ہو جائے گا تو وہ قطعی طور سے، اس سے سلامت نہیں رہ سکتا۔ اگر دنیا میں انہماک کے ساتھ ساتھ سلامتی پائی جا سکتی تو آنحضرتؐ ترکِ دنیا پر زور نہ دیتے، حتیٰ کہ آپؐ نے نقش و نگار والی قمیص کو اتار پھینکا اور اسی طرح خطبہ کے دوران ہی سونے کی انگوٹھی اتار دی، وغیرہ ذٰلک"[۲]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے شیخ بخاریؒ سے بواسطہ ابن المنیرؒ، فتح الباری میں نقل کیا ہے کہ:

"مباح امر، آدمی اور مکروہ کے درمیان ایک گھاٹی ہے، جو مباح امر کثرت سے کرے گا تو مکروہ کی طرف نکل ہی آئے گا۔"[۳]

حافظ ابن قیمؒ کے اس سلسلہ میں ارشاد کا حاصل و خلاصہ یہ ہے کہ:

"(گناہوں کے) ذرائع کے روکنے کا باب، مکلّف کی تکلیف کی ایک چوتھائی ہے۔ اس لئے کہ تکلیفِ مکلف کی دو قسمیں ہیں، ایک امر اور دوسرا نہی۔ پھر امر کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم یہ کہ ایسی چیز کا امر جو

---

[۱] مدارج السالکین ص۹۳ ج۲ [۲] احیاء العلوم ص۲۳۰ ج۱ [۳] فتح الباری ص۱۱ ج۱ اور اسی طرح شرح العینی علی البخاری ص۳۱۵ ج۱ میں بھی ہے۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

خود بخود مقصود ہو اور دوسری قسم ایسی چیز کا امر جو مقصود کا وسیلہ وذریعہ ہو ــــ اسی طرح نہی کی بھی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ ایسی چیز سے روکنا جس میں براہِ راست خرابی اور فساد موجود ہو اور دوسری یہ کہ ایسی چیز سے نہی، جو فساد اور خرابی کا ذریعہ ہو ــــ پس حرام کی طرف لے جانے والے ذرائع کا سدّ باب دین کی ایک چوتھائی ہوا۔"

چنانچہ حیلوں کو جائز قرار دینا، گناہوں کے ذرائع کے سدّ باب کے ظاہراً منافی ہے حیلہ گر شخص (دراصل) دھوکہ باز ہے اور وہ حیلوں کے سلسلہ میں ان یہودیوں کے دین کا متبع ہے جو ان کے ذریعے، اللہ اور اس کے رسولؐ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال بناتے تھے۔ اس طرح حیلہ گر شخص، شریعت کی منع کردہ چیزوں کی طرف راستہ کھولتا ہے اور لعنت پر مشتمل بیشتر حدیثیں انہی حیلہ گروں کے بارہ میں ہیں چنانچہ ارشادِ نبویؐ ہے:

"لعن اللہ المحلل والمحلل له۔" "اللہ کی لعنت ہو حلالہ کرنے والے پر اور اس شخص پر جس کے لئے حلالہ کیا جاتے۔"

اور فرمایا رسول اللہؐ نے:

لعن اللہ الیھود، حرمت علیھم الشحوم فجملوھا و باعوھا و اکلوا ثمنھا۔ "یہود پر اللہ کی لعنت ہو کہ ان پر چربیاں حرام کردی گئی تھیں تو انہوں نے چربیاں پگھلائیں، بیچیں اور ان کی قیمت کھائی۔"

اور آپؐ کا ارشاد ہے۔

لعن اللہ الراشی والمرتشی و لعن اللہ آکل الربٰو و مؤکلہ و کاتبہ و بائعہ و شاھدہ۔ "رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے پر اللہ کی لعنت ہو، اور اللہ کی لعنت ہو سود کھانے والے پر، سود کھلانے والے پر، سود کے کھاتے لکھنے والے پر، اس کا معاملہ کرنے والے پر اور سود کے معاملہ کے گواہ پر۔"

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور حدیث میں وارد ہے:

لاترتکبوا ما ارتکبت الیهود حتی تستحلوا محارم الله۔

"ان (ذریعوں) کا ارتکاب نہ کرو، جن کا ارتکاب یہود نے کیا تھا۔ یہاں تک کہ تم اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھنے لگو۔"

یہ روایت حیلوں کے بارے میں بالکل ظاہر اور واضح ہے جیسے حافظ ابن کثیر نے روایت کیا ہے۔

ایوب السختیانی سے منقول ہے کہ:

"حیلے اختیار کرنے والے لوگ، اللہ تعالیٰ سے اس طرح دھوکہ کرتے ہیں جس طرح بچے ایک دوسرے سے دھوکہ کرتے ہیں۔"

اور علامہ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

"ہفتہ والے (یہودیوں) نے تورات اور موسیٰؑ کا (واضح) انکار نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے ایسی تاویل اور حیلے کے طور پر (یہ کفر) کیا تھا کہ جس کا ظاہر، تابعداری اور انقیاد نظر آتا تھا لیکن اس کی اندرونی حقیقت، حقیقی طور پر حد سے گزر جانے کی حقیقت تھی۔ اور اسی وجہ سے (واللہ اعلم) وہ بندروں کی شکلوں پر مسخ کیے گئے۔ اس لئے کہ بندر کی شکل میں انسانی صورت کے ساتھ کچھ مشابہت بھی ہے اور اسی طرح اس کے بعض اوصاف میں بھی انسانی صفات کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ لیکن وہ انسان سے کئی دوسرے امور میں مختلف ہے حتیٰ کہ حقیقت کے اعتبار سے بھی وہ الگ تھلگ چیز ہے۔"

اور ہم نے فقہاء کرامؒ سے نقل کیا ہے کہ مستحب امر بھی، مکروہ میں بدل جاتا

---

[1] جیسے زرقانیؒ نے ابن المنیرؒ سے نقل کیا ہے ص ۳۱۰، مجالس الابرار ص ۲۹۹، الحلبی شرح منیۃ المصلی ص ۵۷۳، فتح الملہم ص ۲۶۹ ج ۲، تذکیر الاخوان ص ۴۷، عالمگیری ص ۱۳۶ ج ۱۔ اور ابن مسعودؓ کا ارشاد جو داہنے طرف سے مڑنے سے متعلق ہے جیسے کہ شرح زرقانی میں ہے اور نووی ص ۲۰۹ ج ۱، ابو داؤد الطیالسی ص ۴۷ اور الدارمی ص ۶۳

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ہے اور ہر وہ مباح جو سنت کی طرف مؤدی ہو، وہ بھی مکروہ ہے جیسے کہ علامہ شاطبیؒ نے فرمایا ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ ہر وہ عمل جس کی اصل شرعی اعتبار سے ثابت ہو، لیکن اس پر عمل کا اظہار اور اس پر ہمیشگی اختیار کرنا اگر اس قبیل سے ہو کہ اس سے اس کے سنت ہونے کے اعتقاد کا خدشہ پیدا ہو، تو ایسے عمل کا فی الجملہ ترک بھی مطلوب ہوگا۔

آج (اِس زمانہ میں) ان حیلہ سازوں کو دیکھئے جنہوں نے دین کو کھانے کا ذریعہ بنایا ہوا ہے چنانچہ ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جو حیلہ اسقاط کے ذریعے یتیموں کا مال ہڑپ کرنے کا حیلہ کرنے والے ہیں، اور اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے کا ارتکاب کرتے ہیں، اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جنہوں نے قرآن مجید کو ذریعۂ معاش بنا رکھا ہے چنانچہ وہ مُردوں کے لئے اسے پڑھتے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے اذان دینے اور اقامت کرنے کو بھی دنیا کا ذریعہ بنایا ہوا ہے یا وہ حدیث شریف، دنیاوی فوائد اکٹھے کرنے کے لئے پڑھاتے ہیں اور (اس سلسلہ میں) ان کی دلیل اُن متاخرین فقہاء کے اقوال وارشادات ہیں جنہوں نے متقدمین فقہاء سے صرف بقدرِ حاجت وضرورت، جائز قرار دینے کے سلسلہ میں اختلاف کیا۔ نہ یہ کہ صاحبِ ثروت بننے کی خاطر۔

اسی طرح ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے عمامہ (پگڑی باندھنے) کو ایسی سنت بنایا ہوا ہے کہ اس کے بغیر نماز ہی نہیں پڑھتے۔ حالانکہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ٹوپی کے بغیر پگڑی پہنی اور پگڑی کے بغیر ٹوپی بھی زیب تن فرمائی ——— سلف صالحین اکٹھے بھی ہوا کرتے تھے اور جُدا بھی ہوا کرتے تھے لیکن ان میں سے کوئی بھی دوسرے کو، اس خوف سے کہ یہ سنت نہ قرار پائے، نہیں کہتا تھا کہ میرے لئے دعا کرنا یا میرے لئے استغفار کرنا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ جب ان کو کسی شخص نے لکھا کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں تو آپؓ نے جواباً لکھا کہ "میں کوئی نبی نہیں ہوں"۔ اسی طرح حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے، جب وہ "شام"

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

تشریف لاتے۔ اور اسی طرح حضرت حذیفہ (رضی اللہ عنہ) سے بھی مروی ہے جیسے کہ ہم نے اپنی کتاب ضیاء النور میں بیان کیا ہے۔[۱]

پس اس زائد عبادت پر عمل جس کا تعین شرعی دلیل سے ثابت نہ ہو، دراصل شریعت میں رائے کے مترادف ہے۔ اسی طرح اس نفل (زائد عبادت) پر عمل، جو سنت نہ ہو، لیکن اس پر اس طرح عمل کیا جائے جیسے کہ سنت پر کیا جاتا ہے تو یہ دراصل اس نفل کو اس کے اس مقام سے نکالنے کے مترادف ہے جو شرعی اعتبار سے اس کے لئے مخصوص ہے۔ پھر بے علم عوام کا اس نفل کو سنت سمجھنے کا عقیدہ رکھنا اس کے ساتھ لازم ہے اور یہ بڑا فساد ہے کیونکہ غیر مسنون چیز کو سنت سمجھنا یا جو عمل سنت نہ ہو، اس پر سنت کی طرح عمل پیرا ہونا، دراصل شریعت کو بدلنے کی ایک قسم ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص کسی ایسی چیز کو غیر فرض سمجھ لے، جو فی الواقع فرض ہو یا جو فرض نہ ہو اس کو فرض سمجھ لے۔[۲]

تیرھواں اصل: استحباب ایک شرعی حکم ہے۔

حکم شرعی صرف وہی امر ہوتا ہے جس کا شارع نے حکم دیا ہو، پس ہر وہ شخص جو کسی امر کے مستحب ہونے کا دعویٰ کرے تو اس کے لئے شرعی دلیل پیش کرنا ضروری ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔[۳] "کہہ لے آؤ سند اپنی، اگر تم سچے ہو"

اسی طرح ارشاد ہے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ "اور نہ پیچھے پڑ، جس بات کی خبر نہیں

---

[۱] ملاحظہ ہو ضیاء النور ص ۱۳۴ ج ۱۔ وہکذا ذکر ابن عبد البر عن کثیر من السلف مثل اویس القرنیؒ واحمدؒ والنخعیؒ۔۔۔ فی جامع العلم ص ۱۷۹ [۲] کذا فی الاعتصام ص ۲۴۳ ج ۱

[۳] البقرہ ۱۱۱۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا۔ [1] | تجھ کو۔ بیشک کان اور آنکھ اور دل، ان سب کی اس سے پوچھ ہے"۔

ایک مقام پر یوں فرمایا:

ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِّن قَبْلِ هَٰذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ۔ [2] | "لاؤ میرے پاس کوئی کتاب اس سے پہلے کی، یا چلا آتا کوئی علم، اگر ہو تم سچے"۔

نیز اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو برا کہا ہے جو علم اور دلیل کے بغیر جھگڑتے ہیں چنانچہ فرمایا:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ۔ [3] | "اور بعضا شخص ہے، جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات میں بن خبر، اور بن سوجھ اور بن کتاب چمکتی"۔

اور انہوں نے ایمان والوں کو، ایسی بات کہنے سے منع فرمایا، جس کا ان کو علم نہ ہو، چنانچہ ارشاد فرمایا:

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَن تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ۔ [4] | "تو کہہ! میرے رب نے منع کیا ہے، سو بے حیائی کے کام، جو کھلے ہیں ان میں اور جو چھپے، اور گناہ اور زیادتی ناحق کی، اور یہ کہ شریک کرو اللہ کا جس کی اس نے سند نہیں اتاری، اور یہ کہ جھوٹ بولو اللہ پر، جو تم کو معلوم نہیں"۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"ہر وہ شخص جو، نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کسی منقول چیز سے استدلال کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس چیز سے استدلال اور اس سے ثابت ہونے والے امر سے پہلے، اس (منقول چیز) کی صحت

---

[1] بنی اسرائیل (الاسراء) ۳۶ [2] الاحقاف ۴ [3] الحج ۸

[4] الاعراف ۳۳

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

معلوم کرے۔ اور جب وہ ایسی (منقول) چیز کے ذریعے، کسی دوسرے کے خلاف حجت قائم کرے (استدلال کرے) تو اس پر لازم ہے کہ اس (منقول چیز) کی صحت بھی بیان کرے۔ ورنہ تو وہ بغیر جاننے کے بغیر کہنے والا (قائل بلا علم) اور نا معلوم چیز سے استدلال کرنے والا ہوگا۔"[1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"کہ بدعتیوں کا حال ہی یہ ہے کہ وہ کچھ باتیں گھڑ کر اُن کو دین میں واجب (لازم) قرار دیتے ہیں۔ بلکہ ان کو اُس ایمان کا حصہ بنا ڈالتے ہیں، جس کے سوا کوئی چارہ کار ہی نہیں، پھر خوارج، جہمیہ، روافض اور معتزلہ وغیرہ کی طرح، اُن امور کے بارے میں اپنے مخالفین کو "کافر" قرار دیتے ہیں بلکہ ان کا قتل جائز سمجھتے ہیں۔ اور اہل السنۃ کا حال یہ ہے کہ وہ کوئی بات گھڑتے نہیں اور نہ ہی وہ ایسے اجتہاد کرنے والے کو کافر کہتے ہیں جو اپنے اجتہاد میں خطاوار ہو گیا ہو۔"[2]

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ نے واجب، مستحب، مباح، مکروہ اور حرام کے بارے میں فیصلہ صادر فرما دیا ہے ــــــ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ ــــــ پس جو شخص کسی شبہت اور اعتماد کے بغیر، اس بات کی اطلاع دے کہ فلاں بات واجب یا حرام ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ گھڑ لیا۔"[3]

حافظ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ:

"کسی شرعی دلیل کے بغیر کسی چیز کو جائز یا مستحب کہنا، ہرگز جائز نہیں اور نہ ہی یہ بات جائز ہے کہ کسی ضعیف حدیث کے

---

[1] منہاج السنۃ النبویہ ص۱۸ ج ۴ [2] ایضاً ص۲۳ ج ۳ [3] تفہیمات ص۲۱۱ ج ۱

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ذریعے شریعت کا کوئی حکم ثابت کرے۔"

پس اہل سنت والجماعۃ، دلیل ملنے کے بعد عمل کرتے ہیں اور اہل البدعت پہلے پہل بدعت کرتے ہیں اور پھر اس کے لئے (جواز کا) راستہ تلاش کرتے ہیں۔

امام شاطبیؒ کہتے ہیں کہ:

والاحکام لا یثبت الا بطریق صحیح۔ [۱]

"احکام اسلام صرف صحیح طریقہ سے ہی ثابت ہو سکتے ہیں۔"

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"عقلِ (انسانی) چیزوں کی پہچان کا ذریعہ ہے، چیزوں کو جائز قرار دینے کا ذریعہ نہیں۔ اس لئے کہ وہ (عقل دو چیزوں میں سے ایک کو) ترجیح دینے والی بھی نہیں اور نہ ہی وہ مشروعیت کا ذریعہ ہے۔" [۲]

عزبن عبدالسلامؒ فرماتے ہیں کہ:

"یہ ثابت شدہ (حقیقت) ہے کہ مصالح کی دو قسمیں ہیں، اُخروی مصالح اور دنیوی مصالح، پس پہلی قسم شرعی دلائل سے پائی جا سکتی ہے اور وہ (شرعی دلائل صرف) چار ہیں کتاب اللہ، سنتِ (رسول اللہؐ)، اجماع امت اور صحیح قیاس ـــــ پھر اس کے بعد انہوں نے بیان فرمایا کہ "استحباب" بھی ایک شرعی حکم ہے اس لئے کہ وہ فعل کا مقتضی ہے۔" (یعنی اس کے ثبوت کے لئے بھی شرعی دلیل کی ضرورت ہوگی۔ مترجم) [۳]

امام غزالیؒ نے ان لوگوں پر جن کا یہ خیال ہے کہ ہر چیز میں اصل اباحت (جواز) ہے، رد کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

"مباح (جائز امر)، جائز قرار دینے والے کا تقاضا کرتا ہے جس طرح کہ علم اور ذکر کا وجود جبھی ممکن ہوگا کہ کوئی "عالم" اور

---

[۱] ص ۱۸۳ ج ۱ [۲] المستصفیٰ من علم الاصول ص ۶۱ ج ۱ [۳] قواعد الاحکام ص ۸

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

"ذاکر" موجود ہو ــــــ اور جائز قرار دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔" ۱؎

اور مسلّم الثبوت میں ہے کہ:

"اباحت ایک شرعی حکم ہے اس لئے کہ وہ دراصل شریعت کا ایسا خطاب ہے جس میں مکلّف کو (کرنے نہ کرنے کا) اختیار دیا گیا ہے۔" ۲؎

اور درّ المختار میں ہے کہ:

الصحیح من مذهب اهل السنة ان الاصل فی الاشیاء التوقف والاباحة رأی المعتزلة۔ ۳؎	"اہل سنت کا صحیح مذہب یہ ہے کہ اشیاء میں اصل "توقف" ہے، اشیاء میں اصل "اباحت" ہے یہ معتزلہ کی رائے ہے۔"

شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:

"اگر آپ کو (کسی حکم) کی حرمت یا اباحت، کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہؐ میں نہ ملے تو ــــــ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ:

"ـــ ہم اس (حکم) کے بارے میں توقف کریں گے۔" ۴؎

یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ بندے کو کسی مستحب کام کے کرنے پر ثواب ملتا ہے چنانچہ وہ شارع کی طرف سے اس کام پر مأمور ہوتا ہے۔ پھر "حُسن" اور "قبح" (یعنی کسی چیز کا اچھا یا برا ہونا) دونوں "نقلی" امور ہیں، "عقلی" نہیں ــــــ اور یہ بھی ثابت ہے کہ جیسے کہ اصول فقہ کی کتاب المولوی میں ہے کہ:

ولا یکون الحکم الشرعی ثابتاً الا بدلیل شرعی۔	"اور کوئی شرعی حکم صرف شرعی دلیل سے ہی ثابت ہو سکتا ہے۔"

اور ابن الھمامؒ فرماتے ہیں کہ:

"شرعی دلیل کی نفی، کسی حکم کی نفی کے لئے کافی ہے۔"

۱؎ المستصفیٰ من علم الاصول ص۳۰ ج ۱ ۲؎ مسلم الثبوت ص۴۵ ۳؎ الدر المختار ص۵ ج ۱ و ص۲۲۵ ج ۱ ۴؎ فتوح الغیب ص۶۱

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

علامہ عینیؒ نے شرح صحیح للبخاریؒ میں فرمایا ہے کہ:

"____اس لئے کہ اہلِ حق کے ہاں کسی امر کا مکلف ہونا صرف شریعت سے ہی ثابت ہو سکتا ہے۔" [۱]

بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ "اباحت" ایک شرعی حکم ہے اور اس نے کسی کا یہ قول معتزلہ کی طرف منسوب کیا ہے کہ "تمام افعال، شریعت کے آنے سے پہلے، اباحت کی حالت پہ تھے۔"

علامہ شوکانیؒ نے کہا ہے کہ:

"جس میں خلاف واقع ہو گیا ہو اور اس کے بارے میں کوئی ایسی دلیل وارد نہ ہوئی ہو، جو اس کی تخصیص کر دے یا اس کی نوعیت خاص کر دے ____ آیا اس میں اصل اباحت ہے، منع ہے یا توقف ہے؟ تو فقہاء کرام کی ایک جماعت، شوافعؒ کی ایک جماعت، محمد بن عبد اللہ بن الحکم کا موقف یہ ہے، اور بعض نے اسے جمہور کی طرف بھی منسوب کیا ہے، کہ (ہر ایسی چیز میں) اصل "اباحت" ہے ____ اور جمہور کا موقف یہ ہے کہ کسی چیز کا حکم صرف ایسی دلیل سے معلوم ہو سکتا ہے، جو اس چیز کی تخصیص کر دے یا اس کی نوعیت خاص کر دے۔ پس جب اس قسم کی دلیل نہ پائی جائے تو (اس چیز میں) اصل "منع" ہے۔ اور امام اشعریؒ، امام ابو بکر الصیرفیؒ اور فقہاء شافعیہ میں سے بعض کا موقف یہ ہے کہ ایسی صورت میں توقف بایں معنی ہو گا کہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کیا یہاں فی الواقع حکم ہے بھی یا نہیں؟ اور امام رازیؒ نے (ایسی صورت میں) منافع کی صورت میں اجازت، اور نقصانات کی صورت میں منع کی تصریح کی ہے۔" [۲]

امام رازیؒ اسی مذہب کو اپنی کتاب المستصفیٰ میں باطل قرار دے چکے ہیں پھر وہاں طویل بات چیت کے بعد انہوں نے فرمایا ہے کہ:

"مباح، شریعت (کے احکام میں) سے (ایک حکم) ہے اور معتزلہ کا

---

[۱] شرح العینی ص ۳۲۸ ج ۱ [۲] ارشاد الفحول ص ۲۸۵

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

خیال ہے کہ مباح شرعی حکم نہیں ہے"۔ اور فرمایا کہ — مستحب اور مباح میں فرق یہ ہے کہ مستحب مامور بہ ہے (یعنی اس کا حکم دیا گیا ہے) جبکہ مباح مامور بہ نہیں ہے۔ چنانچہ مستحب کے ذریعے اللہ کا قرب اور ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا تقرب صرف اسی امر سے ہو سکتا ہے جسے مشروع کیا گیا ہو، پسند کیا گیا ہو اور اس کا حکم دیا گیا ہو۔ چنانچہ مناسب ہے کہ جو شخص کوئی (ثواب کا) کام کرے اور اُسے مستحسن سمجھے، تو وہ اس پر شرعی دلیل لائے۔"

پس وہ لوگ جو گھڑی ہوئی بدعتوں، کیفیتوں، ہیئتوں اور (اپنی طرف سے) خاص کردہ اوقات کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ مندوبات اور مستحبات ہیں، اور یہ کسی شرعی امر کا کم سے کم ایسا مرتبہ ہے جس پر بندے کو ثواب ملتا ہے، تو ان کو شرعی دلیل پیش کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں — اور فریق ثانی پر "شارع کے ترک" یا "اصلی برا‌ءت" کے سوا کوئی دلیل پیش کرنی لازم نہیں — اور یہ جو کہا گیا ہے کہ کسی امر کی نفی کرنے والا، دلیل کا محتاج ہے تو بعض حضرات کا قول ہے (یعنی قاعدہ کلیہ نہیں ہے) اور اس سے ان کی مراد بھی یہ ہے کہ کسی امر کی مطلقاً نفی کرنے والا، یا یہ کہ وہ اپنے علم کی نفی کرے، تو بھی اس صورت میں وہ دلیل کا محتاج نہ ہوگا۔[1]

اور مستحب امر کو جب اس کے مرتبہ سے اٹھا (بڑھا) لیا جائے یا اس پر اصرار کیا جائے — تو وہ استحباب سے پلٹ کر مکروہ بن جائے گا۔[2]

علامہ طیبیؒ کہتے ہیں کہ:

"جو کوئی کسی مستحب کام پر اصرار کرے اور اسے لازم کر دے اور رخصت پر عمل نہ کرے تو شیطان اس کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گیا تو کیا حال ہوگا اس شخص کا جو کسی بدعت پر مصر ہو؟"[3]

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ضیاء النور ص۱۶۶ ج ۱ [2] ملاحظہ ہو فتح الملہم ص۲۶۹ ج ۲ و مجمع البحار، و شرح المشکوٰۃ للطیبیؒ، و فتح القدیر، و رد الاخوان [3] اسی طرح ملا علی قاریؒ نے بھی کہا ہے جیسے کہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص۹۴، السعایہ ص۲۶۳ ج ۲، والاعتصام ص۴۸ میں ہے۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور شامی کی کتاب میں ہے :

"اور جو کچھ لوگ نماز کے بعد کرتے ہیں تو وہ مکروہ ہے، اس لئے کہ جاہل لوگ اسے سنت خیال (کرکے ادا) کرتے ہیں یا واجب، اور وہ مباح کام جو اس درجہ تک پہنچ جائے تو وہ مکروہ ہوگا۔" لہ

پس ہم بدعتیوں سے کہتے ہیں کہ ہیئت کے بارے میں تم لوگوں کی یہ ایجاد جیسے کہ ذکر کرنے کے لئے حلقہ (دائرہ) بنانا، سنتوں کے بعد دعا کے لئے اجتماعی ہیئت اور حیلۂ اسقاط (کے موقعہ پر حلقہ جمانا)...... تمہارے نزدیک کم از کم مستحب ہوگا ــــ اور (یہ طے ہے کہ) مستحب ہونا ایک شرعی حکم ہے۔ تو اللہ کی کتاب یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ہمارے پاس اس کی دلیل لے آؤ ــــ یا یہ کام فضیلت والے (تینوں زمانوں میں سے کسی ایک) زمانے میں ہوئے ہوں گے ورنہ تو یہ کام، دین میں نئی ایجاد ہے، اور دین میں ہر ایجاد بدعت ہے ــــ پس تمہارے یہ کام بدعت ہیں۔

یا ہم یوں کہیں گے کہ ہمیں (تمہارے یہ ایجاد کردہ کام) اللہ کی کتاب اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور ان زمانوں میں نہیں ملتے، جن کے بارے میں خیر کی گواہی دی گئی ہے ــــ چنانچہ ہم اس کام کو چھوڑتے ہیں جسے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے اصحاب (رضی اللہ عنہم) نے چھوڑ دیا ہو ــــ اور ہمارے لئے یہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ. لہ

"پھر اگر نہ کر لاویں تیرا کہا، تو جان لے کہ وہ چلتے ہیں تیری اپنی چاؤ پر۔ اور اس سے بہکا کون؟ جو چلے اپنی چاؤ پر بن راہ بتائے اللہ کے۔ بیشک اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو۔"

لہ ص ۷۳۱ ج ۱۔ اور اسی طرح مجموعۃ الفتاوی ص ۲۸۳ ج اول میں ہے۔

لہ القصص ۵۰۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

چودھواں اصل: "اعمال میں سے صالحہ وہی ہیں، جن کو شریعت نے جائز قرار دیا ہو"

اعمال کو کتاب وسنت کے ترازو میں تولا جائے گا۔ ارشاد ربانی ہے:

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ۔ [1] "چلو اسی پر، جو اترا تم کو، تمہارے رب سے"

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ [2] "جو لوگ ایمان لائے، اور عمل نیک کئے"

قاضی بیضاویؒ نے آیۃ کریمہ کے ذیل میں فرمایا ہے کہ:

الصالحۃ من الاعمال ماسوّغھا الشرع۔ یعنی "اعمال صالحہ وہی اعمال ہیں جن کو شریعت نے جائز قرار دیا ہو"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْہَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗٓ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ [3] "کیوں نہیں! جس نے تابع کیا منہ اپنا اللہ کے، اور وہ نیکی پر ہے، اسی کو ہے مزدوری اس کی، اپنے رب کے پاس، اور نہ ڈر ہے ان پر، اور نہ کوئی غم"

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

"سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ (بلٰی من اسلم) یعنی خلوص کے ساتھ سونپ دیا (وجہہ) اپنے دین کو ---- (وھو محسنٌ) یعنی اس سلسلہ میں اس نے رسول ﷺ کی تابع داری کی"

کہ عمل کے قابل قبول ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ وہ عمل، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور دوسری شرط یہ کہ وہ عمل درست

---

[1] الاعراف ۳ [2] البقرہ ۲۷۷ [3] البقرہ ۱۱۲۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور شریعت کے موافق ہو۔ پس جب کوئی عمل خالص اللہ کی رضا کے لئے ہو لیکن وہ (فی نفسہٖ) درست عمل نہ ہو تو وہ قابلِ قبول نہیں ہوگا۔ اسی وجہ سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ:

من عمل عملاً لیس علیہ امرنا فھو ردٌّ ؎

"جس کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا یہ امر (دین) نہ ہو، تو وہ عمل مردود ہوگا۔"

پس درویشوں (اور پیروں) اور ان جیسے دوسرے لوگوں کا عمل، اگرچہ اس کے بارہ میں یہ فرض کر لیا جائے کہ وہ اس عمل کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کیلئے مخلص ہیں، تو وہ ان سے قبول نہیں کیا جائے گا، سوائے اس صورت کے کہ وہ عمل رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تابعداری میں ہو — اور علماءِ محققین نے کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے۔ انہوں نے ان درویشوں اور پیروں کے افعال، ان کے مجاہدے اور مکاشفات، اس کتاب وسنت کے ترازو کے ساتھ تولے، پس انہوں نے ان کے جن اعمال کو اِس ترازو کے مطابق نہیں پایا، یا کتاب و سنت (دونوں) کی گواہیوں کے ذریعہ ثابت نہیں پایا، تو انہوں نے ان کا کوئی اعتبار نہیں کیا بلکہ ان کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں کی۔

ابو سلیمان الدارانیؒ نے فرمایا ہے کہ:

"بسا اوقات میرے دل میں اس قوم (صوفیاءِ کرام) کے نکتوں میں سے کوئی نکتہ آجاتا ہے لیکن میں اسے قرآن وسنت (دونوں عادل گواہوں) کی شہادت کے ذریعے ہی قبول کرتا ہوں۔"

ابو حفص الکبیرؒ فرماتے ہیں کہ:

"جو کوئی (صوفی) اپنے افعال، اقوال اور احوال کو قرآن اور سنت کے دونوں ترازوؤں کے ذریعے نہ تولے اور اس کے دل میں اس کا غم ہی نہ ہو تو اس کو (کامل) رجال کے رجسٹر میں درج (شمار) نہ کرو۔"

؎ رواہ مسلمؒ من حدیث عائشہؓ۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اس سلسلہ میں ہم نے فن (تصوف) کے ائمہ اور تارک الدنیا بزرگوں کے کافی اقوال "ضیاء النور" میں ذکر کیے ہیں[۱]

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ:

"بلاشبہ ہم دین، ثواب کا حصول اور سزا کا ملنا ــــــ سب کچھ شارع کے حوالہ سے ہی پہچانتے ہیں۔"[۲]

امام شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ:

"صحیح اور صریح نقل سے ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقرب صرف ان چیزوں سے حاصل ہوتا ہے جو مشروع ہوں اور اسی طریقہ پر حاصل ہو سکتا ہے جو شریعت نے متعین کیا ہو۔"[۳]

اور امام شافعیؒ کا ارشاد ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ ساتھ طریقہ متعین کیا ہے اور اس چیز کو بیان فرمایا ہے جس میں کتاب اللہ کی معین نص نہ ہو۔ اور ہر وہ طریقہ جسے آپؐ نے متعین فرما دیا، اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر لازم کر دیا اور اس کی تابعداری میں ثواب اور تابعداری سے سرتابی (تجاوز) کرنے پر وہ گناہ قرار دیا ہے کہ اس سے کسی کو بھی معذرت کی مجال نہیں اور کسی کیلئے بھی رسول اللہ کے طریقوں کو اختیار کرنے کے سوا کوئی راستہ نہیں چھوڑا۔"[۴]

اور مدخل لابن الحاجؒ میں ہے کہ:

"ہر وہ چیز جو کتاب اللہ اور اس کے رسولؐ کی سنت نے نہ دی ہو تو اس میں کوئی جھگڑا ہی نہیں کہ وہ دین میں نئی پیدا کردہ چیز ہے اور (یہ طے ہے) کہ دین میں نئی چیز پیدا کرنا ممنوع ہے۔"[۵]

---

[۱] ضیاء النور ص۷۱ ج ۱ [۲] الشامی ص۹۸۸ ج ۵ ۔ اور اسی طرح تفسیرات ابن قیمؒ ص۳۴ اور مجالس الابرار ص۱۲۸ میں ہے [۳] الاعتصام ص۸۷ ج ۱۔ [۴] قالہ الشافعی فی "الرسالۃ" ص۱۵ [۵] المدخل ص۲۸۱ ج ۳

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

پس وحی ہی ہدایت ہے، نور ہے، ایسی چیز ہے جس کا حکم دیا گیا ہے اور دلوں کے امراض (باطنیہ) کے لئے شفا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ [1]

"تمہارے پاس آئی اللہ کی طرف سے روشنی، اور کتاب بیان کرنی جس سے اللہ راہ پر لاتا ہے، جو کوئی تابع ہوا اس کی رضا کا، بچاؤ کی راہ پر، اور ان کو نکالتا ہے، اندھیروں سے روشنی میں، اپنے حکم سے اور ان کو چلاتا ہے سیدھی راہ۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ:

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ [2]

"الرٰ۔ ایک کتاب ہے کہ ہم نے اتاری تیری طرف کہ تو نکالے لوگوں کو، اندھیروں سے اجالے کو، ان کے رب کے حکم سے راہ پر اس زبردست سراہے اللہ کی۔"

اور فرمایا:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا۔ [3]

"یہ قرآن بتاتا ہے وہ راہ، جو سب سے سیدھی ہے اور خوشی سناتا ہے ان کو جو یقین لائے، اور کیں نیکیاں کہ ان کو ہے ثواب بڑا۔"

اور اللہ تعالیٰ نے لازمی طور پر قرآن کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا چنانچہ فرمایا:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ۔ [4]

"اور کہا، یہ راہ ہے میری سیدھی، سو اس پر چلو۔ اور مت چلو کئی راہیں، پھر تم کو پھٹا دیں گے اس کی راہ سے۔"

---

[1] المائدہ ۱۵ [2] ابراہیم ۱ [3] بنی اسرائیل (الاسراء) ۹
[4] الانعام ۱۵۴۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور ارشاد فرمایا کہ:

قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِىْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ لہ

"تم کو سنائی جاتیں میری آیتیں، تو تم ایڑیوں پر اُلٹے بھاگتے تھے"

دوسری جگہ فرمایا:

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ لہ

"کیا ان کو بس نہیں، کہ ہم نے تجھ پہ اُتاری کتاب کہ ان پر پڑھی جاتی ہے؟ بے شک اس میں مہر ہے اور سمجھانا ان لوگوں کو جو مانتے ہیں"

اور حدیث شریف میں ہے کہ:

"کسی قوم کے لیئے یہی گمراہی کافی ہے کہ وہ اپنے نبی کی کتاب کے سوا کسی کتاب کی تابعداری کریں جو ان کے نبی کے سوا کسی اور نبی پہ نازل ہوئی ہو" لہ

اور اللہ تعالیٰ نے کسی ایسے شخص کو معذور نہیں قرار دیا جو کسی شخص کے قول کی بنا پر، کسی بزرگ کی تابعداری کی بنا پر، کسی عالم کے اپنی مرضی سے تصرف کرنے کی بنا پر اور کسی جوشیلے کی تاویل کی بنا پر ___ نص کی مخالفت کرے۔ بلکہ ان لوگوں نے اِن چیزوں پر جو استدلال کیئے، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اُن کو برا کہا ہے:

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا۔ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا۔ لہ

"اور کہیں گے اے رب! ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں کا، اور اپنے بڑوں کا، پھر انہوں نے چوکا دی ہم سے راہ۔ اے رب! ان کو دے دونی مار، اور پھٹکار ان کو بڑی پھٹکار"

لہ المؤمنون ۶۶ لہ العنکبوت ۵۱ لہ رواہ ابوداؤد فی مراسیل
لہ الاحزاب ۶۷۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور اللہ تعالیٰ نے رشد و ہدایت کو، کتاب و سنت کے اتباع میں منحصر کر دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی۔ [۱] "پھر جو چلا میری بتائی راہ، نہ وہ بہکے گا نہ وہ تکلیف میں پڑے گا۔"

اور منہ موڑنے والوں کی اللہ تعالیٰ نے بہت برائی بیان کی ہے۔ چنانچہ فرمایا:

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ۔ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ۔ [۲] "پھر کیا ہوا ان کو، سمجھوتی سے منہ موڑتے ہیں؟ جیسے وہ گدھے ہیں بدکے بھاگے غل کرنے سے۔"

اور ارشاد فرمایا کہ:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ [۳] "اور کون بے انصاف اس سے جس کو سمجھایا اس کے رب کی باتوں سے، پھر ان سے منہ موڑ گیا؟ مقرر ہم کو ان گنہگاروں سے بدلا لینا ہے۔"

اور امام شعرانیؒ نے "میزان الکبریٰ" میں فرمایا ہے کہ:

"میں نے جناب علی الخواصؒ سے سنا کہ خبردار! جو تم اپنے لئے کوئی راستہ ایجاد کرو!! اس لئے کہ حق تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ صرف اسی کام میں ہوتے ہیں (یعنی نصرت کرتے ہیں یا اجر دیتے ہیں) جو انہوں نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے مشروع کیا ہو۔" [۴]

تو ان لوگوں (مبتدعین) نے قرآن، سنت اور صحابۂ کرامؓ کے طریقہ سے منہ موڑا ہے۔ اور بزرگوں کے اقوال نیز صوفیاء کرام کے افعال کے اتباع کو انہوں نے دین بنایا ہے، ان افعال و اعمال کو انہوں نے قرآن و سنت کے ترازو پر نہیں تولا۔ چنانچہ انہوں نے ایک ایسی چیز گھڑلی ہے جس کا حکم

[۱] طٰہٰ ۱۲۳ [۲] المدثر ۴۹ تا ۵۱ [۳] السجدہ ۲۲ [۴] بحوالہ الدارد الدوار صـ۱۴۲۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا اور اپنی طرف سے انہوں نے شریعت ایجاد کر ڈالی، دین کو انہوں نے خلط ملط کر دیا اور اچھے اور برے اعمال کو انہوں نے مخلوط کر دیا جیسے کہ قبروں سے مدد مانگنا، قبر والوں کے لئے منّت (نذر) ماننا، سامری کے ساتھیوں کی طرح قبروں کے پاس ناچنا، وجد میں آنا اور گانا بجانا —— اپنے رب کی کتاب سے رُخ پھیر کر وہ بزرگوں کی بے سروپا باتوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔ قرآن کو انہوں نے برباد کر ڈالا، چنانچہ انہوں نے اسے فال نکالنے، دنیاوی محبت، دوستوں کو تابع بنانے، دشمنوں کو ہلاک کرنے اور مُردوں کے لئے طرح طرح کے ختم کرنے کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ اسے غم اور خوشیوں کے اجتماعات میں پڑھ لیتے ہیں۔۔۔ (اور بس)۔

اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۔ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۔ [۱]	"یا تو خیال رکھتا ہے، کہ بہت ان میں سنتے یا سمجھتے ہیں؟ اور کچھ نہیں، وہ برابر ہیں چوپایوں کے، بلکہ وہ بہکے ہیں بہت راہ سے۔"

اور ارشاد فرمایا کہ:

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ [۲]	"کوئی نہیں، ان کے دل بے ہوش ہیں اس طرف سے، اور ان کو اور کام لگے ہیں اس کے سوا کہ وہ ان کو کر رہے ہیں۔"

پندرھواں اصل: مقبول عمل وہی ہے جس کا حکم دیا گیا ہو!

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ۔ [۳]	"کیا ان کے اور شریک ہیں جو راہ ڈالی ہے انہوں نے اُن کے واسطے دین کی؟ جس کا حکم نہیں دیا اللہ تعالیٰ نے۔"

[۱] الفرقان ۴۴ [۲] المؤمنون ۶۳ [۳] الشوریٰ ۲۱

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور ارشاد فرمایا:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلَالٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ [1]

"اور مت کہو اپنی زبانوں کے جھوٹ بتانے سے، کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے، کہ اللہ پر جھوٹ باندھو۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"کہ تم کو جنت کے قریب کرنے والا کوئی ایسا عمل نہیں ہے جو میں نے تم کو بتا نہ دیا ہو۔" (الحدیث) [2]

اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے انہی سے یوں روایت کی کہ:

"کوئی چیز ایسی نہیں جو تمہیں جنت کے قریب کرے مگر یہ کہ میں تمہیں اس کا حکم دے چکا ہوں، اور دوزخ کے قریب کرنے والی کوئی چیز ایسی نہیں مگر یہ کہ میں تمہیں اس سے روک چکا ہوں۔"

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والی کوئی چیز میں نے نہیں چھوڑی مگر یہ کہ میں نے تم کو اس کا حکم دیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دور کرنے والی کوئی چیز میں نے نہیں چھوڑی، مگر یہ کہ میں نے تم کو اس سے روک دیا ہے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ:

اَبْغَضُ الْاُمُوْرِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الْبِدْعَةُ۔

"اللہ تعالیٰ کی نظر میں بدترین چیز بدعت ہے۔"

پس ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے دین میں کوئی نئی چیز پیدا کردے تو اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مروی ہے کہ:

"خبردار! (دین میں) نئی پیدا کردہ چیزوں سے بچو، کہ ہر نئی پیدا

---

[1] النحل ۱۱۶ [2] رواہ الحاکم فی المستدرک۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کردہ چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

پس ہر وہ عمل، جس پر شارع کا دین نہ ہو، وہ مردود ہوگا۔ تو گویا عمل مقبول، صرف وہی عمل ہے جس کا شارع کی طرف سے حکم دیا گیا ہو۔ اور مناسب ہے کہ عمل کرنے والوں کے تمام اعمال، شرعی احکام کے ماتحت ہوں اور شریعت اپنے امر اور نہی کے ذریعے ان پر حاکم ہو۔ تو جو شخص اللہ کا قرب ایسے عمل کے ذریعے حاصل (کرنے کی کوشش) کرے گا، جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ثواب کا ذریعہ نہ بنایا ہو، تو اس کا وہ عمل باطل ہوگا اور اسی پر واپس مار دیا جائے گا اور وہ (عمل ثواب کے اعتبار سے) ان منافقین کے حال کے مشابہ ہوگا، جن کی عبادات (نماز) بیت اللہ کے قریب، تالیاں اور سیٹیاں بجانے کے سوا اور کچھ نہ تھی ـــــ اور یہ اس شخص کی طرح ہوگا جو گانے بجانے، یا رقص کرنے (ناچنے) اور یا احرام کے علاوہ ـــــ (کسی اور کے احترام کی غرض سے) سر ننگا کرنے اور اس طرح کی دوسری خرافات اور بدعات کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہے، جن کے ذریعے تقرب، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قطعی طور سے مشروع نہ کیا ہو۔

اور (دین میں) ایسا نہیں ہے کہ ایک چیز جو ایک عبادۃ میں کارِ ثواب ہو تو وہ دوسری کسی بھی عبادت میں بھی مطلقاً کارِ ثواب ہوگی، چنانچہ اذان پانچ اوقات (کی نماز) کے لئے تو عبادت اور کارِ ثواب ہے لیکن نمازِ جنازہ، عیدین کی نماز اور نمازِ استسقاء کے لئے وہ کوئی باعثِ ثواب نہیں ـــــ اسی طرح آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود پڑھنا کارِ ثواب ہے لیکن نماز کے پہلے قعدہ میں تشہد کے بعد درود پڑھنے سے نماز میں نقص پیدا ہو جاتا ہے (اور کارِ ثواب نہیں رہتا) ـــــ اسی طرح قرآن مجید کی تلاوت بھی عبادت ہے لیکن رکوع اور سجدہ کی حالت میں اس کی تلاوت مکروہ ہے۔

پس جو کوئی شخص شریعت کے جاری کردہ کسی عمل پر کوئی ایسا اضافہ کردے جو شریعت میں اس عمل کا حصہ نہ ہو یا اسے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہ کیا ہو ـــــ تو یہ اضافہ مردود ہوگا۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

مدخل لابن الحاج ؒ میں ہے کہ:

"عبادت وہی عمل ہے جسے شریعت مطہرہ نے مقرر اور بیان کیا ہو۔ اور جس عمل کو شریعت نے مقرر نہ کیا ہو وہ عبادت ہی نہیں ہے"

اور پہلے ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کر چکے ہیں کہ:

"ہر وہ عبادت جسے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب (رضوان اللہ علیہم) نے نہ کیا ہو تو تم بھی وہ عبادت نہ کرو، اس لئے کہ پہلوں نے بعد والوں کے لئے (عبادت کی) کوئی بات بھی نہیں چھوڑی" جیسے کہ ابوداؤد ؒ نے کہا ہے۔ [۱]

اور اصول فقہ میں طے ہو چکا ہے کہ کسی عمل کی اچھائی اور برائی (حُسن و قُبح) صرف شریعت کی طرف سے ہی پہچانی جا سکتی ہے اور اس سلسلہ میں عقل کا کوئی دخل ہی نہیں ہے۔ پس ہر وہ شخص جو کسی چیز کو (از خود) مستحسن سمجھنے لگے تو اس نے گویا خود کو شریعت ساز (شارع) قرار دیا۔

امام شامی ؒ فرماتے ہیں کہ:

"بلاشبہ دین، ثواب اور عقاب (جیسے امور) آپ شارع سے ہی جان سکتے ہیں"۔ [۲]

شیخ عبد القادر جیلانی (قدس سرہ) فرماتے ہیں کہ:

"ہر وہ حقیقت جس کے حق میں شریعت گواہی نہ دیتی ہو وہ "زندقہ" ہے"۔ [۳]

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

"میں اعمال کو (جانچنے کے لئے) کتاب اللہ پر پیش کرتا ہوں"۔ [۴]

امام عبد الوہاب الشعرانی کہتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے سلسلہ میں کسی کے لئے مناسب نہیں کہ

---

[۱] جامع العلوم والحکم ص۵۲ وہکذا فی "الباعث" ص۱۵ والاعتصام ص۱۱۳ ج۲

[۲] الشامی ص۲۸۵ جلد پنجم وھکذا فی تفسیرات الامام ابن تیمیہ ؒ ص۴۴

[۳] فتوح الغیب ص۱۶ (مع شرح فارسی)۔

[۴] فتوح الغیب ص۱۳۲۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

(وہ کوئی عمل کرے) سوائے ان اعمال کے جن کے بارے میں شارع کا حکم موجود ہو اور خود عمل کرنے والے کی طبیعت اس سے کھل جائے۔ پس وہ تمام مندوب (مستحب) امور جن کے بارے میں شارع کا حکم موجود نہ ہو، وہ بدعت سے قریب ترین ہے[۱]

ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

"ان اللّٰہ فرض فرائض فلا تضیعوھا، وحدّ حدوداً فلا تعتدوھا، وحرّم اشیاء فلا تنتھکوھا، وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنھا" [۲]

اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں، ان کو برباد مت کرو، کچھ حدیں مقرر فرمائی ہیں ان سے تجاوز مت کرو، کچھ چیزوں کو ممنوع قرار دیا ہے ان کی پردہ دری نہ کرو اور، بھولے بغیر، کچھ چیزوں کے بارہ میں خاموشی اختیار فرمائی ہے تو ان کے کرید میں مت پڑو۔"

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ:

"ھلک المتنطعون، قالھا ثلاثاً، والمتنطع ھو المتعمق البحاث عما لا یعنیہ"

یعنی "متنطع قسم کے لوگ ہلاک ہوں۔ آپ نے یہ بددعا تین بار دی، اور متنطع دراصل غیر ضروری باتوں میں غور و خوض اور بحث مباحثہ کرنے کے سلسلہ میں تکلف سے کام لینے والے کو کہتے ہیں"

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ:

"تنطع اور تعمق سے بچو اور اس پرانی چیز پر جمے رہو... جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا تعامل رہا ہو" [۳]

پس ان متبدعین نے جو بدعتیں گھڑی ہیں، آپ ان کے بارہ میں ان سے پوچھئے کہ کیا ان کا حکم شریعت نے دیا ہے؟ یا کسی نے ان کا حکم دیا ہے؟ کیا ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل کیا ہے؟

---

[۱] :- میزان الکبریٰ جلد اول صـ۱۳ [۲] رواہ الدارقطنی وکذا فی جامع العلوم والحکم وتکلم فیہ الحفاظ. لکن قال الدارقطنی الاشبہ بالصواب المرفوع. وکذا حسنہ الحافظ ابوبکر السمعانی رحمہ اللہ وقد اخرج مثلہ البزار فی مسندہ والحاکم فی مستدرکہ وکذلک اخرجہ الطبرانی والدارقطنی عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ ومثلہ اخرج (الترمذی وابن ماجہ. ۱۲)

[۳] :- جامع العلوم والحکم صـ۲۵۱

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

______ تو جواب میں وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ؐ کی سنت میں سے کچھ بھی پیش نہیں کر سکیں گے بلکہ اس سلسلہ میں ان کی دلیل بزرگوں کے بارہ میں نیک گمانی کے سوا اور کچھ نہ ہوگی۔

ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون۔ ؎۱ "سب یہی چلتے ہیں خیال پر، اور سب اٹکل دوڑاتے ہیں۔"

سولہواں اصل

"عبادات اسی طرح ادا کی جائیں گی جیسے شارع نے طے کیا ہو۔"

امیہ بن عبداللہ بن خالد سے مروی ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ "ہمیں قرآن حکیم میں حالتِ اقامت اور حالت خوف کی نماز (کے احکام) ملتے ہیں۔ البتہ عام سفر کی حالت کی نماز (کے احکام) ہم قرآن حکیم میں نہیں پاتے ______ (پس اصل سوال یہ ہے کہ حالت سفر کی نماز قصر ہم کیوں پڑھتے ہیں؟) حضرت ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ بھتیجے!! اللہ تعالیٰ نے اس حال میں ہماری طرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیغمبر بنا کر بھیجا کہ ہم کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ پس اب ہم اسی طرح کا عمل کریں گے۔ جیسے حضرت محمدؐ کو کرتے ہوئے پائیں گے۔" ؎۲

اور حاکم نے اپنی مستدرک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ:

"میں تم لوگوں کو ایسی واضح ملت پر چھوڑے جا رہا ہوں کہ جس کی رات بھی اس کے دن کی طرح روشن ہے اور میرے بعد اس ملت سے صرف ہلاک ہونے والا (بدبخت) ہی بھٹکے گا۔ اور تم میں سے جو کوئی میرے بعد زندہ رہے گا تو وہ بہت سارے اختلافات دیکھے گا تو (ایسی حالت میں) تم اسی چیز کو مضبوطی سے

؎۱: الانعام آیت ۱۱۶۔

؎۲: حاکم نے اپنی مستدرک میں اس روایت کی تخریج کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے سب راوی مدنی اور ثقہ ہیں۔ البتہ شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی۔ علامہ ذہبیؒ نے تلخیص علی المستدرک میں اس کی تائید کی ہے ______ اسی طرح یہ روایۃ مدخل لابن الحاج میں حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

لازم پکڑو جو تمہیں میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت سے معلوم ہو۔ پس جو کوئی مقدار، کیفیت اور جہت میں سنت کی مخالفت کرے گا تو گویا وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ لڑائی مول لے گا اس لئے کہ ان چیزوں کا تعین صرف انہی کا حق ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ:

"ان الذین یحادون اللہ و رسولہ اولٰئک فی الاذلین" [2]

"جو لوگ مخالف ہوتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے، وہ لوگ ہیں سب سے بے قدر لوگوں میں"

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

"ان الذین یحادون اللہ و رسولہ کبتوا کما کبت الذین من قبلھم" [3]

"جو لوگ مخالف ہوئے اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے وہ رد ہوئے جیسے کہ رد ہوئے ہیں ان سے پہلے"

ایک اور مقام پر فرمایا کہ:

"ومن یعص اللہ و رسولہ فان لہ نار جھنم خالدین فیھا ابداً" [4]

"جو کوئی حکم نہ مانے اللہ کا اور اس کے رسولؐ کا، سو اس کے لئے آگ ہے دوزخ کی رہا کریں اس میں ہمیشہ"

اسی طرح جو شخص عبادات کے سلسلہ میں شارع کی بیان کردہ ہیئت (شکل و صورت) تبدیل کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدود کو پھلانگے گا۔ اور فرمایا کہ:

"ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ" [5]

"اور جو کوئی بڑھے اللہ کی حدوں سے، تو اس نے برا کیا اپنا"

صحابہ کرامؓ نے ہر اس شخص پر (تنقید اور) نکیر کی جس نے شارع کی بیان کردہ ہیئت کو بدلا یا (عبادات کے سلسلہ میں) اس نے کوئی نئی ہیئت گھڑی جیسے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے

---

[1]: اسی طرح امام بخاری رحؒ نے اپنی صحیح میں اسے روایت کیا۔ امام نووی رحؒ نے اپنی اربعین میں، ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور ترمذی میں اپنی سنن میں نقل کرنے کے بعد اسے "حسن صحیح" کہا ہے۔

[2]: المجادلہ آیت ۲۰ — [3]: المجادلہ آیت ۵

[4]: الجن آیت ۲۳ — [5]: الطلاق آیت ۱

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اس جماعت کو مسجد سے نکال دیا تھا جو کلمۂ طیبہ اور درود شریف کا، باآواز بلند ورد کر رہے تھے اور آپؓ نے فرمایا کہ "میں تمہیں بدعتی ہی سمجھتا ہوں" ...... دیکھئے! وہ لوگ ایسے اذکار اور کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف تھے جو بہرحال شارع سے منقول تھے لیکن چونکہ انہوں نے آہستہ ذکر کرنے کی صفت کو بدل دیا تھا اور اس ذکر کے لئے انہوں نے بلند آواز کی صفت گھڑ لی تھی۔ (جس کی بناء پر انہیں حضرت ابن مسعودؓ کے فتویٰ اور ناراضگی کا سامنا کرنا پڑا) یہ لوگ اللہ کا ذکر ہی کر رہے تھے لیکن اپنے طور پر ایجاد کی ہوئی نئی ہیئت اور صورت کے ساتھ۔

حافظ ابن رجب حنبلیؒ نے اپنی کتاب جامع العلوم والحکم میں فرمایا کہ:

"امام احمد بن حنبلؒ نے غضیف بن الحارث الشمالی کی یہ روایت نقل کی کہ ان کے پاس عبدالملک ابن مروان نے (فتویٰ لینے کے لئے) آدمی بھیجا۔ اس نے عبدالملک کا پیغام دیتے ہوئے کہا کہ ہم نے لوگوں کو دو کاموں پر (جمع) کیا ہے۔ ایک یہ کہ شب جمعہ کو ممبروں کے اوپر ہاتھ بلند کرنا اور دوسرے یہ کہ صبح اور عصر کی نمازوں کے بعد (لوگوں کے سامنے) واقعات اور قصص بیان کرنا ——— (آپ اس بارہ میں شرعی حکم واضح کریں) ——— غضیف نے جواب دیا کہ خبردار! یہ تو تمہاری صراحۃً بدعت ہے اور میں تمہیں ان میں سے کسی چیز کے جواز کا نہیں کہہ سکتا اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"ما أحدث قوم بدعة إلا رفع مثلها من السنة فتمسك بسنة خير من احداث بدعة"

"کسی قوم نے جب بھی کوئی بدعت گھڑی تو وہ ضرور اس کی طرح کی سنت سے محروم کی گئی، پس سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھنا، بدعت گھڑنے کی بنسبت کہیں بہتر ہے"۔

اس (واقعہ) کے بعد حافظ ابن رجبؒ فرماتے ہیں کہ:

"ان حضرات نے ایسی چیزوں کی وقت کی تعیین کے ساتھ اجتماعی طور پر انجام دہی کو ہی بدعت سمجھا۔ اس لئے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) جمعات اور عیدوں کے مقررہ خطبوں کے علاوہ قصص اور وعظ کسی خاص معین وقت میں نہیں فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ لوگوں کو کبھی کبھی نصیحت فرمایا کرتے تھے یا پھر کسی ایسے واقعہ

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کے رونما ہونے کے موقع پر نصیحت فرماتے جس پر اس کی ضرورت ہوتی"۔ [۱]

پس ثابت ہوا کہ عبادات کے باب میں (ہیئت وغیرہ کا) ایجاد کرنا بدعت ہے۔ البتہ اگر ایسی ہیئت کی بنیاد سنت میں موجود ہو تو اسے "لغوی بدعت" کہا جائے گا، اصطلاحی بدعت نہیں۔ حضرت عمرؓ نے تراویح کے سلسلہ میں جو بدعت کا لفظ استعمال کیا تھا۔ اس سے انہوں نے یہی مراد لی تھی۔ [۲]

حضرت ابن مسعودؓ سے صحیح سند کے ساتھ منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:

"آج تم لوگ فطرۃ پر قائم ہو عنقریب تم لوگ باتیں نقل کرو گے اور تمہارے سامنے بھی باتیں نقل کی جائیں گی۔ خبردار! جب کبھی تم نئی چیز دیکھو تو اس موقع پر پہلے دور کے طریقے کو لازم پکڑو"۔

حافظ ابن رجبؒ کہتے ہیں کہ:

"شروع عمل میں اضافہ یا تو اسے مکمل طور پر باطل کر دیتا ہے اور یا پھر کم از کم اسے سنت کے خلاف کر دیتا ہے۔ جیسے تین دفعہ سے زیادہ وضوء کے اعضاء دھونا۔ [۳]

امام شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ:

"تعبدی امور کی ترتیب شارع نے ہی متعین کی ہوتی ہے اور اس میں کوئی خلاف نہیں"۔ [۴]

مجالس الابرار میں ہے کہ:

"کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ عبادات کو، شارع کی طرف سے ان کے متعین کردہ مقام کے علاوہ، کسی اور مقام پر رکھے یا انہیں اس طریقہ سے بدلے جس طریقہ پر اسلاف کا عمل رہا ہو"۔ [۵]

---

[۱]: جامع العلوم والحکم ص۲۳۴، ص۲۳۵۔

[۲]: ایضاً ص۲۳۵، اس سلسلہ میں واضح ہو کہ بدعت کے لغوی معنی "ایجاد محض" کے ساتھ ساتھ "اظہار محض" کے بھی آتے ہیں اور اوپر کی وضاحت کی رو سے پھر اس پر اصطلاحی بدعت کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ مترجم غفرلہ۔ [۳]: جامع العلوم والحکم ص۴۳ تحت الحدیث الخامس (مفہوماً)

[۴]: الاعتصام ص۱۰۱ [۵]: مجالس الابرار ص۸۲۹

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

سابقہ شریعتیں بھی، عبادات کی حالتوں اور ہیئتوں کے بدلنے کے ذریعے بدل گئیں۔

چنانچہ مشرکین نے ملتِ ابراہیمیہ میں سے کسی چیز کا انکار نہیں کیا تھا۔ لیکن انہوں نے البتہ اس ملت میں ایسی بدعتوں کو ایجاد کیا تھا جو انہوں نے اپنی طرف سے گھڑ لی تھیں۔ چنانچہ وہ نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ صدقہ وخیرات دیا کرتے تھے، موت کے بعد دوبارہ زندگی پر یقین رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ لیکن (مثلاً اس قرب کے حاصل کرنے کے سلسلہ میں) وہ شبہ[1] میں مبتلا ہو کر حق سے دور رہ گئے اور انہوں نے یہ قرب مشرکانہ وسیلوں کے ذریعے ——— حاصل کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ (پیغمبر کے پوچھنے پر) انہوں نے کہا کہ:

مانعبدھم الا لیقربونا[2] الی اللہ زلفی ۔ [3] "کہ ہم ان کو پوجتے ہیں اس واسطے کہ ہم کو پہنچا دیں اللہ کی طرف، پاس کے درجے۔"

اسی طرح انہوں نے انبیاء کرامؑ اور اولیاء عظام کے ناموں کے ذریعے برکت حاصل کرنی شروع کی، ان کی تصویریں بنائیں، اور اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے رزق، محض اپنی رائے کی بنا پر، اسی طرح حرام قرار دیا جس طرح کہ شریعت کسی چیز کو حرام قرار دیتی ہے۔ اور اللہ کے دیئے ہوئے رزق کو، اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہوئے، اپنے اوپر حرام قرار دیا، چنانچہ انہوں نے صحیح دین کو باطل کے ساتھ خلط ملط کر دیا تاکہ لوگوں پر ان کا دین مشتبہ کر دیں ...... پھر انہوں نے اپنے دین کے سلسلہ میں غلو کا ارتکاب کیا اور ایسی قوم کی خواہشات کی انہوں نے پیروی کی جو ان سے پہلے گمراہ ہو چکی تھی ——— چنانچہ وہ بھی گمراہ ہو گئے نہ کہ ہدایت یافتہ۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں مشرکوں کی قباحتیں اور اہل کتاب کے رسوا کن اعمال کو بیان کیا تاکہ آپ ان سے بچ سکیں ——— وہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کا گمان کرتے ہوئے مشرکانہ وسیلوں کو اختیار کرنے لگے۔ اپنی ہی طرف سے حلال وحرام کے فیصلے کیا کرتے تھے، اپنی اولاد کو جہالت کی بناء پر اللہ پر جھوٹ باندھتے ہوئے احمقانہ طریقہ سے قتل کیا کرتے تھے تاکہ (عام لوگوں پر) ان کا دین مشتبہ کر دیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

---

[1] شبہ سے یہاں مراد — اس بدعی وسیلہ (جو بسا اوقات شرک کی شکل اختیار کر لیتا ہے) کے قائلین کی یہ دلیل ہے کہ جس طرح براہ راست کسی حاکم تک رسائی ناممکن ہے اسی طرح براہ راست اللہ تعالیٰ کو پکارنا بھی سوءِ ادب ہے۔ [2] ۱۲ مترجم، [3] الزمر آیت ۳۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

"قل یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق" لہ — "تو کہہ اے اہل کتاب! مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں ناحق کا۔"

اور فرمایا کہ:

"یا اھل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون۔" لہ — "اے کتاب والو! کیوں ملاتے ہو صحیح میں غلط! اور چھپاتے ہو سچی بات کو جان کر۔"

پس "غلو" دراصل بدعت کرنے اور "تلبیس"..... سنت کے بدعت کے ساتھ اور توحید کو شرک کے ساتھ خلط ملط کرنے کو کہتے ہیں اور یہ سب چیزیں اہل کتاب میں صرف اس راستہ سے آئیں کہ انہوں نے عبادت پر مشتمل امور کو، شارع کے متعین کردہ مقام سے ہٹا کر دوسرے مقام پر رکھ چھوڑا تھا۔ ظاہر ہے کہ دین کی بنیاد، اس کا قوام اور اسے قائم رکھنے والی چیز ـــــ عبادات کی کثرت نہیں ہے بلکہ وہ چیز صرف اتباع ہے اور شارع نے جس مقام پر عبادات کو رکھا ہے اُس مقام کا لحاظ رکھنا ہے۔ جوہرۃ التوحید میں ہے کہ:

"یہ ضروری امر ہے کہ تمام دینی امور میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب بہترین مرجع ہوں حتی کہ اگر سب لوگ ایک عقیدہ پر اپنے زمانہ میں اتفاق کرلیں۔ لیکن اس عقیدہ کی وہ تفسیر تین (مشہود لہا بالخیر) زمانوں والے اسلاف میں سے کسی ایک سے ثابت نہ ہو تو ان (اسلاف) کے بعد آنے والے کسی شخص کے لئے اس عقیدہ کی تفسیر جائز نہ ہوگی۔ بلکہ وہ اسے اسی طرح اختیار کرے گا۔ جس طرح کہ حضرت معصوم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے منقول ہو، بغیر اس کے کہ وہ (بعد کے زمانے کا کوئی شخص) اس کے لئے کوئی تشبیہ دے یا اس کی کسی صفت کے معطل ہونے کا قائل ہو یا وہ اس کے لئے (اپنی طرف سے) کوئی مثال بیان کرے ـــــ بلکہ وہ اس عقیدہ پر اس طور سے ایمان لائے گا جیسے اس کی مراد اللہ نے بیان کی ہو اور جیسے اس کی ذات عالی کے ساتھ مناسب ہو ـــــ عقائد کی طرح عبادات

لہ: المائدہ آیت ۷۷

لہ: آلِ عمران آیت ۷۱

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کے سلسلہ میں بھی یہ ضروری ہے کہ انہیں اسلاف سے اسی طرح لیا جائے۔ جس طرح کہ وہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عہد مبارک میں اور آپ کے صحابہؓ کے مبارک زمانہ میں تھے۔ نہ تو ان پر کوئی اضافہ کیا جائے گا اور نہ ہی ان میں کوئی کمی کی جائے گی ـــــ پس وہ شخص جو کوئی ایسی عبادت ایجاد کرلے جو (قرون مفضلہ والے) اسلاف کے زمانہ میں نہ تھی، یا عبادت کی کوئی ایسی شکل ایجاد کرلے جو اسلاف کے زمانہ میں نہ تھی ـــــ تو وہ شخص قطعی طور سے اللہ کے دین میں بدعت کرنے والا ہوگا۔ کیونکہ جملہ عبادات اپنی ذات، شکل وصورت، حدود، اوقات اور زمانوں کے اعتبار سے انہی اسلاف سے حاصل کی گئی ہیں۔" [۱]

(ہمارے زمانے کے متبدعین نے) عبادات کو ایسے مقام پر رکھ چھوڑا ہے جہاں شارعؑ نے انہیں نہیں رکھا تھا۔ جیسے خاص خاص اوقات میں ادا کی جانے والی مخصوص قسم کی عبادتیں ـــــ جن کی ایسی ہیئت یا ایسی تعیین، شریعت میں نہ پائی جاتی ہو۔ مثلاً ایک ہی آواز کے ساتھ اجتماعی طور پہ ذکر کرنا، آنحضرتؐ کا میلاد منانا، اس کے لئے اجتماعات منعقد کرنا، عاشوراء کی بدعتیں، ماہ صفر، رجب اور شعبان کی بدعتیں نیز عید کی راتوں کی بدعتیں ـــــ جن کے سلسلہ میں ہم نے اپنی کتاب ضیاء النور میں خوب کھل کر کلام کیا ہے۔ [۲] اسی طرح بعض مقامات اور قبروں کے فضائل اور اسی طرح وہ سب کچھ جو یہ لوگ ان مقامات اور ان قبروں کے پاس کرتے رہتے ہیں جیسے کہ ہم نے وہاں بیان کیا ہے۔

سترہواں اصل

عبادات کے سلسلہ میں ہیئت و مقدار کا تعین اور زمان و مکان کی تخصیص صرف شارع کا ہی حق ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

---

[۱]: جوہرۃ التوحید صہ ۱۶، [۲]: ضیاء النور صہ ۱۶۰ و صہ ۱۹۳ تا صہ ۲۱۳،

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

لك حدود الله فلا تعتدوها
من يتعد حدود الله
ن اولئك هم الظّٰلمون . لہ

"یہ دستور باندھے ہیں اللہ کے، سو ان سے آگے نہ بڑھو اور جو کوئی بڑھ چلے۔ اللہ کے قاعدوں سے، سو وہی لوگ ہیں گنہگار۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

"من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردٌّ" ۲

"جو کوئی ہمارے اس امر (دین) میں کوئی ایسی چیز ایجاد کرے گا جو اس میں سے نہ ہو تو وہ چیز مردود (غیر مقبول) ہوگی۔"

اور امام احمد کی روایت میں یوں ہے کہ:

"من صنع أمرا على غير أمرنا فهو مردودٌ."

"جس نے ہمارے دین کو چھوڑ کر کوئی چیز بنائی (یعنی کوئی کام کیا) تو وہ مردود ہوگی۔"

گویا روایۃ عائشہؓ میں "ردٌّ"، مصدر مبنی للمفعول ہے اور "مردود" کے معنی میں ہے۔ پس شرعی امور کی مقدار کا تعین اور کیفیت کے اعتبار سے عبادات کی ہیئتوں کا تعین، نیز ان کے لئے اوقات "وائین" کی تخصیص ـــــ سب کا سب شارع کا حق ہے۔ کسی ایک کے لئے بھی ان کا تعین، ان کی حد بندی اور ان کے لئے ہیئت کا اختراع و ایجاد جائز نہیں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے وہ احکام کھول کر بیان فرمادے جو ان کی طرف نازل کئے گئے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے نماز کی ہیئت، اس کی رکعتوں کی مقدار بیان فرمادی ہے ـــــ آپ نے ان کے اوقات بھی ہمارے لئے مقرر فرمائے ـــــ

(غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ) کسی امر کی تحدید، اس کے لئے وقت کا تعین اور اس کی (خاص) ہیئت کا مقرر کیا جانا دو قسم پر ہے یا تو وہ کسی حکم کی تکمیل کی خاطر ہوگا یا پھر لزومی طور سے ہوگا۔ اور یہ ہر دو قسمیں نبوت کے منصب کے ساتھ متعلق ہیں اس لئے کہ

لہ: البقرۃ آیت ۲۲۹ ۲: متفق علیہ

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

دین کامل ہے، ناقص نہیں ـــــ اور "دین" نے بندوں کے لئے ایسی کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑی اور نہ ہی کسی کے لئے بات کا موقعہ چھوڑا ہے۔

پس مقدار کی تحدید ـــــ جیسے (اعضاء وضوء کا) تین تین بار دھونا، ہر رکعت کے لئے دو دو سجدے کرنا، رکعتوں کی تعداد ـــــ اور اوقات کی تحدید... جیسے نمازوں کے لئے پانچ وقتوں کی تحدید، حج کے لئے ماہ ذی الحجہ کا تعین، فرض روزوں کے لئے رمضان المبارک کی تخصیص، اسی طرح مکروہ یا مسنون اوقات کی تخصیص ـــــ اور یہی حال عبادات کی تکمیل یا تحسین کی خاطر زمانے (وقت) کے تعین کا ہے۔ جیسے رمضان کی راتوں کو جاگنے کے لئے خاص کرنا، ایام بیض کو نفلی روزوں کے لئے خاص کرنا اور عیدین کو (واجب) نماز کے لئے مخصوص ـــــ کرنا یہ بھی صرف شارع ہی کی طرف سے ہوگا۔ یا پھر عبادات کے لئے مکان کو خاص کرنا چاہے لزومی طور سے ہو جیسے کعبہ مشرفہ کو طواف کے لئے، صفا و مروہ کو سعی کے لئے ـــــ اور عرفات کو وقوف کے لئے خاص کرنا ـــــ یا چاہے عبادات میں کمال پیدا کرنے کی خاطر کسی مکان کو خاص کرنا ہو.... جیسے فرض نمازوں اور عقد نکاح کے لئے مساجد کو اور نوافل کے لئے گھروں کو خاص کرنا یا پھر ان جگہوں کو قبولیت دعا کے لئے خاص سمجھنا، جنہیں علامہ جزری نے ذکر کیا ہے ـــــ یا عبادات کے لئے کسی چیز کو مخصوص کرنا جیسے نماز کے لئے اذان واقامت نکاح کے لئے ولی کی اجازت ـــــ اور فرض نمازوں سے پہلے یا ان کے بعد سنن رواتب مقرر کرنا ـــــ (ان کے علاوہ) زکوٰۃ و صدقۃ الفطر، مالی کفاروں اور مالی نذر کے لئے مصارف کا تعین ـــــ یا اذکار و اوراد کے لئے الفاظ کا تعین جیسے کہ اذان اور اقامت میں (الفاظ کا تعین)، (نماز کی) تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ (کی تلاوت) رکوع اور سجدہ میں تسبیحات پڑھنے کا تعین ـــــ اسی طرح بعض اذکار میں جہر (کی کیفیت) متعین کرنا جیسے کہ تلبیہ پڑھنا۔ اور ایام تشریق میں تکبیرات تشریق پڑھنا (جہر کے ساتھ متعین ہے) ـــــ ان کے علاوہ باقی اذکار اور دعاؤں میں آہستہ پڑھنا (متعین ہے) ـــــ اسی طرح عبادات کو اجتماع کے ساتھ مختص کرنا ـــــ جیسے نماز جمعہ، عام جماعت کی نماز، عیدین کی نماز اور نماز جنازہ ـــــ اور بعض (دوسری) عبادات کو انفرادی طور پہ خفیہ طریقہ کے ساتھ متعین کرنا.... جیسے نوافل کی ادائیگی، اوراد پڑھنا اور قبرستان کی طرف جانا... اور قبرستان کی طرف رات کے وقت تشریف لے گئے اور اہل قبور

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کے لئے دعا فرمائی، جیسے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سے مروی ہے۔

پس مقدار اور کیفیت (عبادات) کی حد بندی، جگہ اور وقت کے تعین کے ذریعے (عبادات میں) کمال پیدا کرنا .... چاہے وہ لزومی طور سے ہو یا محض تحسین کے طور پر ہو ..... اسی طرح (مالی عبادات کے سلسلہ میں) مصارف کی تعیین، (لسانی عبادات میں) الفاظ کی تعیین .... یا بعض عبادات کو جہر کے ساتھ خاص کرنا اور بعض دوسری عبادات کو اخفاء (یعنی آہستہ آواز یا خفیہ طریقہ کے ساتھ خاص کرنا ... یا اجتماعی وانفرادی ہیئت کے ساتھ (ان عبادات کی) تخصیص کرنا ... سب کی سب شارع کا حق ہیں، بندوں کے لئے ان میں کوئی گنجائش نہیں۔

گویا تمام مشروع قرار دیئے جانے والے امور، اپنے شعبوں کی کثرت کے باوجود، دو ابواب میں منحصر ہیں یعنی "حد بندیوں کا باب" اور "مرتبوں کی رعایت کا باب" ......

اور ان تمام امور کا مدار "نقل" پر ہی ہے اس لئے کہ شریعت کامل ہے، نامکمل نہیں۔

پس جو کوئی عبادات کے لئے کوئی خاص ہیئت ایجاد کرے گا ..... جیسے کہ سنتوں کے بعد دعا کے لئے اجتماعی ہیئت یا (کسی عبادت کے لئے اپنے طور سے) وقت کا تعین کرے گا ... جیسے سورۃ ملک کی تلاوت اور صدقہ دینے کے لئے جمعہ کی رات کو متعین کرنا ... یا عبادتوں کے لئے کوئی خاص وصف ایجاد کرے گا، تو گویا وہ نئی شریعت لے آیا۔

ام لهم شركاء شرعوا لهم من الدين ما لم يأذن به الله۔ [1]

"کیا ان کے اور شریک ہیں جو راہ ڈالی ہے انہوں نے ان کے واسطے دین کی، جس کا حکم نہیں دیا اللہ نے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ان الله فرض فرائض فلا تضيعوها، وحد حدودا فلا تعتدوها، وحرم أشيا فلا تقربوها وترك الأشياء من

"اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض مقرر فرمائے ہیں ان کو برباد مت کرو۔ کچھ حدیں مقرر کی ہیں ان سے تجاوز مت کرو۔ کچھ چیزوں کو ممنوع قرار دیا ہے۔ ان کے قریب بھی مت پھٹکو۔ اور بھولے بغیر بہت کی

---

[1] : الشوریٰ آیت ۲۱

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

غیر نسیان فلا تبحثوا عنھا۔ [1] — چیزوں کے بارہ میں خاموشی اختیار فرمائی ہے تو ان کی کُریدمیں مت پڑو۔"

اور اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ :

وسکت عن کثیر من غیر نسیان فلا تتکلفوھا، رحمۃ من اللہ فاقبلوھا۔ — یعنی "بھولے بغیر بہت ساری چیزوں کے بارہ میں خاموشی اختیار فرمائی ہے تو ان کے سلسلہ میں تکلف مت کرو یہ اللہ کی مہربانی ہے اسے قبول کر لو۔"

اسے "فردہ" سے صرف اصدم بن حوشب نے ہی روایت کیا ہے۔ [2]
اور "طریق الوصول" میں (اس کی وجہ یہ بیان کی گئی) ہے کہ :

"اس لئے کہ عبادات حضرت شارع کا حق ہیں۔ اور شارع کا حق ـــــ مقدار و کیفیت کے اعتبار سے اور (اسی طرح) زمان و مکان (کے تعین) کے اعتبار سے ـــــ صرف شارع ہی کی طرف سے پہچاننا ممکن ہے۔ پس جو کوئی مشروع کام، گھڑی ہوئی ہیئت یا کسی نئے طریقہ سے کرے گا تو وہ دین کو خلط ملط کر دے گا ـــــ اور ایک ایسا کام کرنے کا مرتکب ہو جائے گا جس پر ہمارا یہ دین نہیں ہوگا۔ پس (گویا) "اضافی بدعت" کا مرتکب مشروع اور غیر مشروع (دونوں طریقوں) کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔"

صاحب توضیح فرماتے ہیں کہ :

"ولا یحصل المتابعۃ إلا باتیانہ علی تلک الصفۃ۔" [3] — "اور متابعت کی صرف یہی صورت ہے کہ (مکلّف) کوئی کام اسی طریقہ سے کرے

---

[1]: اسے طبرانی نے "الکبیر" میں، ابونعیم نے "الحلیہ" میں امام بیہقی نے "السنن" میں ..... ابوثعلبہ الخشنی سے روایت کیا۔ اسی طرح اسے امام نووی رح نے "الاربعین" میں دار قطنی سے نقل کیا۔ اور امام طبرانی نے حضرت ابوداؤد رض سے روایت کیا۔
[2]: المعجم الصغیر صـ ۲۳
[3]: التوضیح صـ ۳۵۵

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

رجو شارع سے ثابت ہو) "

اور امام رازی رح اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ :

ان المتابعة عبارة عن الاتيان بمثل فعل الغير لاجل كونه فعلاً لذالك الغير۔ ؎	"متابعت دراصل نام ہے دوسرے کے "فعل" کی طرح "فعل" کرنا۔ اس لئے کہ یہ "فعل" اصل میں ہے ہی اس دوسرے کا "

اور امام ابن تیمیہ رح فرماتے ہیں کہ :

"موت السنة إما بزيادة و إما بنقص "	"سنت کی موت یا تو اضافہ سے ہوتی ہے یا پھر کمی کرنے سے "

پس جو کوئی شخص کسی مشروع کام میں کوئی طریقہ یا ہیئت بڑھائے گا تو وہ گویا اس کو ہلاک (ختم) کرے گا۔

صاحب مدخل کہتے ہیں کہ :

"فلا توضع إلا في مواضعها التي جعلت لها" ؎	"پس (عبادات کو) انہیں جگہوں پر رکھا جائے گا۔ جو جگہیں ان کے لئے ہی مقرر کی گئی ہیں "

انہوں نے مزید کہا کہ "ہمیں کوئی حق حاصل نہیں کہ ہم عبادات کو کسی بھی دوسری جگہ پر رکھیں سوائے ان جگہوں کے جنہیں شارع نے مقرر کیا ہے اور امت کے اسلاف کا اس پر عمل رہا ہے کیا آپ حضرت عبداللہ بن عمر رض کے اس ارشاد کو نہیں دیکھتے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں بھیجا کہ ہم کچھ بھی نہیں جانتے تھے اب ہم اسی طرح کریں گے، جیسے وہ کریں گے "

ابو الحسن زرین کی کتاب سے منقول ہے وہ نافع سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عمر رض کے قریب چھینک مارنے کے بعد کہا کہ "الحمد للہ ——— والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

تو حضرت ابن عمر رض نے فرمایا کہ میں یوں نہیں کہتا۔ ہمیں انحضرت ﷺ نے چھینکنے کے موقعہ پر

؎ : تفسیر کبیر صد۵۰۳ جلد پنجم ؎ : المدخل صد۲۵۵ جلد دوم۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

یوں کہنا نہیں سکھایا آپؐ نے ہمیں صرف الحمد للہ رب العالمین کہنا سکھایا ہے اس کے بعد صاحبؒ مدخل کہتے ہیں کہ .... " اکابر علماء میں سے کسی ایک کا واقعہ ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد (روایۃً) سُنا کہ :

"من سبح اللہ دبر کل صلوٰۃ ثلاثاً وثلثین وحمد اللہ ثلاثاً وثلاثین وکبر اللہ ثلاثاً وثلاثین وختم المائۃ بلا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ، لہٗ الملک ولہٗ الحمد، وھو علی کل شیٔ قدیر۔ غفرت ذنوبہ وان کانت مثل زبد البحر"

"جو کوئی ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ، ۳۳ بار اللہ اکبر کہے گا اور آخر میں ایک بار لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ الخ کہہ کر سو (کا عدد) پورا کرے گا۔ اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کی مانند (بہت ہی زیادہ) ہوں۔"

تو اس عالم نے کہا کہ میں ان میں سے ہر قسم کے ورد کو سو (۱۰۰) بار پڑھوں گا۔ چنانچہ وہ اسی عمل پر کافی عرصہ تک رہے۔ پھر انہوں نے خواب میں دیکھا جیسے قیامت قائم ہو چکی ہے اور لوگ میدان حشر میں جمع کر دیئے گئے ہیں ــــــ وہ عالم کہتے ہیں کہ ــــــ چنانچہ میں بھی ان لوگوں کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر ہم سب ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں فرشتے لوگوں کو (مذکورہ عمل اور ورد کا) ثواب دے رہے تھے۔ میں لوگوں کے ساتھ مل کر مزاحمت کرتا رہا اور فرشتے ان لوگوں کو ثواب دیتے رہے لیکن مجھے کچھ بھی نہ دیا۔ میں اسی (مزاحمت کی) حالت میں رہا، حتیٰ کہ سب لوگ فارغ ہو گئے۔ چنانچہ میں آگے بڑھا اور فرشتوں سے اپنا ثواب طلب کیا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہمارے پاس تمہارے لئے کچھ بھی (ثواب) نہیں ہے میں نے عرض کیا کہ پھر آپ نے ان لوگوں کو کیوں (ثواب) دیا؟ فرشتوں نے جواب دیا کہ یہ لوگ ہر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ لوگ کیا ذکر کیا کرتے تھے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ وہ ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ الخ پڑھا کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو ہر ایک (قسم کے) ورد کو (۳۳ کے بجائے) سو بار پڑھا کرتا تھا۔ (پس میرا ثواب ان لوگوں کی بنسبت زیادہ ہونا چاہیئے) اس پر فرشتوں نے جواب دیا کہ صاحب شریعتؐ نے اس طرح پڑھنے کا حکم نہیں، بلکہ ۳۳،۳۳ بار پڑھنے کا ہی حکم دیا تھا۔ چنانچہ اب

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ہمارے پاس تمہارے لئے کچھ بھی نہیں ——— وہ عالم کہتے ہیں کہ میں اس صورت حال سے مرعوبیت کے عالم میں بیدار ہوا اور اللہ کے دربار میں، میں نے توبہ کی کہ صاحب شریعت کی مقرر کردہ تعداد پر کچھ بھی نہ بڑھاؤں گا۔" ؎

پس (اسی طرح) صلوٰۃ وسلام، عبادت اور قربِ خداوندی کا ذریعہ ہے لیکن دوسرے اذکار اور اوراد کی جگہ پر نہیں البتہ صرف اپنے مقام پر ہی یہ عبادت ہو گا بلکہ بے موقع "صلوٰۃ وسلام" پڑھنے سے نماز میں فساد پیدا ہو جائے گا۔ جیسے نماز کے پہلے قعدہ میں تشہد کے بعد درود پڑھنے سے (نماز میں فساد پیدا ہو جاتا ہے اور اس کی تلافی سجدہ سہو کے ذریعہ سے ہی ہو سکتی ہے ۱۲۔ مترجم عفرلہٗ)

اسی طرح دعا بھی عبادت ہے لیکن ایسے موقع پر نہیں جہاں شارع نے کوئی دوسرا حکم دیا ہو۔ جیسے نماز جنازہ کے بعد دعا (میں مشغول ہونا حالانکہ) شارع نے اس موقعہ پر جنازہ جلدی لے جانے کا حکم دیا ہے۔ (نہ کہ دعا کا) اور اسی بناء پر فقہا کرام نے اسے مکروہ کہا ہے ——— اسی طرح سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کہنا بھی عبادت ہے۔ لیکن اس طریقہ کی شرط کے ساتھ ——— جس طریقہ کے ساتھ پڑھنے کا شارع نے حکم دیا ہو۔ چنانچہ شریعت کے حکم پر جو اضافہ کرے گا وہ اجر و ثواب سے محروم ہی رہے گا۔ اسی طرح قبرستان جانا بھی ایک مسنون حکم ہے لیکن صرف سنت طریقہ سے ——— چنانچہ جو کوئی ایسی موقع پر شریعت کے حکم پر اضافہ کرے گا اور قبرستان میں (مُردوں کو) پکارنے کی بدعت کرے گا۔ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا ارتکاب کر لیا ——— اور عرس کرنا، قبرستان میں اجتماع کرنا۔ اور وہاں ختم وغیرہ کرنا اس موقع کی بدترین بدعتوں میں سے ہیں۔

دیکھئے " دعا " اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے لیکن اس سلسلہ میں کسی خاص کیفیت، ہیئت، اور اوقات کے ساتھ تخصیص اور مقید کرنے کا التزام نہیں کیا گیا ——— ہاں جس کی تعیین کسی شرعی دلیل نے کر دی ہو تو وہ الگ بات ہے۔ پس جو کوئی دعا کو اپنی طرف سے کسی ایسی ہیئت کے ساتھ خاص کرے گا جس کی کوئی شرعی دلیل نہ ہو ——— تو وہ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کا مرتکب ہو گا اور اس نے ان لوگوں کی مخالفت کا ارتکاب کیا جو اس

؎ : المدخل صد ۲۵۷ ج ۲

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کی بنسبت شریعت کو زیادہ جاننے والے تھے۔ یعنی نیک اسلاف۔ (رحمہم اللہ) [۱]

سترہویں اصل پر تفریع

جو کوئی عبادات کے لئے کوئی خاص ہیئت یا طریقہ (اپنی طرف سے) ایجاد کرے گا یا عبادات کے لئے (اپنی طرف سے) اوقات خاص کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے کا مرتکب ہوگا (بلکہ) وہ (گویا) یہ گمان کرے گا کہ اس (میرے اضافہ) کو اللہ تعالیٰ بھول گئے تھے اور رسول اللہ اسے بتانے سے قاصر رہ گئے تھے۔ جیسے مختلف دنوں اور راتوں کے سلسلہ میں نیک نامی اور نحوست کا تصور ــــــ اپنی طرف سے گھڑے ہوئے اوراد یا درود شریف کے وہ الفاظ جو (خیر القرون سے) منقول نہ ہوں ــــــ (یہ سب کچھ اسی زمرے میں آئے گا۔)

اٹھارہواں اصل

"کسی مطلق کو کسی وصف اور ہیئت کے ساتھ مقید کرنا بھی شارع کی جانب سے شرعی حکم کا درجہ رکھتا ہے"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ۔ [۲]

"اور تجھ کو اتاری ہم نے یہ یادداشت، کہ تو کھول لوگوں کے پاس، جو اترا ان کی طرف"

[۱]: اسی طرح ملاحظہ فرمائیے الاعتصام ص۲۰ ج ۱، اور اصول السنن ص۳۹

[۲]: النحل آیت ۴۴۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ہے۔ پس تم رسول اللہ کی پیروی کو ہی لازم پکڑو اس لئے کہ خاص خاص چیزیں محض عقل اور قیاس کے ذریعے نہیں حاصل کی جا سکتیں۔ تم نے غور نہیں کیا تم (نماز کے لئے) اذان کیسے دیتے ہو۔ لیکن دن کے باقی حصہ میں تجھے اذان دینے سے منع کیا گیا ہے۔ ؟ "

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اور آپ کا فعل (قرآن مجید کے) مطلق احکام کے لئے " بیان " ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کا حکم دیا ہے۔ آپ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً نماز کا حکم دیا ہے تو اپنی طرف سے کسی تخصیص کے بغیر، مطلقاً نفل نماز پڑھنا شارع کا حکم ہوا۔ اسی طرح مطلقاً (نفل) روزہ رکھنے کا حکم ثابت ہے ——— لیکن خاص قسم کی نماز کی ترغیب دینا، جیسے شعبان کی پندرہویں رات کی نماز یا وہ نماز جسے "صلوٰۃ الرغائب" کہتے ہیں یا کسی وقت کے ساتھ روزے کو خاص کر دینا، جیسے (خصوصیت کے ساتھ) جمعہ کے دن کا روزہ یا (خصوصیت کے ساتھ) ستائیسویں رجب کا روزہ رکھنا بدعت ہے ——— حالانکہ اس سے منع فرمایا گیا ہے۔ جیسے کہ حضرت سلمانؓ کی روایت میں ہے کہ جب انہوں نے حضرت ابو الدرداءؓ کو (اس سے) روکا تو رسول اللہ نے اُن کی تحسین فرمائی ——— تو (معلوم ہوا کہ) بسا اوقات کوئی حکم مطلق ثابت ہوگا اور اُس کی کسی خصوصی وصف کے ساتھ تخصیص بدعت ہوگی۔ جیسے مطلقاً ذکر کرنا تو ثابت ہے لیکن کسی وقت یا وصف کے ساتھ اسے اپنی طرف سے خاص کر دینا "بدعت" ہو جائے گا۔ جیسے کہ (ایسی تخصیص سے) حضرت ابن مسعودؓ نے منع فرمایا تھا۔ مطلق طریقہ سے چاشت (ضحیٰ) کی نماز ثابت ہے لیکن اس کو خود پر لازم سمجھنا یا اس کو ایسے التزام کے ساتھ ادا کرنا کہ اس کے لئے باقاعدہ اجتماع کیا جائے، بدعت ہو جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے اس کو اس طرح (التزام کے ساتھ) پڑھنے سے روکا تھا۔ پس مطلق نصوص میں کوئی ایسی قید لگانا، جو شرعی دلیل سے ثابت نہ ہو، دراصل شریعت میں اپنی رائے دینا ہے۔

مجالس الابرار میں لکھا ہے کہ :

" جو کوئی کسی (اپنے طور پر) گھڑی ہوئی عبادت کی " بہتری " اور اُس کے عام عبادات میں سے " خصوصی عبادت " ہونے کا دعویٰ کرے گا تو درحقیقت وہ اس سلسلہ میں ایک ایسی دلیل کے بیان کرنے کا محتاج

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ہوگا جو (عام عبادات میں سے) اسے "خاص عبادت" ثابت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو...... اس لئے کہ اکثر علاقوں کی عادت اور بہت سے زاہدوں اور عبادت گزاروں کے اقوال اس لائق نہیں ہیں کہ وہ رسول اکرم کے ارشادات کا مقابلہ کر سکیں اور اسی طرح (یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ) تخصیص پیدا کر سکنے والی دلیل، کتاب وسنت اور اس اجماع کی شرعی دلیل ہی ہو سکتی جو اجتہاد کی بصیرت رکھنے والے حضرات کے ساتھ مخصوص ہے"۔ [۱]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال، آپؐ کے اقوال، احادیث اور قرآن مجید کی نصوص کی تفسیر اور بیان کرنے والے ہیں۔ آپ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے حالانکہ آئمہ مجتہدینؒ اس پر متفق ہیں کہ سبزیوں میں کوئی زکوٰۃ نہیں.... ایسا اس لئے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سبزیوں سے زکوٰۃ نہیں نکالی اور نہ ہی آپؐ نے یہ بیان فرمایا کہ سبزیوں میں بھی زکوٰۃ ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کا زکوٰۃ کے سلسلہ میں مطلق حکم...... اپنے اطلاق پر جاری نہیں رہے گا۔

سیر کبیر کی شرح میں ہے کہ "مطلق حکم کی کسی قید کے ساتھ تخصیص کسی شرعی دلیل کے بغیر ناجائز ہے"۔ [۲]

اس قاعدہ (اصول) پر فقہاء کرام نے کئی مسائل کی بنا رکھی ہے اور اس سے کئی مسائل نکالے ہیں...... "اصول الشنن" میں ہے کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے "فعل" یا "سنت ترک" سے غفلت برتتے ہوئے، عام نصوص سے استدلال کرنا۔ (ایک طرح سے) اس متشابہ حکم کی پیروی ہے جس کی پیروی سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اگر ہم اسی طرح عام نصوص پر احکام کا مدار رکھتے رہیں اور (رسول اللہ کے) بیان سے صرف نظر کرتے رہیں تو بدعت کے دروازوں میں سے ایک ایسا بڑا دروازہ کھل جائے گا۔ جس کا بند کرنا ممکن نہ ہوگا اور دین میں (بدعتیں) گھڑنے کی کوئی انتہا نہ رہے گی"۔

امام شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ "مطلق نصوص پر، ان کی تخصیص کرنے والی دلیل) پر غور کئے بغیر عمل کرنا... اور یہ دیکھے بغیر کہ آیا ان کی تخصیص کرنے والے دلائل ہیں بھی یا

۱: مجالس الابرار صد ۱۲۶

۲: شرح سیر کبیر صد ۲۱ - جلد چہارم۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

دراصل متشابہات[1] کی پیروی کرنے کی ایک قسم ہے۔
نہیں ---- ان پہ عمل کرنا....
شمار ہوگی کہ کوئی نص مقید ہو ----
اور اسی طرح اس کے بالعکس عمل کرنا بھی متشابہ کی پیروی
اس کی قید کی پرواہ کئے بغیر اس کے مطلق پہلو پہ عمل کرنا یا کوئی نص خاص ہو اور اس کی تخصیص
کا لحاظ کئے بغیر اس کے عمومی پہلو پہ عمل کرنا ---- جبکہ ایسا محض اپنی رائے سے کیا جاتا ہو۔
اور اپنی رائے کے بغیر، عمل کرنے والے کے پاس کوئی شرعی دلیل نہ ہو.... اس لئے یہ
مسلک دراصل اندھے کی تیر اندازی ہے اور دلیل کے سلسلہ میں یہ خواہش نفس کی پیروی ہے
اس لئے کہ ایسا مطلق جس کو کسی دوسری نص نے مقید کیا ہو ---- مقید نہ ہونے کی صورت میں
متشابہ جیسا ہے۔ جب اس کو مقید کر دیا جاتا ہے تو اس سے وہ نص واضح ہو جاتی ہے (اور
متشابہ نہیں رہتی) ---- جیسے کہ کسی مقید نص کو اس کی قید سے آزاد کر دینا، اس مقید کے بارہ
میں ایسی رائے ہے جو بغیر کسی شرعی دلیل کے اس مقید نص کی معارض ہے"[2]

اور اسی اعتصام[3] میں امام شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ "کبھی کبھی یہ وہم ہوتا ہے کہ لفظ کا مطلق
ذکر کیا جانا، ان تمام چیزوں کے جواز کو ظاہر کرتا ہے جو اس لفظ کے مدلول (مفہوم) میں سما سکتی
ہوں، خاص طور سے ایسا عبادات کے بارے میں نہیں ہو سکتا اس لئے کہ عبادات، اسی طریقہ
سے "بندگی" پر محمول ہوتی ہیں، جس طریقہ سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور سلف صالحینؒ
سے سیکھی گئی ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پہ "نمازوں" کا معاملہ ہی لیجئے کہ ان کے ارکان، ان کی ترتیب
ان کے اوقات، کیفیات، ان کی مقداریں اور ان جیسی دوسری سب چیزیں ہیں ---- جیسے کہ
اس کتاب (الاعتصام) کے مصالح مرسلہ کے باب میں بیان کیا جائے گا، (انشاء اللہ) ----
کہ نمازوں کی یہ تمام چیزیں اسی طریقہ سے عبادت سمجھی جائیں گی جس طریقہ سے آنحضرتؐ نے ان
کی تعلیم فرمائی اور کسی مطلق لفظ کے مفہوم میں جو جو چیزیں شامل ہو سکتی ہیں وہ سب چیزیں مراد
لینی جائز نہ ہوں گی۔ مترجم غفرلہٗ)

پس عبادات کے باب میں قیاس اور اسی طرح استحسان کا مطلقاً کوئی دخل نہ
ہوگا اس لئے (عبادات کے باب میں) قیاس اور رائے زنی ان عبادت کے وضع کے
منافی امر کے درجہ میں ہوگی۔ کیونکہ عقل انسانی ان کے معانی تفصیل کے ساتھ سمجھنے سے قاصر

---

[1] متشابہ اس حکم کو کہتے ہیں جس کی مراد معلوم یا واضح نہ ہو جب تک اس کا بیان یا وضاحت نہ ہو جائے۔ ١٢۔ [2]: الاعتصام صـ ١٩٦ ج ١ ، [3]: صـ ٢٠١ جلد اول ،

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ہے۔ اسی وجہ سے علماء کرام نے عبادات کے باب میں قیاس اور رائے جاری کرنے کو ہمیشہ کے لئے ترک کیا ہے مثلاً مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کہ انہوں نے ہمیشہ اس سے سلسلہ میں رائے پر عمل پیرائی ترک کی اور قیاس کی کسی قسم پر، عبادات کے سلسلہ میں عمل نہیں کیا۔

امام شاطبی فرماتے ہیں کہ:

"جو کوئی بھی اس اصول کی خلاف ورزی کرے گا تو وہ دلیل کے اطلاق کی خلاف ورزی کرے گا اس لئے کہ اس نے اسے اپنی رائے سے مقید کر دیا۔ اور اس طرح اس نے ان لوگوں کی مخالفت کی جو اس کی بنسبت شریعت کو خوب جانتے تھے یعنی سلف صالحین رضی اللہ عنہم"۔۔۔۔۔۔

اس اصول کی بناء پر ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قبرستان جانے کا حکم دیا ہے اور خود بھی قبرستان تشریف لے گئے ہیں۔ لیکن وہاں قبرستان میں مدفون لوگوں کے لئے دعاء کرنے اور آخرت کا دھیان کرنے کے سوا اور کسی بھی چیز کا آپؐ نے حکم نہیں دیا۔ چنانچہ جو کوئی (اپنی طرف سے) اس پر اضافہ کرے گا تو وہ واضح گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا جیسے کوئی قبر والوں سے مدد مانگے، ان سے فریاد کرے۔ یا قبر کو (ثواب کی نیت سے) ہاتھ لگائے یا اسے چومے یا اس کی طرف سجدہ کرے یا اس کی مٹی (باعث شفاء و برکت سمجھ کر) لے لے یا وہ اس کا طواف کرے ۔۔۔۔۔ (کہ یہ سب امور حضرت نبی کریمؐ کے عمل اور حکم پر اپنی طرف سے اضافہ اور باعث گمراہی ہیں۔ ۱۲۔ مترجم غفرلہٗ)

اسی طرح آنحضرتؐ نے صدقہ دینے کا حکم دیا لیکن اسے کسی خاص وقت، دن یا رات کے ساتھ مخصوص نہیں فرمایا۔ لہٰذا جو کوئی اسے "جمعہ کی رات" کے ساتھ خاص سمجھے گر تو وہ بدعتی ہو گا۔ اسی طرح "دعاء مانگنا" عبادت ہے۔ بلکہ آنحضرتؐ کا فرمان ہے کہ "دعاء عبادت کا مغز ہے"، لیکن آپؐ سے ثابت نہیں کہ انہوں نے سنتوں کے بعد اجتماعی حالت میں دعاء فرمائی ہو۔ (چنانچہ ایسی ہیئت کا اہتمام والتزام اس دعاء کو بدعت بنا دے گا۔ ۱۲۔ مترجم غفرلہٗ)

امام شاطبی فرماتے ہیں کہ:

"جب شریعت کسی عبادت مثلاً "اللہ کے ذکر" کو مستحب قرار دیتے ہو اس کی ترغیب دے اور ایک جماعت اس کے لئے یک زبان

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ہو کہ ایک ہی آواز سے اور تمام اوقات میں سے ایک ہی ایسے مخصوص وقت میں ...... اس عبادت کے لئے اجتماع کا التزام کرے، کہ شریعت کے حکم میں، اس تخصیص کے لئے کوئی بھی دلیل نہ ہو بلکہ وہاں اس کی مخالفت کی دلیل ہو ـــــ (تو یہ اپنی طرف سے شریعت بنانے کے مترادف ہوگا۔ ۱۲۔ مترجم غفرلہٗ) اس لئے کہ شرعی طور پر غیر لازم اُمور کو خود پر لازم کرنا، یوں ہی سمجھا جاتا ہے کہ گویا اپنی طرف سے شریعت بنانا۔"

آگے چل کر امام شاطبیؒ کہتے ہیں کہ:

"اسلاف صالحین کا ایسی چیزوں کو چھوڑ دینا یا اُن پر (کبھی کبھی) عمل نہ کرنا اسی پر محمول ہے حالانکہ وہ ایسی چیزوں کے کرنے کے زیادہ حقدار اور لائق تھے، بشرطیکہ وہ ان اصولوں کے تقاضے کے مطابق شرعی طور سے مقرر کی گئی ہوتیں۔" پھر وہ فرماتے ہیں کہ "اسی طرح دعا کی مثال ہے۔"

واضح رہے کہ امام شاطبیؒ نے اپنی کتاب "الاعتصام" میں جا بجا اجتماعی ہیئت سے دعاء کرنے پر ردّ فرمایا ہے۔ [۱]

دعاء کیا ہے؟ اللہ کا ذکر ہی ہے لیکن اس کے باوجود اسلاف نے، اس سلسلہ میں خاص قسم کی کیفیتوں کا کوئی التزام نہیں کیا اور نہ ہی اسے خاص خاص وقتوں کے ساتھ، اس طرح مخصوص کیا کہ اس کے عبادت ہونے کی حیثیت انہی اوقات کے ساتھ مخصوص سمجھی جائے۔ ہاں اگر شرعی دلیل خود اس کی تعیین کر دے تو وہ دوسری بات ہے ـــــ اور اگر مطلق نصوص کے اطلاق اور عام نصوص کے عموم سے استدلال درست ہوتا تو "اقیموا الصلوٰۃ" (نماز قائم کرو) کے مطلق حکم (کا تقاضا یہ ہوتا کہ ہر قسم کی نماز درست قرار پائے لیکن اس) کے باوجود رغائب کی نماز، پندرھویں شعبان کی نماز اور قضاء عمری کی نماز کے بدعت ہونے پر بھی صحیح نص وارد ہوئی ہے۔ (جس کا مطلب یہ ہوا کہ اقیموا الصلوٰۃ کے اطلاق پر عمل درست نہ ہوا۔ مترجم غفرلہٗ) اسی طرح حکم ہے۔ "آتوا الزکوٰۃ" تو اس حکم کے اطلاق کا تقاضا ہے۔ سبزیوں میں بھی زکوٰۃ واجب ہو، حالانکہ سبزیوں میں زکوٰۃ واجب نہ ہونے پر علماء اُمت کا اجماع ہے اور ان حضرات کی اس سلسلہ میں صرف

---

(۱): ملاحظہ ہو الاعتصام صـ۱۱، صـ۱۲، صـ۲۰ جلد اول، صـ۲۰۹، صـ۲۳۷ جلد دوم

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

یہی قاعدہ اور اصل دلیل ہے۔ جو ہم نے بیان کیا ہے۔

اُنّیسواں اصل

احکام کا دارو مدار مقصود پر ہوتا ہے اور "عُرف" میں مشہور، حکم میں "نص کے ذریعے مشروط" کی طرح ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وما أمروا إلا ليعبدوا الله مخلصين له الدين" ؎۱

"اور اُن کو حکم یہی ہوا کہ عبادت کریں اللہ کی، نِری کر کر اس کے واسطے بندگی"

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

"انا انزلنا اليك الكتاب بالحق فاعبد الله مخلصا له الدين ألا لله الدين الخالص" ؎۲

"ہم نے اتاری ہے تیری طرف کتاب ٹھیک سو بندگی کر اللہ کی، نِری کر کر اس کے واسطے بندگی، سنتا ہے! اللہ ہی کو ہے بندگی نِری"

ایک جگہ اپنے نبیؐ سے فرمایا:

"قل الله أعبد مخلصا له ديني فاعبدوا ماشئتم من دونه" ؎۳

"تو کہہ! میں تو اللہ کو پوجتا ہوں، نِری کر کر اپنی بندگی اسی کے واسطے۔ اب تم پوجو جس کو چاہو۔ اس کے سوا"

اور فرمایا:

"قل ان صلاتي ونسكي ومحياي

"تو کہہ، میری نماز اور قربانی اور میرا جینا

؎۱: البینۃ آیت ۵۔

؎۲: الزمر آیت ۲۔

؎۳: الزمر آیت ۱۴۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک أمرت وانا اول المسلمین "۔ ل

اور مرنا اللہ کی طرف ہے، جو صاحب سارے جہان کا، کوئی نہیں اس کا شریک اور یہی مجھ کو حکم ہوا، اور میں سب سے پہلے حکم بردار ہوں "۔

ایک اور جگہ یوں ارشاد ہے:

"ومن أحسن دینا ممن أسلم وجھہ للہ وھو محسن الآیۃ " ۔ ل

"اور اس سے بہتر کس کی راہ؟ جس نے منہ دھرا اللہ کے حکم پر، اور نیکی میں لگا ہے "۔

اس آیت میں "اسلام الوجہ" سے کسی عمل اور نیت کا اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرنا ـــــ مراد ہے اور آیت میں "احسان" سے مراد ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور تابعداری ہے۔ سے اور "اخلاص" کے مفہوم کے سلسلہ میں اسلاف سے مختلف اقوال منقول ہیں، بعض کا قول ہے کہ اخلاص:

"افراد الحق سبحانہ بالقصد فی الطاعۃ "

"طاعت کے سلسلہ میں نیت کے ذریعے حق تعالیٰ کو یکتا سمجھنا ہے "۔

اور بعض نے یوں فرمایا کہ وہ "اپنے فعل وعمل کو مخلوقات کے لحاظ و ملاحظہ سے پاک صاف رکھنا" ہے۔ اور حضرت فضیل کا ارشاد ہے کہ:

"ترک العمل من أجل الناس ریاء، والعمل من أجل الناس شرک، والاخلاص أن یعافیک اللہ منھما "۔

"لوگوں کے خیال کی وجہ سے عمل کو چھوڑ دینا "ریاء" ہے اور لوگوں کی وجہ سے عمل کرنا "شرک" ہے اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان دونوں (بلاؤں) سے بچالے "۔

شیخ الاسلام ابو اسماعیل الانصاری فرماتے ہیں کہ "اخلاص دراصل عمل کو ہر ملاوٹ سے پاک رکھنے کا نام ہے "۔

ل: الانعام آیت ۱۶۳۔

ل: النساء آیت ۱۲۵

س: مدارج السالکین ص۹۰ جلد دوم۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور صحیح حدیث میں ہے جسے سوائے (موطا میں) امام مالکؒ کے تمام ائمۂ حدیث نے نقل کیا ہے۔

انما الأعمال بالنیات [1] کہ اعمال (کے ثواب) کا دارو مدار نیتوں پر ہے۔"

علامہ عینیؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "اس میں اشارہ ہے کہ انسان کو بقدرِ نیت بدلہ دیا جائے گا۔ چنانچہ اگر اس کی نیت خالص اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوگی۔ تو دنیا اور آخرت دونوں (جہانوں) میں ثواب اور بھلائی بطور بدلہ دی جائے گی۔ اور اگر اس کی نیت دنیاوی لوگوں کی خاطر ہوگی تو اس کے لئے نہ تو (آخرت میں) ثواب کا کوئی حصہ ہوگا اور نہ ہی دنیا میں کوئی بھلائی نصیب ہوگی۔"

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ: "اعمال کا ثواب صرف نیتوں کی بناء پر ہوتا ہے [2]" اور اس سلسلہ میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے کہ آیا "نیت عبادت کا جزء ہے" یا "اس کی صحت کے لئے شرط ہے" پہلا نقطۂ نظر جمہور کا ہے اور دوسرے قول کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

عبادت میں کسی دوسرے دنیاوی امر یا ریاء کو شریک کرنے کی صورت میں، امام غزالیؒ نے اس عمل کے اصل باعث کا اعتبار کرنے کو پسند کیا ہے۔ چنانچہ اگر دنیاوی (امر کا) قصد ہی غالب ہوگا۔ تو اس عمل کا اسے کوئی اجر و ثواب نہیں ہوگا۔ اور اگر دینی قصد غالب ہوگا تو اس قصد کی مقدار کے اعتبار سے اجر ملے گا۔ اور اگر دونوں پہلو برابر ہوں گے تو دونوں ساقط ہو جائیں گے اور شیخ عزالدین بن عبدالسلامؒ کا مسلک یہ ہے کہ ایسے عمل میں مطلقاً کوئی اجر نہ ہوگا پس (معلوم ہوا کہ) نیت عمل کی بنسبت روح اور

---

[1]: اس کو امام بخاریؒ نے اپنی "صحیح" میں چھ مقامات پر، امام مسلمؒ نے اپنی "صحیح" کی کتاب الجہاد میں، امام ابوداؤدؒ نے "الطلاق" میں، امام ترمذیؒ نے "الحدود" میں، امام نسائیؒ نے الایمان، الطہارۃ، العتاق اور الطلاق ـ چار ابواب میں، ابن ماجہؒ نے "الزھد" میں نقل کیا ہے۔ اور امام احمدؒ، امام دارقطنیؒ، ابن حبانؒ، بیہقی، حاکم (نے اربعین میں)، ابن جارودؒ نے المنتقیٰ میں اور امام رافعیؒ نے اپنی شرح الکبیر میں اس کی تخریج کی ہے۔

[2]: جیسے کہ العینی ص۳۸ جلد اول میں ہے۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

مغز کا درجہ رکھتی ہے۔ بلکہ عمل اسی کی وجہ سے قائم ہوتا ہے۔ اور عمل صحت و فساد کے اعتبار سے نیت کے تابع ہے۔ نیت کی صحت کی صورت میں عمل بھی صحیح ہوتا ہے اور نیت فاسد ہونے کی صورت میں عمل بھی فاسد ہو جاتا ہے اور عمل کرنے والے کے لئے اپنے عمل میں سے اپنی نیت ہی ملتی ہے اور یہ اصول عبادات اور معاملات سب کو شامل ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ:

ثلاث لا یغل علیهن قلب المسلم - اخلاص العمل لله ومناصحة ولاة الأمر ولزوم الجماعة فان دعوتهم تحيط من ورائهم ۔ [۱]

"تین چیزیں ایسی ہیں جن میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا۔ (۱) کام کا اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی رضا کے لئے، اخلاص سے کرنا (۲) حکام کے ساتھ خیر خواہی۔ (۳) اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنا۔ اس لئے کہ مسلمانوں کی دعاء انہیں گھیر لیتی ہے" (جس کی وجہ سے وہ شیطان کی مکاری اور گمراہی کے دام میں پھنسنے سے بچ جاتے ہیں۔)

"پس ہر وہ عمل جس سے اللہ کی رضا مقصود نہ ہو، وہ باطل ہے اس پر دنیا اور آخرت میں کوئی پھل نہیں ہوگا۔" یہ ابن رجبؒ کا ارشاد ہے اور حضرت ابن المبارکؒ سے منقول ہے کہ "بہت سے چھوٹے عمل ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو نیت بڑا بنا دیتی ہے اور بہت سے بڑے عمل ایسے ہوتے ہیں کہ نیت ان کو چھوٹا کر دیتی ہے" اور ابن عجلانؒ کہتے ہیں کہ "عمل صرف تین چیزوں سے "صالح" بنتا ہے اللہ کا تقویٰ، عمدہ نیت اور ٹھیک (سنت کے مطابق) ادائیگی"

فضیل ابن عیاضؒ ..... اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا" کے ذیل میں کہتے ہیں کہ أحسن عملاً سے مراد ——— (نیت کے اعتبار) خالص تر اور (سنت کی پیروی کے اعتبار سے) درست تر ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ عمل جب خالص

---

[۱]: ابن عبد البرؒ نے اس کی "جامع بیان العلم وفضلہ" صـ۳۹ پر تخریج کی ہے اور امام منذریؒ نے "الترغیب" میں اسے ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسے ابن حبانؒ نے اپنی "صحیح" میں ــ نیز امام بیہقیؒ نے بھی الفاظ کی تقدیم و تاخیر کے ساتھ روایت کیا ہے۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ہو لیکن (مذکورہ معنوں میں) ٹھیک درست نہ ہو تو اُسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور جب وہ ٹھیک ٹھیک ہو لیکن خالص نہ ہو تو اسے بھی قبول نہیں کیا جائے گا، جب تک کہ وہ خالص ہونے کے ساتھ "صواب"، اور ٹھیک ٹھیک نہ ہو ـــــ "خالص" اور "صواب" کی وضاحت کرتے ہوئے وہ خود کہتے ہیں کہ عمل "خالص" جب ہوگا کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور "صواب" جب ہوگا کہ وہ سنّت کے مطابق ہو۔

امام احمد بن حنبلؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت اُبی بن کعبؓ کی حدیث نقل کی ہے کہ "اس امت کو تعریف، عزت، بلندی، دینداری اور زمین میں تمکین کی خوشخبری دے دو، پس ان میں سے جو کوئی آخرت کے کسی کام کو دنیا کی خاطر کرے گا تو اس کو آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں ملے گا"۔

دیکھئے! شارع نے بھی ایسے الفاظ لغو قرار دیئے ہیں جن کے معانی متکلم نے مراد نہ لئے ہوں جیسے سوئے ہوئے آدمی کے الفاظ، بھول جانے والے آدمی کے الفاظ، نشہ والے آدمی کے الفاظ، جاہل کے الفاظ، جبر کئے ہوئے آدمی کے الفاظ (علماء کرام کے دو قولوں میں سے صحیح تر قول کے مطابق) اور زیادہ خوشی کے باعث غلطی کر بیٹھنے والے آدمی کے الفاظ ـــــ جیسے اپنی سواری کے ملنے سے مایوس ہو جانے کے بعد، اُسے پکڑ لینے کے بعد (اسی طرح کے آدمی نے) یوں کہا تھا کہ: اللھم انت عبدی وانا ربک (یعنی اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں ـــــ اور اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی گواہی بھی رد فرمائی (حالانکہ وہ رسول اللہؐ کی رسالت کی گواہی ہی دے رہے تھے لیکن دل سے اُن کی مراد وہ نہ تھی جو زبان سے بول رہے تھے۔ مترجم غفرلہٗ) اور ان منافقوں کو (اللہ تعالیٰ نے) جھوٹا اور دھوکہ باز کہا۔ اسی طرح یہودیوں نے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام کردہ چربیاں پگھلا کر بیچنے کی صورت نکالی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت فرمائی ـــــ اس صورت حال کے لئے ہم نے ایک قاعدہ اپنی کتاب ضیاء النور میں بیان کیا ہے ـــــ پس ثواب کے کاموں (میں ثواب) کا دارومدار نیتوں پر ہی ہے اور نیت خالص کے بغیر کوئی بھی فعل عبادت نہیں ہو سکتا ـــــ اور مقدار، کیفیت اور مقام عبادت کے سلسلہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی بھی (اس سلسلہ میں) لازم ہے۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

پس ان حیلہ ساز لوگوں کو کسی عبادت کی صورت بدلنے اور اس کے لئے کوئی خاص ہیئت گھڑنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا.... جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کر ڈالتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ قرآن مجید کھانے پینے اور چند ایک ٹکوں کے لئے پڑھتے ہیں ـــــ اور مردوں کو ثواب بطور ہدیہ دینے کی صورتیں بناتے ہیں یہی معاملہ حیلہ اسقاط کا ہے جس کے جواز کی (فقہاء کرام کی بیان کردہ) صورت ــــ نیت صحیح نہ ہونے کی صورت میں فائدہ بخش ہی نہیں جیسے کہ (نیت غلط ہونے کی وجہ سے) ہفتہ کے دن شکار کرنے والے (بنی اسرائیلیوں) کو (اس حیلے) نے کوئی فائدہ نہیں دیا۔ انہوں نے مچھلیاں شکار کرنے کے لئے اس شکار کی صورت اور ہیئت بدل ڈالی تھی تو اللہ تعالیٰ نے بھی (سزا بقدر جرم کے اصول کی بنا پر) ان کو ذلیل بندروں کی شکل میں بدل دیا حالانکہ ان لوگوں نے نہ تو تورات کا انکار کیا تھا اور نہ ہی انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا تھا ـــــ اسی طرح ان لوگوں کا حال بھی ہے جو (بظاہر) پڑھتے تو مردوں کے لئے ہیں لیکن ان کی نیت اس کے ذریعے دولت بٹورنا ہے۔

حضرت ابن مبارک سے لوگوں کے بارہ میں پوچھا گیا (کہ .... لوگ کون ہیں؟) تو انہوں نے فرمایا کہ لوگوں سے مراد "علماء" ہیں۔ پھر پوچھا گیا "بادشاہ" کون ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ دنیا سے بے رغبت رہنے والے (یعنی زہاد) پھر پوچھا گیا کہ "سفلہ" اور گھٹیا لوگ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ لوگ جو اپنے دین کے ذریعے اپنی دنیا کھاتے (اور کماتے) ہوں۔ [۱]

امام سرخسی فرماتے ہیں کہ "حکم کا مدار صرف مقصود پر ہوتا ہے نہ کہ ظاہری الفاظ پر" [۲] اور مبسوط میں وہ فرماتے ہیں کہ "عرف میں مشہور حکم میں مشروط کی طرح ہے"، [۳] اور شرح السیر الکبیر میں فرماتے ہیں کہ "کوئی بھی مطلق بات، عرف کی دلالت کے ذریعے مقید ہو جاتی ہے"۔ [۴] آپ مبتدعین کو پائیں گے کہ انہوں نے عبادت کو دنیا بٹورنے کا ذریعہ بنا رکھا ہے اسی طرح علماء سوء نے علم کو کمائی کا ہنر (حرفہ) بنایا ہوا ہے۔ چنانچہ ان میں

۱: اسی طرح مدخل ص ۶۵ جلد اول اور صفوۃ الصفوۃ میں ہے۔

۲: شرح السیر الکبیر ص ۲۳ ج ۱، ۳ المبسوط ص ۵۴ جلد ۱۲ اسی طرح شرح السیر الکبیر ص ۲۳ ج ۱ اور شامی ص ۲۳۸ ج ۵، ۴ السیر الکبیر ص ۱۶ ج ۱۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

سے کچھ نے ختم پڑھنے (کے کاروبار) کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور کچھ عرس اور میلاد جیسی محفلوں میں وعظ کہتے ہیں اور اسے انہوں نے کھانے پینے اور عیش و عشرت کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔

اس سلسلہ میں علامہ ابن عبد البرؒ کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ "جس نے علم کے ذریعے، فانی دنیا میں سے کوئی چیز طلب کی اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کے پاس قیمتی اور عمدہ موتی ہوں اور وہ انہیں ایک مینگنی یا کسی اور ایسی گندی چیز کے بدلے بیچ ڈالے جس سے کوئی فائدہ حاصل نہ کیا جاسکتا ہو۔ تو یہ ہے حال اس شخص کا جو اپنے علم کے ذریعے دنیا کو ڈھونڈتا پھرتا ہے ـــــ اور اس سے زیادہ بُرا حال اس شخص کا ہے جو اس دنیا کو ـــــ اس سے بے رغبتی کے اظہار کے ذریعے ـــــ طلب کرتا ہو۔ اس لئے کہ یہ نہایت قبیح دھوکہ ہے۔" [۱]

اور ابن عبد البرؒ ہی نے حضرت ابن عباسؓ سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ:

علماءُ هٰذه الامة رجلان فرجلٌ اعطاه الله علماً فبذله للناس ولم یاخذ علیه صفراً ولم یشتر به ثمنا ـــــ اولٰئك یصلی علیهم طیر السماء وحیتان البحر ودواب الارض والکرام الکاتبین۔ ورجل آتاه الله علما فضرب به عن عباده واخذ به صفراً واشتریٰ به ثمناً فذلك یاتی یوم القیامة ملجما بلجام من النار۔ [۲]	اس امت کے علماء دو طرح کے لوگ ہوں گے۔ ایک قسم کے وہ علماء جن کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا ہو پھر انہوں نے اس کو لوگوں کو سکھایا ہو، اس کے بدلے "صفر" بھی نہ لیا ہو (یا سونا نہ لیا ہو) اور نہ ہی اس کے بدلے میں طے شدہ دام وصول کئے ہوں تو یہی وہ لوگ ہوں گے جن کے لئے آسمان کے پرندے، سمندر کی مچھلیاں، زمین کے چوپائے اور کرام کاتبین بھی دعا کرتے ہیں ـــــ دوسری قسم کے وہ علماء ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو پھر انہوں نے اسے لوگوں سے روک رکھا ہو، اس کے بدلے سونا لیا ہو اور اس کے عوض طے کئے

[۱]: جامع بیان العلم و فضلہ صفحہ ۱۵۵ جلد اوّل،
[۲]: جامع بیان العلم و فضلہ صفحہ ۳۸ جلد اوّل۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ہوئے دام لئے ہوں تو ایسا عالم قیامت کے دن آگ کی لگام پہنے ہو آئے گا۔

سیدنا شیخ عبدالقادر قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:

تعمل للخلق وتريد أن يقبله۔ [1]

"تُو کام لوگوں کے لئے کرتا ہے اور چاہتا یہ ہے کہ اسے خدا قبول کرے"؟

پھر فرمایا کہ:

"اے قوم! اس قرآن پر ایمان لاؤ، اس پر عمل کرو، اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرو۔ یعنی نہ دکھاوا کرو اور نہ ہی اپنے اعمال کے سلسلہ میں نفاق کا انداز اختیار کرو، لوگوں سے اپنے عمل پر نہ اپنی تعریف چاہو اور نہ ہی دنیاوی بدلے طلب کرو"۔ [2]

دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

"تم خود تو اپنے عبادت خانے میں بیٹھے ہو لیکن تمہارا دل لوگوں کے گھروں میں، ان کے آنے اور تحفے پیش کرنے کا منتظر، گھوم رہا ہے۔ (اس حال میں) تیرا (عبادت خانے کا) وقت ہی ضائع ہو گیا"۔ [3]

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"منافق شخص اپنے دین کے بدلے دنیا وصول کرتا ہے۔ اور اہلیت کے بغیر نیک لوگوں کا لبادہ اوڑھتا ہے، ان کی طرح بات کرتا ہے، ان کی طرح کپڑے پہنتا ہے۔ لیکن عمل ان کی طرح نہیں کرتا"۔ [4]

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

"تعجب ہے تجھ پر [5] یہ شریر کتا، شکار کی حفاظت سیکھتا ہے اور اپنی طبیعت اور شرارت کو ترک کر دیتا ہے ۔۔۔۔۔ یہ (شکاری) پرندہ بھی تعلیم کی وجہ سے اپنی طبیعت کے خلاف (کام) کرتا ہے۔ اور ان شکاروں کو اپنی اصل طبیعت کے برعکس کھانا چھوڑ دیتا ہے۔ جن کو تو اس کے حوالے کر دیتا ہے ۔۔۔۔۔ تو تیرا نفس اس

---

[1]: فتوح الغیب صہ ۲۵ [2]: صہ ۶۴۔ [3]: صہ ۴۴

[4]: صہ ۸ [5]: یہ ویحلک کا ترجمہ ہے۔ لغت کے حوالہ سے یہ کلمہ ترحم ہے اور تعجب کے معنی پر بھی آتا ہے اور اسی طرح ویل کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے ہم نے موقعہ کی مناسبت سے ترجمہ کا انتخاب کیا ہے۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور ارشاد فرمایا:

وما کان اللہ لیضل قوما بعد اذ هداهم حتی یبین لهم ما یتقون۔ [1]

"اور اللہ ایسا نہیں، کہ گمراہ کرے کسی قوم کو، جب ان کو راہ پر لا چکا، جب تک کھول نہ دے ان پر جس سے ان کو بچنا۔"

پس قرآن حکیم کا جو حصہ مشکل ہو تو اس کی وضاحت کی ذمہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، پر ڈالی گئی ہے جیسے کہ صاحب کشاف نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "تبیاناً لکل شیئ"، کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ:

"قرآن حکیم نے دین کے امور میں سے ہر چیز کو بیان کیا، اس طرح کہ بعض احکام کے سلسلہ میں اس نے صراحت کر دی اور بعض کو سنت رسول کے حوالہ کیا اور اس سلسلہ میں رسول کی پیروی کا حکم دیا، چنانچہ رسول اللہ نے ہمارے لئے پورا کا پورا دین بیان کر دیا۔ آپ نے رکعتوں کی حد بندی، رکوع، سجدہ اور اوقات واضح فرمائے، زکوٰۃ کے مصارف بیان کئے، حج اور روزہ میں ممنوع چیزیں، طواف کی گردشیں اور نماز کا طریقہ بھی بتایا کہ اس میں قیام، قعدہ (وغیرہ ہیں حتیٰ کہ) داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا بھی بتایا۔ پس کسی بھی معاملہ میں انہوں نے بندوں کے لئے (بیان کی) کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔"

اس سے معلوم ہوا کہ کسی مطلق کو کسی ایسے وصف، وقت یا ہیئت کے ساتھ خاص کرنا جسے باعث ثواب اور عبادت سمجھا جاتا ہو خود شارع کی طرف سے شرعی حکم ہی ہے۔

امام غزالیؒ "اربعین" میں فرماتے ہیں کہ:

"خبردار! اپنی عقل کی بناء پر شریعت میں تصرف کرنے سے، اور یوں کہنے سے بچنا کہ جو بھی چیز اچھی یا نفع بخش ہو گی وہ "بہتر" بھی ہو گی۔ یا یہ کہ جو کام زیادہ ہوتا ہو گا وہ نفع بخش بھی ہو گا ——— اس لئے کہ خدائی معاملات کے رازوں تک تیری عقل بے چاری کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ ان بھیدوں کو صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقلی طاقت ہی سمجھ سکتی

---

[1]: التوبہ آیت ۱۱۵

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

تعلیم کا زیادہ مستحق ہے تو اسے ___ سکھا اور سمجھا تاکہ وہ تیرے دین کو نہ کھا جائے، اسے پھاڑ نہ دے اور حق تعالیٰ عز و جل کی امانتوں میں خیانت نہ کر بیٹھے۔" لہ

اسی طرح ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

"عمل میں اخلاص فرض ہے اور عمل کے بدلے میں معاوضہ لینے کو ترک کرنا بھی فرض ہے۔" ٢ہ

ایک اور مقام پر ان کا ارشاد ہے:

"اے علم کے دعویدار! ___ اور دنیا کے بیٹوں سے اس کے طلب گار، کہ خود کو ان کے سامنے ذلیل کرتا پھرتا ہے!! تجھے تو علم کے باوجود اللہ تعالیٰ نے گمراہ کر دیا ہے، تیرے علم کی برکت رخصت ہو گئی گویا تیرے علم کا مغز ختم ہو گیا اور صرف اس کا چھلکا باقی رہ گیا۔ اور اے عبادت کے ایسے دعویدار کہ جس کا دل مخلوق کو پکارتا ہے مخلوق سے ڈرتا ہے اور مخلوق سے اُمید رکھتا ہے۔ تیری ظاہری عبادت تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے لیکن اس کا باطن مخلوق کے لئے ہے تیری ہر طلب اور تیرا ہر صبر صرف لوگوں کے ہاتھوں میں موجود دراہم و دینار اور دنیاوی فوائد کی وجہ سے ہے۔" ٣ہ

ایک مقام پر وہ یوں فرماتے ہیں کہ:

"اے لوگو! اُس شخص کو جانے دو، جو ایسا عمل کرے جس کے ذریعے وہ لوگوں کی رضا اور ان کی طرف سے قبولیت چاہتا ہو ___ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بھگوڑا غلام، اللہ تعالیٰ کا دشمن، اللہ تعالیٰ اور اس کی نعمتوں کا ناشکرا، ہلاک کیا گیا اور ملعون ہے۔" ٤ہ

حضرت مجدد الف ثانی امام شیخ احمد سرہندیؒ اپنے مکتوب ۳۳ میں کہتے ہیں کہ:

"علماء سوء، جو دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں اور علم کو جنہوں نے دنیا کو حاصل کرنے کا ذریعہ بنا رکھا ہے"...... آگے چل کر کہتے ہیں کہ....

"پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت یافتہ چیز کو ذلیل بنانا اور اس کے ذلیل قرار دی ہوئی چیز کو معزز سمجھنا حد درجہ قبیح ہے۔ ایسا کرنا دراصل حق سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ معارضہ کرنا ہے۔ تدریس اور فتویٰ دینا اس

لہ : صـ۹۱ — ٢ہ : صـ۹۲

٣ہ : صـ۱۰۱ — ٤ہ : صـ۱۲۱

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

وقف نفع بخش ہوگا جب وہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو"۔ ——— پھر فرماتے ہیں کہ: "اس مصیبت میں مبتلا، اور اس ذلیل دنیا کی محبت میں گرفتار علماء دنیا ہیں۔ یہ علماء سوء ہیں۔ بدترین لوگ اور دین کے ڈاکو" پھر فرماتے ہیں کہ: "ملت و دین کی اشاعت میں جو بھی کمزوری ظاہر ہوئی ہے اور سب کی سب انہی علماء سوء کی نحوست اور انہی کی نیت کے فساد کی وجہ سے ہے"۔

مذکورہ اصل پر تفریع

ان بدعتیوں نے قرآن حکیم کو کمائی کا ذریعہ اور ہنر بنا دیا ہے اب قاریٔ قرآن کا یہ حال ہو گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کچھ بھی نہیں پڑھتا۔ حالانکہ فقہاء فرماتے ہیں کہ قرأت پر اجرت لینے اور دینے والا، دونوں گنہگار ہیں۔ اگر اجرت نہ ہوتی تو کوئی بھی کسی کے لئے ایک حرف تک نہ پڑھتا۔

اسی طرح لوگ "امامت" پر بھی (اجرت) لیتے ہیں۔ صاحب مدخل[1] کہتے ہیں کہ:

"مناسب ہے کہ امامت کے لئے صرف ایسے شخص کو آگے کیا جائے کہ جو اجر کی نیت سے امامت کراتا ہو ——— ایسے شخص کو آگے نہ کیا جائے جو اس کا معاوضہ لیتا ہو۔ پھر اگر اجرت لینے والے کے سوا کوئی اور نہ ملتا ہو تو بعض کے قول میں اس کے پیچھے نماز جائز ہو جائے گی جب کہ بعض اسے مکروہ کہتے ہیں اور فرض نماز میں یہ کراہت مزید سخت ہو گی۔ امام شافعیؒ نے اسے جائز قرار دیا ہے اور امام اوزاعیؒ کہتے ہیں کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا باطل ہے۔ جب کہ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردوں نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔

دیکھئے!! میں ایک ایسے دور میں ہوں کہ شریعت بدل دی گئی ہے اور لوگوں نے عبادت کو ذریعہ معاش بنا دیا ہے۔ ناکارہ نیت (کو درست ظاہر کرنے) کے لئے وہ صحیح

---

[1] : المدخل صفحہ ۳۰ ج ۲۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

الفاظ استعمال کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے "ہدیہ" کے نام پر "رشوت" حلال سمجھ لی۔ ڈرادے کے نام پر قتل، نکاح کے نام پر زنا اور منافع کے نام پر سُود حلال سمجھ لیا گیا۔ گویّے کو حُدی خوان، سازندے کو "قوال" اور دین میں ڈھیلے کو "مصلح" کا نام دے دیا گیا ــــــــ دھوکے کو "سیاست" کے نام سے، دین چھپانے کو "مصلحت" کے نام سے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ حصہ دار ٹھہرانے کو اولیاء کرام کی تعظیم کے نام سے، قبروں اور بزرگوں کی عبادت کو، ان کی تعظیم کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے صفات کے انکار کو "تنزیہ" کے عنوان سے، اللہ کے صفات ثابت کرنے کو "تجسیم" کے عنوان سے اور بدعت کو "سنت" کے عنوان سے بدل دیا گیا چنانچہ اللہ کے پورے دین اور احکام کو بدل کر رکھ دیا اور اصل الفاظ کو ان کی جگہوں سے ہٹا دیا ــــــ اور یہ ظالم لوگ عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس بُرے انجام کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

بیسواں اُصول

جھگڑے کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما ○" له

"سو قسم ہے تیرے رب کی ان کو ایمان نہ ہوگا، جب تک تجھی کو منصف نہ جانیں، جو جھگڑا اُٹھے آپس میں، پھر نہ پاویں اپنے جی میں خفگی تیری چکوتی سے، اور

له : النساء آیت ۶۵۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

قبول رکھیں مان کر۔"

اس آیت کریمہ میں " فیما شجر بینھم " کا مطلب ہے کہ " ان اختلافات کے سلسلہ میں جو ان کے درمیان پیدا ہو جائیں "۔ ——— اور آیت کریمہ کا حکم قیامت تک باقی رہے گا۔ ۱؎

دوسرے مقام پہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

یاایھا الذین آمنوا أطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واُولی الأمر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ و الرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر۔ (الآیۃ) ۲؎

" اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا، اور حکم مانو رسول ؐ کا، اور جو اختیار والے ہیں تم میں، پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں، تو اس کی رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول ؐ کے۔ اگر یقین ——— رکھتے ہو اللہ پہ اور پچھلے دن پر۔"

اس آیت کریمہ میں " أطیعوا الرسول " سے مراد، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں (اور احادیث) کی اطاعت کرنا ہے۔ تو گویا اللہ تعالیٰ نے متنازعہ معاملات کو اپنی کتاب اور اپنے نبی ؐ کی سنت کی طرف لوٹانے کا حکم دیا ہے، نہ کہ لوگوں کی آراء و خیالات کی طرف، امام شافعی رح اپنے " الرسالہ " میں (اس اہم نکتہ کی وضاحت کرتے ہوئے) فرماتے ہیں کہ " اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹانے سے مراد اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) کی طرف لوٹانا ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پا جانے کے بعد، رسول کی طرف لوٹانے سے مراد، اُن کی سنّت کی طرف لوٹانا ہے۔" ۳؎ اسی طرح میمون بن مہران کا بھی ارشاد ہے جیسے کہ ہم نے اس کتاب کے آغاز میں ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"فلیحذر الذین یخالفون عن أمرہ ان تصیبھم فتنۃ"

" سو ڈرتے رہیں جو لوگ خلاف کرتے ہیں اس کے حکم کا، کہ پڑے ان پر

۱؎: روح المعانی ص۷۲ جلد پنجم ۲؎: النساء آیت ۵۹

۳؎ الرسالہ بحوالہ الباعث الحثیث ص

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

او یصیبہم عذاب ألیم» [۱] کچھ خرابی، یا پہنچے ان کو دکھ کی مار۔"

اس آیت کریمہ میں اتنی سخت وعید ہر اس شخص کے بارے میں وارد ہوئی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت کرتا ہو۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

«وما اختلفتم فی شیء فحکمہ الی اللہ» [۲] "اور جس بات میں پھوٹے ہو تم لوگ، کوئی چیز ہو، اس کی چکوتی ہے اللہ پر حوالہ۔"

امام حاکمؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«ترکت فیکم أمرین لن تضلوا بعدھما، کتاب اللہ وسنتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔» "میں نے تمہارے درمیان ایسی دو چیزیں چھوڑی ہیں کہ جن کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت، اور یہ دونوں "حوض کوثر" پر پہنچنے تک کبھی بھی الگ نہیں ہوں گی۔"

اسی طرح ابوبکر الشافعیؒ نے "الغیلانیات" میں نقل کیا ہے۔ [۳]

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"یأتی علی الناس زمان لا تطاق المعیشۃ فیھم الا بالمعصیۃ حتی یکذب الرجل ویحلف۔ فاذا کان ذٰلک الزمان فعلیکم بالھرب؟" قیل یارسول اللہ وأین الھرب؟ قال: "إلی کتاب" لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں صرف گناہ کے ذریعے ہی گذران ممکن ہوگا حتیٰ کہ ایک آدمی معیشت کی خاطر جھوٹ بولے گا اور قسم بھی اٹھائے گا۔ جب یہ زمانہ آجائے تو تم لوگ لازمی طور پر بھاگ جاؤ۔" عرض کیا گیا اے اللہ کے رسولؐ! کدھر کو بھاگیں؟ فرمایا:

---

[۱]: النور آیت ۶۳، [۲]: الشوریٰ آیت ۱۰، [۳]: کنز العمال ص ۱۵۴ جلد اول۔

ع: ھکذا فی الاصل لعل الصحیح "فیہ"، ای فی ذٰلک الزمان ۱۲ (مترجم عفرلہٗ)

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اللہ وسنۃ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم "۔ [1]	اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف "۔

ہشام بن عروہ رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ ان لوگوں سے ان کی از خود ایجاد کردہ بدعتوں کے بارہ میں نہ پوچھو، اس لئے کہ اس کے لئے انہوں نے جواب بھی تیار کر رکھا ہے البتہ ان سے سنت کے بارہ میں پوچھو کہ یہ لوگ اسے جانتے ہی نہیں "۔

سنت سے روگردانی منافقوں کی خصلتوں میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وإذا قيل لهم تعالوا إلى ما أنزل الله وإلى الرسول رأيت المنافقين يصدون عنك صدوداً "۔ [2]	"اور ان کو کہیئے آؤ اللہ کے حکم کی طرف، جو اس نے اُتارا، اور رسولؐ کی طرف، تو تُو دیکھے منافقوں کو، بندہو رہتے ہیں تیری طرف سے اٹک کر "۔

ایک اور مقام پہ ارشاد ہے کہ:

"يا أيها الذين آمنوا أطيعوا الله وأطيعوا الرسول ولا تبطلوا أعمالكم "۔ [3]	"اے ایمان والو! حکم پر چلو اللہ کے، اور حکم پر چلو رسولؐ کے، اور ضائع مت کرو اپنے کئے "۔

پس جو کوئی اللہ کی کتاب اور سنت رسولؐ کی مخالفت کرے گا تو اس کا عمل اکارت اور رائیگاں جائیگا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"فهل عسيتم إن توليتم أن تفسدوا في الأرض وتقطعوا أرحامكم "۔ [4]	"پھر تم سے یہ بھی توقع ہے، اگر تم کو حکومت ہو، کہ خرابی ڈالو ملک میں، اور توڑو اپنے ناتے "۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق خاطر رکھنا زیادہ مستحق اور قریب ہے علاوہ

---

[1] : کنز العمال ص۱۷۱ جلد اول۔

[2] : النساء آیت ۶۱۔

[3] : محمد آیت ۳۳ [4] : محمد آیت ۲۲

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ابو محمد عبدالرحمٰن بن اسماعیل ؎ جنہوں نے "ابو شامہ" کی کنیت کے ساتھ شہرت پائی، کہتے ہیں کہ: "عالم کو جو واقعات و حوادث پیش آتے ہیں اور جو شرعی مسائل اس سے پوچھے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اس پر لازم ہے کہ اس حقیقت کی طرف رجوع کرے جس پر اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب دلالت کرتی ہو۔ (یا اس حدیث کی طرف) جو اللہ تعالیٰ کے نبی ؐ سے صحیح ثابت ہو اور جس پر صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) اور ان کے بعد صدر اول کے لوگوں کا عمل رہا ہو۔ پس جو کچھ ان (ماخذ) کے موافق ہو اسی کی اجازت اور حکم دے اور جو ان (ماخذ) کے مخالف ہو اس سے لوگوں کو روکے اور دور رکھے ــــ اس صورت میں وہ ان (ماخذ) پر ایمان لانے والا اور ان کی پیروی کرنے والا ہی ہوگا۔ ــــ اور کبھی بھی از خود کسی چیز کو بہتر سمجھ کر اختیار نہ کرے اس لئے کہ اپنی طرف سے کسی چیز کو مستحسن سمجھ کر، اختیار کرنے والا گویا نئی شریعت گھڑنے والا ہوتا ہے"۔ ؎۱

امام ابن رجب حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں امت کی ضرورت کی ہر حلال و حرام چیز واضح کر دی جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ونزلنا علیك الكتاب تبیاناً لكل شیئ"، ؎۲

امام مجاہدؒ "کل شیئ" کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "ہر وہ چیز جس کا ان کو حکم دیا گیا اور ہر وہ چیز جس سے ان کو روکا گیا ہے"۔ اور سورۃ نساء کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ:

"یبین الله لكم ان تضلوا والله بكل شیئ علیم"، ؎۳

واضح رہے کہ سورۃ نساء وہ سورۃ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اموال اور پونجیوں ؎ کے بہت سارے احکام بیان فرمائے ہیں"۔

؎ : المولود فی ۵۹۶ھ والمتوفی سنۃ ۶۶۵ھ۔

؎۱ : الباعث الحثیث ص۸۔

؎۲ : النحل آیت ۸۹ (ترجمہ) "اور اتاری ہم نے تجھ پر کتاب بیورا (کھول سنانے والی) ہر چیز کا"۔

؎۳ : النساء آیت ۱۷۶ (ترجمہ) "بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے کہ نہ بہکو، اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے"

؎ : یہ "البضائع" کا ترجمہ ہے جو "البضاعۃ" کی جمع ہے۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

ابن رجبؒ مزید فرماتے ہیں کہ : "پس قرآن کا ہر وہ حکم جو واضح نہ ہو (مشکل ہو) تو اس کو واضح کرنے کی ذمہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، پر ڈالی گئی ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :

"وأنزلنا إليك الذكر لتبين للناس ما نزل إليهم" [۱]

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک وفات نہیں فرمایا جب تک کہ ان کے لئے اور ان کی امت کے لئے دین پورا نہیں فرمادیا۔ اور اسی وجہ سے آپ کی وفات کے تھوڑا سا عرصہ پہلے اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر یہ آیت نازل فرمائی کہ :

"اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي و رضيت لكم الإسلام دينا" [۲]

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " میں تم کو بالکل روشن اور صاف ستھرے راستہ پر چھوڑے جا رہا ہوں کہ اس کی رات بھی اس کے دن کی طرح روشن ہے اور اس سے صرف ہلاک ہونے والا ہی کجروی اختیار کرے گا" اور حضرت ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور آسمان (کی بلندی) میں اپنے دونوں پر ہلانے والا کوئی پرندہ نہیں کہ جس کے (حکم کے) بارے میں ہمیں آپ نے بتا نہ دیا ہو" ---- اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت میں لوگوں نے شک کیا تو اس موقعہ پر آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ " واللہ ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اس حال میں فوت ہوئے ہیں کہ آپؐ نے دین کا راستہ ---- ایک واضح شاہراہ بنا کر چھوڑ دیا ہے، ہر حلال وحرام کو کھول کر واضح کر دیا ہے۔ آپؐ نے نکاح بھی کیا، طلاق بھی دی۔ جنگ بھی لڑی اور صلح بھی کی" [۳]

سیدنا شیخ عبد القادرؒ اپنی کتاب فتوح الغیب میں فرماتے ہیں کہ : " نبی کریم

---

[۱] : النحل آیت ۴۴ (ترجمہ) " اور تجھ کو اتاری ہم نے یہ یادداشت، کہ تو کھول لوگوں کے پاس، جو اترا ان کی طرف " [۲] : المائدہ آیت ۳ (ترجمہ) " آج میں پورا دے چکا تم کو دین تمہارا، اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے دین مسلمانی "

[۳] : جامع العلوم والحکم ص ۵۹۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

(صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی شخص کوئی ایسا کام کرے گا جس پہ ہمارے دین کی دلیل نہ ہو تو وہ کام مردود ہوگا۔" اور یہ حکم رزق، اعمال اور اقوال سب کو شامل ہے۔ ہمارا اب کوئی اور نبی تو نہیں کہ جس کی ہم پیروی کریں۔ اور نہ ہی (قرآن مجید کے سوا) کوئی اور کتاب ہے جس پر ہم عمل کریں —— پس (اے مخاطب) تو قرآن و سنت سے باہر نہ نکل ورنہ شیطان اور تیری خواہش نفس دونوں تجھے گمراہ کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله"۔[1]

کتاب و سنت کی وجہ سے سلامتی نصیب ہوتی ہے اور ان دونوں کے بغیر ہلاکت —— اور انہی دونوں کی وجہ سے بندہ ولایت کے درجہ تک ترقی کرتا ہے۔"

اپنی دوسری کتاب "الفتح الربانی" میں فرماتے ہیں کہ "ہر وہ شخص جو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی نہ کرے اور آپ کی شریعت کو ایک ہاتھ میں، اور آپؐ پر نازل کردہ کتاب (قرآن مجید) دوسرے ہاتھ میں پکڑ لے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والے راستہ میں عمل نہ کرے —— تو وہ شخص ہلاک ہوگا، گمراہ ہوگا اور دوسروں کو گمراہ کرے گا۔ (اس لئے کہ) قرآن و سنت دونوں حق تعالیٰ کی طرف پہنچانے والے رہنما ہیں۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والی تیری دلیل ہے اور "سنت" رسول اللہ کی طرف لے جانے والی تیری دلیل ہے۔ اور (اللہ اور اس کے رسولؐ کی) محبت ایک ایسا دعویٰ ہے جو صرف دو راست باز اور پاکباز گواہوں کے ذریعے ہی ثابت ہو سکتا ہے"۔[2]

پس نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کے دو گواہ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ (دونوں) کی پیروی کرنا ہے جیسے کہ خود حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

"قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله"۔[3]

"تو کہہ! اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی، تو میری راہ چلو، کہ اللہ تم کو چاہے"۔

---

[1]: ص آیت ۲۶ ترجمہ "اور نہ چل جی کی چاہ پر، پھر تجھ کو بچلاوے اللہ کی راہ سے مقررہ"

[2]: الفتح الربانی ص ۱۹

[3]: آل عمران آیت ۳۱

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

تو یہ (اتباع) محبت کی دلیل ہے۔ گویا سب لوگ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کے مدعی تھے۔ پھر جب ان سے اس دعویٰ کی دلیل طلب کی گئی تو سب کے سب پیچھے ہٹ گئے البتہ (صحیح معنوں میں) چاہنے والے کی (محبت) اپنے محبوب کے اقوال اور افعال میں اتباع کے ذریعے ثابت ہوتی ہے۔ پھر جب ان چاہنے والوں سے اللہ کے اس ارشاد:

"یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم" [1]

کے ذریعے قربانی کا مطالبہ کیا گیا تو اب سب "محبتین" (یعنی محبت کے دعویدار) پیچھے ہٹ گئے (کہ یہ ہمارے بس کا روگ نہیں) البتہ مجاہد اٹھ کھڑے ہوئے۔ چنانچہ ان مجاہدین سے کہا گیا کہ محبت کرنے والوں کی جانیں اور ان کے مال ——— ان کے اپنے نہیں ہوتے۔ آؤ اور اپنے محبوب کی بیعت کے لئے آگے بڑھو (تاکہ اس آیت کا مصداق بن جاؤ)۔

"ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ" [2]

چنانچہ ان لوگوں کی حقیقی محبت میدانِ کارزار میں موجودگی اور غائب رہنے کی صورت میں ——— اپنے محبوب کی موافقت میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور وہ دشمنانِ دین پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔" [3]

اور حضرت جنید بغدادیؒ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ "ہمارا یہ علم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے ساتھ مقید ہے۔ پس جو کوئی قرآن یاد نہ کرے۔ حدیث نہ لکھے (یعنی نقل نہ کرے) اور ان کی سمجھ حاصل نہ کرے تو اس کی اقتداء اور پیروی نہیں کی جائے گی۔" [4]

ان کے علاوہ ایک اور عارف باللہ کا ارشاد ہے کہ: "ہمارا یہ علم، رسول اللہ

---

[1]: المائدہ آیت ۵۴ (ترجمہ) "لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں، اور ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے۔"

[2]: التوبہ آیت ۱۱۱ (ترجمہ) "اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور مال، اس قیمت پر کہ ان کو بہشت ہے۔"

[3]: مدارج السالکین ص۱۰ جلد سوم۔

[4]: مدارج السالکین ص۱۴۳ جلد سوم۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

(صلی اللہ علیہ وسلم) کی حدیث کے ساتھ ایسا بندھا ہوا ہے۔ جیسے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم باندھ دی جاتی ہیں"۔

ابو سلیمان الدارانی کہتے ہیں کہ "(بعض اوقات) میرے دل میں حضرات صوفیاء کرام کے نکتوں میں سے ایک نکتہ گھومتا ہے۔ لیکن میں اسے صرف راستباز گواہوں کے ذریعے ہی قبول کرتا ہوں اور وہ کتاب، سنت ہیں"۔ ـــــ نصرآبادی فرماتے ہیں کہ: "اس مذہب کی اصل بنیاد کتاب وسنت سے چمٹے رہنا، خواہشات اور بدعتوں کو ترک کرنا۔ سلفِ صالحین کی اقتداء و پیروی کرنا، بعد کے لوگوں کی گھڑی ہوئی (خرافات) کو ترک کرنا ـــــ اور اگلوں کے اختیار کردہ راستہ پر قائم رہنا ہے"۔

بزرگوں کے ان اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم ہر "حادثہ" کے بارہ میں پوچھیں کہ آیا یہ دین ہے یا نہیں؟ اگر وہ دین میں سے نہ ہو تو پھر کوئی جھگڑا ہی نہیں۔ اور اگر اس کا تعلق دین سے ہو ـــــ تو ہم پوچھیں کہ آیا اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم اپنے نبی کو دیا ہے یا نہیں؟ پس اگر اللہ نے کوئی حکم نہ دیا ہو بلکہ وہ تیرے نفس کی اختراع ہو تو تُو نے ایسی چیز کو شریعت بنا دیا۔ جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"أم لهم شركاء شرعوا لهم من الدين ما لم يأذن به الله" [1]

"کیا ان کے اور شریک ہیں جو راہ ڈالی ہے انہوں نے ان کے واسطے دین کی؟ جس کا حکم نہیں دیا اللہ نے"۔

ـــــ اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس "حادثہ" کے سلسلہ میں اپنے نبیؐ کو امر فرمایا ہو تو پھر دیکھا جائے گا کہ آیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس سلسلہ میں ہمیں کوئی طریقہ بتایا ہے تو یہی سنت ہے یا آپؐ نے سرے سے اس حکم کو (العیاذ باللہ) چھپا دیا اور اس پر عمل ہی نہیں کیا اور نہ ہمیں اس کے بارے میں واضح طور سے کچھ بتایا، حالانکہ اس "حادثہ" کے پیش آنے کا وقت اس کے شرعی حکم کے بیان کرنے کا وقت تھا ـــــ اگر تمہارا یہ دوسرا خیال ہے تو بلاشبہ تم نے رسول اکرم

[1]: الشوریٰ آیت ۲۱۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب لگایا اور دین چھپانے کی طرف ان کی نسبت کی۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"وما هو على الغيب بضنين" [۱]

"اور غیب کی بات پر نہیں بخیل"

دوسری جگہ فرمایا کہ:

"يايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالته" [۲]

"اے رسول! پہنچا، جو تجھ کو اترا تیرے رب سے، اور اگر یہ نہ کیا، تو تو نے کچھ نہ پہنچایا اس کا پیغام"

حافظ ابن قیمؒ اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

"وقدمنا الى ما عملوا من عمل فجعلنه هباء منثورا" [۳]

کے ذیل میں فرمایا ہے کہ ان اعمال سے مراد وہ اعمال ہیں جو سنت کے خلاف کیے گئے ہوں یا ان اعمال سے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی رضا اور خوشنودی مطلوب ہو۔" [۴]

پس جس کو اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ کی محبت نصیب فرمائیں گے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا امام، استاد، معلم، شیخ اور قائد مانے گا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے انؐ کو رسول، رہنما، خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنایا ہے۔ چنانچہ وہ شخص آنحضرتؐ کی سنت، سیرت اور فیصلے کو اپنے دل کی روحانیت کے لئے حکم دینے والی، روکنے (اور منع کرنے) والی، اور واجب الاطاعت بنائے گا ــــــــ اور وہ بیداری، نیند، حرکت، سکون، اپنے دوستوں اور اہل وعیال کے ساتھ رہنے سہنے، (دشمنوں کے ساتھ) دشمنی کرنے، (محبوبوں کے ساتھ) محبت کرنے، غم اور خوشیوں ــــــ الغرض ہر حال اور موقع پر آنحضرتؐ کا تابعدار ہوگا۔ گویا کہ وہ شخص

---

[۱] : التکویر آیت ۲۴ — [۲] : المائدہ آیت ۶۷

[۳] : الفرقان آیت ۲۳ (ترجمہ) "اور ہم پہنچے ان کے کاموں پر، جو کئے تھے، پھر کر ڈالا اس کو خاک اڑتی"

[۴] : مدارج السالکین صفحہ ۹ جلد دوم

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ساتھیوں میں سے کسی ایک کی طرح آنحضرت کے ساتھ ہو ــــ جن کا ٹھکانا بھی خوب ہے اور آرام گاہ بھی خوب۔

خاتمہ

(من گھڑت) رسومات کو ترک کرنا بھی دین کا حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ولیس البر بأن تأتوا البیوت من ظھورھا ولکن البر من اتقی، وأتوا البیوت من ابوابھا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔" [۱]

"اور نیکی یہ نہیں کہ گھروں میں آؤ چھت پر سے، لیکن نیکی وہی جو کوئی بچتا رہے۔ اور گھروں میں آؤ دروازوں سے، اور اللہ سے ڈرتے رہو، شاید تم مراد کو پہنچو۔"

یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب ایک شخص انصار کی اس رسم کو توڑ کر دروازہ سے گھر میں داخل ہوا، کہ وہ جب حج سے واپس آتے تو گھروں کے دروازوں سے داخل نہیں ہوتے تھے۔

چنانچہ ایک شخص حج سے واپس آیا اور دروازہ سے گھر میں داخل ہوا گویا اس نے دروازے کو عبور کیا۔" [۲] اسی طرح ظہار اور منہ بولے بیٹے کی بیوی سے (اس کی موت یا طلاق کے بعد) شادی کرنے کا مسئلہ ہے۔ یہ سب کی سب عرب کی ایسی رسمیں تھیں کہ وہ ان پر التزام کرتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر رد فرمایا اور انہیں اس سے منع فرمایا۔

رسم کسی جائز امر کے ایسے التزام کو کہتے ہیں کہ اس کے نہ کرنے والے کو طعن ومذمت کا ہدف بنایا جائے اور اس کے کرنے والے کو اچھا سمجھا جائے۔ (ہمارے دیار میں

---

[۱]: البقرہ آیت ۱۸۹

[۲]: اسباب النزول للواحدی ص ۳۶

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

نکاح، ختنہ، اور غمی کے مواقع پر جن امور کا التزام کیا جاتا ہے وہ ایسی رسمیں ہیں کہ لوگ اپنی غریبی اور مالی تنگی و مشکلات کے باوجود چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں ——— کچھ طبقے ان رسموں میں اس شدومد کے ساتھ مبتلا ہو گئے ہیں کہ ان رسموں کی بنا پر وہ مالی تنگی کے شکار ہوئے۔ حتیٰ کہ بسا اوقات وہ اس کی خاطر صلۂ رحمی کو بھی قطع کر دیتے ہیں، اور دوسرے گناہوں کے بھی مرتکب ہو جاتے ہیں۔ یہ دراصل عورتوں کا دین ہے۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ وہ اس سلسلہ میں خوب بھاگ دوڑ کرتی ہیں۔ اور ہر روز اس پر مزید اضافہ کرتی رہتی ہیں وہ اس سلسلہ میں اسراف کی حد تک خوب خرچ کرتی ہیں۔ اور دوسرے ناجائز اور غلط کاموں کی مرتکب ہوتی ہیں ——— ان ہی رسموں کے سلسلہ میں لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام ٹھہرایا ہوا ہے اور حرام کردہ چیزوں کو حلال۔

رسم، مصالح مرسلہ اور بدعت میں باہمی فرق کافی مشتبہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تینوں چیزیں ایک ہی وادی سے برآمد ہوتی ہیں۔ بس سمجھ لینا چاہیئے کہ رسم اپنی اصل کے اعتبار سے، بدعتِ اضافیہ کی طرح، مباح اور جائز چیز ہوتی ہے۔ لیکن "التزام" کی صفت کی وجہ سے اس میں برائی پیدا ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اس کو چھوڑنے والا لوگوں کی نظر میں لائق مذمت اور مستحق طعن بن جاتا ہے۔ جب کہ "مصالح مرسلہ" نظر آنے والی اس مناسبت ——— اور مقصود کے حاصل کرنے کے ذریعے کو کہتے ہیں گویا مصالح مرسلہ اس اہم ذریعہ کو کہتے ہیں جس کے بغیر کوئی واجب پورا نہ ہو سکتا ہو لیکن (شرط یہ ہے کہ) لوگ خود اس ذریعے کو دین نہ سمجھ بیٹھیں ——— تاکہ وہ بدعتوں اور رسموں کی صورت اختیار نہ کرے۔ پس یہ "مصالح مرسلہ" اپنی بنیاد کے اعتبار سے جائز اور مستحسن ہیں کہ یہ مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہیں ———

اسی طرح "اضافی بدعتیں" بھی اپنی اصلیت کے اعتبار سے جائز امور ہوتی ہیں اس لئے کہ یہ امور شارع سے ہی منقول ہوتے ہیں۔ البتہ کسی وصف کی زیادتی یا کسی خاص صورت کے از خود اختیار کرنے یا کسی خاص جگہ اور وقت کی تخصیص کی وجہ سے وہ امور، مذموم بن جاتے ہیں۔ اس لئے کہ (ایسا کرنے سے) بدعتی ایک نئے دین کی ایجاد کرتا ہے یا خود کو (شریعت بنانے کے سلسلہ میں) شارع کے مشابہ سمجھتا ہے اور ایسی

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

چیز کو دین سمجھنے لگتا ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے نہ دیا ہو۔ مثال کے طور پر نماز، صدقات،
قرأۃ قرآن وغیرہ ایسے امور ہیں جو شارع سے ہی منقول (شرعی احکام) ہیں۔ البتہ یہی
چیزیں بدعتی کی طرف سے کسی وصف کے بڑھا دینے سے "بدعت" بن جاتی ہیں۔
جیسے صلوٰۃ الرغائب، نماز قضا عمری، جمعرات کو صدقہ دینا، چالیسویں کو خیرات
کرنا اور جمعرات کو بطور خاص سورۂ ملک کی تلاوت کرنا۔

اور "حقیقی بدعتیں" وہ تمام افعال اور اقوال ہیں جن کی شریعت میں کوئی اصل
نہ ہو۔ جیسے کہ "شرکیہ وسیلہ" ہوا ——— اسی طرح یہ حقیقت بھی سمجھ لینی چاہیئے
کہ جس طرح ہمیں بدعت حقیقیہ اور بدعت اضافیہ سے منع کیا گیا ہے اسی طرح
(من گھڑت) رسموں سے بھی منع کیا گیا ہے۔ امام شاہ ولی اللہ الدھلوی رح فرماتے ہیں کہ:
"ان لوگوں کی کچھ عادتیں ہیں جن میں وہ افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں، چنانچہ ان دونوں
(افراط و تفریط) کے معاملے میں جناب الٰہ العالمین جل جلالہ کے حق میں زیادتی اور روگردانی
واقع ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ ایک شخص لباس کے سلسلہ میں خوب تکلف سے کام لے لے
اور دوسرا بالکل ننگا ہو جائے۔ یا ایک شخص خوب گوشت کھلائے اور دوسرا اسے بالکل چھوڑ
دے۔ چنانچہ مصلحت کا تقاضہ ہوا کہ کسی ایک ایسے طریقہ اور طرز کا تعین کر لیا جائے کہ لوگ
اس سے تجاوز نہ کریں ——— اسی طرح جائز اور ناجائز کے درمیان دائر رہنے والے
کچھ دوسرے امور بھی ہیں کہ ان سے ایک شخص کو اس کے دین اور مال کے سلسلہ میں
ضرر پہنچتا ہے اور دوسرے شخص کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا تو یہاں بھی حکمت کا تقاضا ہوا کہ لوگوں
کے لئے ایسی عبادتیں مقرر کر دی جائیں کہ وہ ایک اعتبار سے بعینہ سزاؤں کا کام بھی
دیں"۔ [1] ——— ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ: "لوگوں کے بعض
ایسے برے اخلاق ہوتے ہیں جو فساد کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان کا دفع کرنا اور ان
کے مقابلہ میں اچھی خصلتوں کا حاصل کرنا لازم ہوا"۔

امام احمد رح نے حضرت عمر رض کی روایت نقل کی، جس کو ابن حبان رح اور ابن خزیمہ رح نے
صحیح قرار دیا کہ:

"ان الله يحب أن تؤتى رخصة كما يكره أن تؤتى معصية"۔

---

[1]: تفہیمات الٰہیہ ص۲۷ جلد دوم۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

(یعنی اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے دی ہوئی رخصت پر عمل کرنے کو اتنا پسند کرتے ہیں جتنا کہ کسی گناہ کے ارتکاب کو ناپسند کرتے ہیں۔) ایک اور روایت میں (آخری فقرہ کی جگہ) یوں ہے کہ:

"کما یحب أن تؤتی عزائمہ۔"

(یعنی رخصتوں پر عمل کو اتنا ہی پسند فرماتے ہیں جتنا کہ حتمی اور لازمی احکام پر عمل کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔)

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ہم حضرت عمرؓ کے پاس (بیٹھے ہوئے) تھے کہ میں نے ان کو یوں کہتے سنا کہ ہمیں تکلف سے منع فرمایا گیا ہے۔" ؎۱

پس کسی مباح اور جائز عمل میں، اسے اپنے اوپر اس طور سے لازم کرنے کی نیت سے داخل ہونا کہ اگر آدمی اس پر ہمیشگی کرے تو اس سے اکتاہٹ اور ملال ہونے لگے ـــــ کم از کم درج ذیل مفاسد ہونے کی وجہ سے مناسب ہے کہ وہ عمل مکروہ قرار پائے۔ ایک خرابی تو ہے کہ اس سے آسانی، تنگی اور حرج میں بدل دی جاتی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔" ؎۲ "اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی، اور انہیں چاہتا تم پر مشکل۔"

دوسری خرابی یہ ہے کہ رسم و رواج کا نتیجہ خود کو عاجز کر دینا، قاصر بنانا اور تنگی میں مبتلا کرنا ہے۔

تیسری خرابی یہ ہے کہ بسا اوقات اس کے باعث فعل مسنون کو یا تو ترک کر دیا جاتا ہے یا مؤخر کر دیا جاتا ہے۔ جیسے کہ ختنہ اور نکاح کا معاملہ ہے کہ ان میں خود پسند جو التزامات لوگوں نے بنا رکھے ہیں جب ان کی گنجائش نہیں پاتے تو ان مسنون افعال کو یا تو مؤخر کر دیتے ہیں تاکہ گنجائش ہو جائے ورنہ بالکل ترک کر دیتے ہیں۔

چوتھی خرابی یہ ہے کہ ایسا کرنا دین میں غلو کرنے کے زمرے میں آتا ہے۔ حتی کہ لوگ اپنے اوپر از خود لازم کردہ امور کو بالکل دین کی طرح سمجھنے لگتے ہیں۔ چنانچہ غیر شرعی امور

؎۱: الاغاثہ ص۱۵۹ جلد اول ؎۲: البقرہ آیت ۱۸۵

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

کو شرعی احکام کے ساتھ پیوست اور ملحق کر دیا جاتا ہے۔

پانچویں خرابی یہ ہے کہ ایسے امور اکثر باہمی جھگڑوں اور بغض تک لے جاتے ہیں اور جہاں تک اسراف کا تعلق ہے تو اس کا نہ پوچھیے کہ: "ان اللہ لا یحب المسرفین" (یعنی اللہ تعالیٰ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا

چھٹی خرابی یہ ہے کہ رسم —— فسق، فجور، تکبر اور ریا کا سرچشمہ ہے۔

ساتویں خرابی یہ ہے کہ "رسم" کے لئے تکلف کرنا پڑتا ہے۔ اس سلسلہ میں امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے، جس کی تصحیح ابن خزیمہؒ اور ابن حبان نے بھی کی ہے۔ ہم ابھی ابھی اوپر نقل کر آئے ہیں۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ "جو چیز لازم نہ ہو اس کے التزام کے لئے تکلف کرنا نامناسب بات ہے"۔ [1] امام شاطبیؒ نے اپنی کتاب الاعتصام میں اس سلسلہ میں جو کچھ فرمایا اس کا حاصل یہ ہے کہ:

کسی ایسے کام میں جو عادت کے قبیل سے ہو، التزام کی نیت سے ہاتھ ڈالنا —— اس طور سے کہ اگر اس کو دائمی طور پر کیا جائے تو اس سے اکتاہٹ اور ملال پیدا ہوتا ہو —— تو مناسب ہے کہ ابتداء ہی سے اس عمل کو مندرجہ ذیل وجوہ کی بناء پر مکروہ سمجھا جائے۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو نہایت آسان بنایا ہے لیکن (رسم پر) التزام کرنے والا شخص اسے مشکل بنانے کے درپے ہے۔

دوسری وجہ رسم کے غلط طور پہ التزام کے باعث —— دینی کام سے خود کو قاصر اور عاجز بناتا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ اپنے اوپر لازم کئے ہوئے عمل کی وجہ سے دل میں اکتاہٹ پیدا ہو جانے کا خدشہ رہتا ہے۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ یہ عمل ہی، خود انسان کی نظر میں ناپسندیدہ نظر آنے لگتا ہے چنانچہ کبھی کبھی وہ اسی بنا پر اسے ترک بھی کر دیتا ہے اور اس طرح وہ وعدہ ٹوٹ جاتا ہے جو اس نے اس عمل کے التزام کے ضمن میں اپنے رب سے کیا تھا۔

---

[1] فتاویٰ بزازیہ صفحہ ۵۴ جلد اول۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

پانچویں وجہ یہ ہے کہ دین میں غلو اور حد سے تجاوز کا خدشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ (جو بجائے خود ممنوع اور منہی عنہ ہے) ـــــــ ہاں (احدیث میں) جو نیک عمل پر مداومت اور ہمیشگی کی ترغیب آئی ہے تو اس سے مراد تھوڑا سا عمل ہے جس سے طبیعت کے اوپر تنگی اور گرانی محسوس نہیں ہوتی اور اسلاف میں سے جن جن نے ایسے (مباح یا مستحب) اعمال پر مداومت کی ہے تو وہ ان کی استطاعت کے مطابق تھی اور اس سے ان کی طبیعت کبھی بھی نہیں اکتاتی تھی۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جائز قسم کے امور جب خوب عام ہو جائیں اور اُمت میں چل پڑنے والی بے بنیاد اور گھڑی ہوئی عبادات کی طرح ان پر کثرت سے عمل ہونے لگے ـــــــ تو یہ امور حکم میں بدعت سے ملحق قرار پائیں گے۔ اس لئے کہ عادی امور کبھی بھی بدعت نہیں ہو سکتے ہاں جب ان کو (کارِ ثواب کی طرح) لازم کر دیا جائے تب وہ بدعت بن جاتے ہیں۔ اور منع کرنے والی روایات کے تحت داخل ہو جاتے ہیں جیسے کہ ہم نے تیرہویں اصل" کے ذیل میں بیان کیا ہے۔ (اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ) "رسم" اس قول اور فعل کو کہتے ہیں۔ جو لوگوں کے درمیان ان عبادات کے حوالہ سے پیدا ہو گیا ہو۔ پھر بعد کی نسلوں نے اسے اپنے اکابر سے اسی انداز میں لے کر اپنایا ہو ـــــــ حتیٰ کہ وہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل اور ایک صدی کے بعد دوسری صدی میں ایک دائمی طریقہ کا انداز اختیار کر جائے۔ پھر لوگ اس کو اس طرح التزام کے ساتھ اپنا لیں کہ اس کی مخالفت کرنے والوں یا اسے ترک کرنے والوں کو مطعون کریں اور اسے چھوڑنے والوں کو ملامت کریں ـــــــ اس قسم کے کام کو اگر وہ دین سمجھیں تو اسے "وصفی بدعت" کہتے ہیں اور اگر عبادت نہ سمجھیں تو اسے "رسم ورواج" کہتے ہیں۔ چنانچہ ایسے تمام جائز اور مباح امور ـــــــ جن کو اپنے اوپر لازم کر دیا جائے ـــــــ "فاسد رسمیں" کہلاتے ہیں ان پر رد کرنا واجب ہے۔ اب ہم چند مثالوں سے اسے مزید واضح کرتے ہیں۔

مختلف قسم کے دینی منصب اور عہدے، بطور وراثت حاصل کرنا بھی ایک رسم ہے جیسے قاضی، خطیب اور امام کے عہدے ہیں۔ پس ان عہدوں کا بطور وراثت حصول اگر دینی سمجھا جاتا ہو تو یہ بدعت ہے جیسے کہ مشائخ کی اولاد میں یہ وبا عام ہے ـــــــ اور اگر اسے دینی ضرورت نہ سمجھا جاتا ہو (بلکہ دنیاوی حق سمجھا جاتا ہو) تو بھی یہ ان امور میں

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

سے ہے جن کی شریعت نے ممانعت کی ہے اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ارشاد فرمودہ اس وعید کے ذیل میں داخل ہے کہ: لوگ جاہل لوگوں کو اپنے رئیس (دینی شعبہ کے ذمہ دار) بنالیں گے پھر وہ (جاہل) علم کے بغیر فتوے دیں گے چنانچہ خود بھی گمراہ ہوں گے. اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔"

اسی طرح تمام ذرائع معاش —— جیسے ڈاکٹری (طب)، انجینئرنگ، علم ہیئت اور مختلف زبانوں کے سیکھنے کی مصروفیتیں بنیادی طور پر جائز اور مباح امور ہیں۔ لیکن اگر ان کو (براہ راست) دین سمجھ لیا جائے تو یہ امور بدعت ہو جائیں گے۔ پس جو کوئی ان فنون کے جاننے والے کو "علماء دین" میں سے سمجھے گا تو وہ بدعت ایجاد کرنے کا مرتکب ہو گیا۔ اسی طرح منطق اور فلسفہ (جس پر شریعت کی گرفت مضبوط نہ ہو) سیکھنا بھی اگر لوگ دین سمجھ لیں تو یہ بھی بدعت ہے۔ اس لئے کہ ان چیزوں کا عالم —— عالم دین نہیں کہلا سکتا۔ ہمارے مشہور بزرگ، مجاہد اور امام مولانا سید اسماعیل شہید رحمہ اللہ اپنی کتاب ایضاح الحق میں فرماتے ہیں کہ:

"جو کوئی فلسفہ کے علوم کو اسلامی علوم میں سے شمار کرے گا۔ تو یہ "حقیقی بدعت" ہے اسی درجہ سے ان فنون کا مسجدوں میں پڑھانا اور ان میں اپنے اوقات کھپانا حرام ہے۔" [۱]

ہم نے بھی اپنی کتاب "ضیاء النور" میں ان فنون کے حرام ہونے کے سلسلہ میں آئمہ کے اقوال نقل کئے ہیں۔ [۲]

امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ:

"بتکلف فلسفی کہلانے والوں کے اقوال کی طرف التفات کرنے سے خود کو بچاؤ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ کے باوجود گمراہ کر دیا ہے۔

ع: ہم نے ترجمہ میں "براہ راست" کی قید اس لئے لگائی کہ اگر مسلمان یہ امور اس دینی فریضہ کو پورا کرنے کی نیت اور غرض سے سیکھیں۔ جس کا حکم شرع میں وارد ہے: طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفرائض: او کما قال علیہ السلام۔ تو اس صورت میں یہ امور باعث ثواب ہوں گے اور حکم شرعی کا عین تقاضا پورا کرنے کا ذریعہ ہوں گے۔ حضرت شیخ کے بعد کے جملوں سے اس کی وضاحت بھی ہوتی ہے۔ (مترجم عفرلہ)

[۱]: ایضاح الحق ص۹۳ ، [۲]: تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ضیاء النور جلد اول ص۲۶۶۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور ان کو تباہی کے مقام پر محبوس کر دیا ہے۔ جہاں سے وہ خلاصی نہیں پا سکتے"۔ [۱]

اسی طرح نعت اور نظمیں کہنا جائز اور مباح امر ہے۔ لیکن اس میں حد سے آگے بڑھنا یا اس کو دین سمجھنا "بدعت" شمار ہوگا۔ اور شعر گوئی یا نعت گوئی کے لئے) بے ریش لڑکے کا ممبروں (اسٹیجوں) پر کھڑا کرنا ـــــ عرس، میلاد اور وعظ کی محفلوں میں سُریلی آوازوں سے نعت و شعر کہنا ...... تو اس (نعت گوئی وغیرہ) کی بدترین صورت ہے۔ جس پر رد کرنا اور ایسی محافل میں جانے سے پرہیز کرنا، جن میں ایسے لوگ مدعو یا موجود ہوں واجب اور لازم ہے۔

اسی طرح فلسفہ میں "الٰہیات" کے ذیل میں، فلاسفہ جو ـــــ ترکیب عقلی، عینیت، صفات کی زیادت، عقول کا اثبات، صورت، نفوس، تنزلات خمسہ وغیرہ ـــــ اصطلاحات استعمال کرتے ہیں ـــــ ان کو اگر وہ دینی امور سمجھ کر بیان کرتے ہیں تو یہ "حقیقی بدعت" ہے۔

اسی طرح خصوصی طرز کے لباس کا التزام کرنا، جیسے کہ پیروں اور مشائخ کے لئے کیا جاتا ہے ـــــ یا صنعت اور کمائی کے دوسرے ذرائع کو معیوب اور بُرا سمجھنا، جیسے کہ عموماً علماء اور زاہد صفت پیروں کی اولاد میں دیکھا گیا ہے ـــــ اسی طرح بچے کی ولادت کے موقع پر جن امور کا التزام کیا جاتا ہے مثلاً تحائف کی تقسیم، طبلے بجانا، عورتوں کا تحنیک کرنا۔ [۲] ایک مخصوص دن میں عورتوں کا جمع ہونا اور بچے کے پاس، جن کے نقصان پہنچانے کے خوف سے چھری یا لوہے کا ہتھیار رکھنا پھر بچے کی ماں کا کھڑا ہونا ـــــ یہ سب فاسد رسمیں ہیں جن میں ہزار ہا روپیہ اڑایا جاتا ہے۔

اسی طرح ختنہ کے موقع پر دعوت دینا، جس کے بغیر بچے کا ختنہ نہیں کرتے ـــــ اسی طرح ختنہ کے موقعہ پر اجتماع کرنا ـــــ کہ گھر کے مالک کی گردن ہی رہن ہوتی ہے جب تک کہ وہ اس موقع پر ہزاروں خرچ نہ کر دے۔ [۳] (یہ بھی رسم ہے)۔ ہاں! فقہاکرام

---

[۱]: الخیر الکثیر صہ ۱۳۔ [۲]: تحنیک دراصل کھجور چبا کر نومولود بچے کے تالو کے ساتھ لگانے کو کہتے ہیں روایات سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام مرد کیا کرتے ہیں۔

[۳]: ختنہ کے موقعہ پر اجتماع کرنا اور اس میں حاضر ہونا بدعت ہے۔ جیسے کہ مدخل جلد چہارم صہ ۲۹۴، امداد المفتیین صہ ۱۲۱ و صہ ۱۲۷، فتاوی دیوبند صہ ۱۱۱ جلد اور مدخل جلد سوم صہ ۲۹۹ وغیرہ میں موجود ہے۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

نے جو ختنہ کی دعوت کا ذکر کیا ہے تو اس سے بچے کے صحت یاب ہونے اور زخم کے ٹھیک ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے شکر کے طور پر دعوت کرنا مراد ہے۔

اسی طرح نکاح کے خطبہ میں جن امور کا التزام کیا جاتا ہے۔ (وہ بھی رسم کے زمرہ میں آتے ہیں) مثلاً کپڑوں کی کثرت، مردوں اور عورتوں کا جمگھٹا بنانا، مہندی وغیرہ استعمال کرنا، جن پر ہزاروں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔

جہاں تک ماتم اور غمی کے مواقع پر لازمی طور پر اختیار کئے جانے والے امور کا تعلق ہے تو ان میں سے اکثر بدعت کے قبیل سے ہیں اور کم تر رسمیں ہیں یہ امور مجموعی طور پر پچاس سے بھی زائد ہیں۔ جیسے مُردے پر رونا، دفن میں تاخیر کرنا، اجنبی (غیر آدمی) سے غسل دلوانا، مُردے کو (روتے وقت) آوازیں دینا، غسل کے لئے اسے اتارتے وقت رونا، قبر کی طرف لے جاتے وقت رونا، اس کے کپڑے اتارتے وقت رونا، کفن میں فضول خرچی کرنا، کفن میں کچھ ٹکڑے لینے دینے کے لئے رکھنا، جنازہ کے بعد دعا کرنا، غسل پر اُجرت دینا، غسل کی جگہ پر سکے پھینکنا، جنازہ کے قریب حاضرین کی خاطر غم کے بجائے خوشی کی صورت بنانا، جنازہ کے بعد باتیں کرنا، اُسی مقام پر فدیہ تقسیم کرنا، قرآن مجید پھرانا، یتیموں کا مال تقسیم کرنا اور اس کو ہڑپ کرنا، دفن کے موقعہ پر قرآن مجید کی تلاوت کرنا، دوسری جگہ کی مٹی قبروں پر ڈالنا، قبروں کو پختہ بنانا، قبروں پر پھول ڈالنا قبروں پر لکھنا، نقش و نگار کرنا۔ قبروں پر تختیاں لگانا، قبروں پر میت کا نام اور اس کی موت کی تاریخ کندہ کرنا، غروب آفتاب سے پہلے قبر پر چراغ روشن کرنا۔ میت کے گھر میں مہمان نوازی کا انتظام کرانا، میت کے نہلانے کی جگہ پر چراغ رکھنا، تیسرے روز میت کے کپڑے دھونا، میت کی تدفین سے پہلے کھانے سے منع کرنا، کام اور کمائی ترک کرنا، تین دن سے زیادہ سوگ کی حالت میں رہنا۔ جمعہ کے روز غم تازہ کرنا۔ اسی طرح عیدین اور برسی کے موقع پر بھی، ان مواقع پر میت کو رونا۔ کفن کے سلسلہ میں فخر کا انداز اختیار کرنا، مُردوں کے لئے مختلف قسم کے ختم کرنا، قبر میں اذان دینا، اجنبی عورتوں کا آنا، اسی طرح نفاس وحیض اور جنابت والے لوگوں کا حاضر ہونا۔ نیز چھوٹوں کا آنا، آگ کو ساتھ لے کر چلنا (غالباً جنازہ لے جاتے کے موقعہ پر)، مغرب سے پہلے پہلے صدقہ میں جلدی کرنا، قبر پر عمارت بنانا، قبر کے پاس رات گذارنا، یہ سمجھنا کہ میت کی روح گھر کی چھت پر ہے، نماز جنازہ

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

میت کو غسل دینے کے وقت ذکر کرنا، جنازہ کو بلا ضرورت، جمعہ کی نماز سے مؤخر کرنا، قبر پر استغفار کے پیچھے پیچھے ذکر کرنا، چالیس دن تک صدقہ دینا، تیسرے روز قبر پر جمع ہونا، میت کی چارپائی کو ترک کرنا، قبر پر وعظ کی مجالس منعقد کرنا اور میت کے اوصاف ذکر کرنا۔ میت کے ارد گرد ذکر کرنا، نماز جنازہ کو مؤخر کرنا۔ اور یہ کہ میت کے اولیاء کو بہت ہی کم ہزاروں خرچ کرنے سے، کہیں چھٹکارا نصیب ہوتا ہے۔ گویا ان کا مردہ متبدعین کے ہاتھوں میں گروی (رہن) ہوتا ہے۔ اور ایسے مواقع ستر یا ان سے بھی زائد ہیں۔ جن میں سنت کے خلاف خرچ کیا جاتا ہے۔ اب معیشت تنگ ہو چکی اور مسلمان ان بدعتوں اور رسموں سے بے بس ہو چکے ہیں۔

ہائے افسوس اُن اہل ایمان پر، جو ان بدعتوں اور رسموں میں پیدا ہوتے ہیں، پھر زندگی بھر انہی میں پلتے اور بڑھتے ہیں حتیٰ کہ وہ موت کے بعد بھی انہی میں گھسے رہتے ہیں۔ " ان کی زندگی اور موت ملتی جلتی ہے۔ بہت بُرا ہے وہ عمل جو وہ کرتے ہیں "۔

۱:- فیا حسرات ما الی رد مثلها
سبیل، ولو ردت لهان التحسر

۲:- من الشهوات الا كانت تحولت
الی حسرات حین عز التبصر

۳:- فلو انها ردت بصبر وقوة
تحولن لذات وذ واللب يبصر

ترجمہ

۱:- "کتنی ہی ایسی حسرتیں ہیں جن کو واپس لوٹانے کا کوئی راستہ نہیں، اگر انہیں لوٹا دیا جائے تو ان پر حسرت کرنا بڑا معمولی معلوم ہو"

۲:- "اس شعر میں دراصل کچھ الفاظ چھوٹ گئے ہیں اور اس کے اصل ماخذ تک رسائی نہیں ہو سکی"

۳:- "اگر ان کو صبر و قوت کے ذریعے پسپا کر دیا جاتا تو باعث لذت بن جاتیں۔

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

اور سمجھ دار آدمی صاحبِ بصیرت ہوتا ہے۔"

یہ سب کچھ ہم نے افسوس اور دکھ کے اظہار کے طور پر بیان کیا ہے۔ اگر یہ (آپ کو) حق اور درست (نظر آتا) ہے تو اسے قبول کر لیجئے — یہ آپ کے لئے دونوں جہانوں میں نفع بخش ہوگا — کہنے والے کو نہ دیکھئے (کہ کون ہے؟) اس لئے کہ کتاب کا فائدہ آپ کو اور نقصان مؤلف کو ملے گا۔ میں نے ٹھیک حق کی سمت میں بڑھنے کے سلسلہ میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی — لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کو اپنی (نازل کردہ) کتاب کے سوا کسی اور کتاب کا (خطاء سے) معصوم ہونا منظور نہیں۔

والحمد لله حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه ...... لما وفقنا لاتباع كتابه وسنة نبيه صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم۔

تمّت بالخير

یہ کتاب maktabatulishaat.com سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے

دارالتصنیف والتالیف مرکز اشاعت التوحید والسنہ دارالعلوم سعیدیہ اوگی ضلع مانسہرہ ہزارہ کی مطبوعات

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف	کیفیت
(۱)	مجموعۃ الاذکار فی توضیح الاذکار	شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا سعید الرحمن (الخطیب) مہتمم ومدرس دارالعلوم سعیدیہ	(اردو) مطبوعہ
(۲)	مشائخی چہرہ یعنی داڑھی کا حسن	---------------ایضاً---------------	(اردو) مطبوعہ
(۳)	الاقوال المروی فی تحقیق القنوت النازلہ	---------------ایضاً---------------	(اردو) مطبوعہ
(۴)	مسئلہ سود ورہن	---------------ایضاً---------------	(اردو) مطبوعہ
(۵)	سودی قرضہ کی شرعی حیثیت	---------------ایضاً---------------	(اردو) زیر طبع
(۶)	مجموعۃ المسائل (جلد اول)	---------------ایضاً---------------	(اردو) زیر طبع
(۷)	مجموعۃ الحواشی المسمّی ضیاء الراقی (شرح سراجی علم میراث)	---------------ایضاً---------------	(اردو) مطبوعہ
(۸)	اسلام اور قوالی	حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمن نائب مہتمم ومدرس دارالعلوم سعیدیہ اوگی	(اردو) مطبوعہ
(۹)	قربانی اور اس کی اہمیت	---------------ایضاً---------------	(اردو) مطبوعہ
(۱۰)	الازہار علی کتاب الآثار (جلد اول)	---------------ایضاً---------------	(اردو) مطبوعہ
(۱۱)	الازہار علی کتاب الآثار (جلد دوم)	---------------ایضاً---------------	(اردو) مطبوعہ
(۱۲)	اسلام اور فحشیات	---------------ایضاً---------------	(اردو) زیر طبع
(۱۳)	ماہنامہ السعید	---------------ایضاً---------------	(اردو) مطبوعہ
(۱۴)	تسہیل الریاضی (درجہ متوسطہ میں شامل ریاضی کی شرح)	حضرت مولانا ریاض احمد مدرس دارالعلوم سعیدیہ اوگی	(اردو) مطبوعہ
(۱۵)	نوشتہ تقدیر	---------------ایضاً---------------	(اردو) مطبوعہ
(۱۶)	احکام رمضان	حضرت مولانا قاری شاہ محمد میرانی مدرس دارالعلوم سعیدیہ اوگی	(اردو) مطبوعہ
(۱۷)	خواتین کے لئے رہنما نکات	شمشاد علی سعید مدرس و ناظم دارالعلوم سعیدیہ اوگی	(اردو) زیر طبع